

حایہ کام

خصوصاً حضرات شیخین (ابو بکر و عمرؓ) سے

حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور خانوادہ حسینین (رضی اللہ عنہم جمیعین)
کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قرائیں، باہمی
اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط
چندنا قابل تردید حقائق

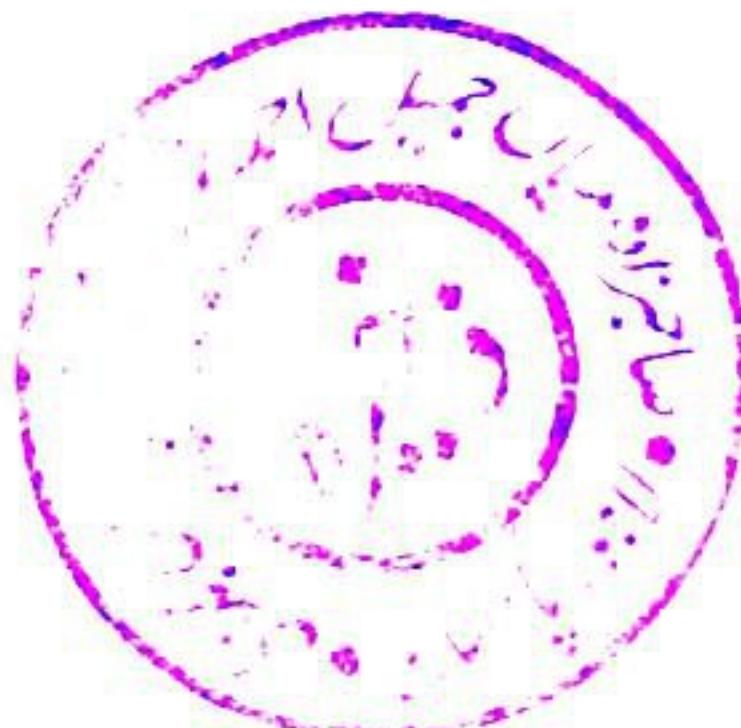
نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت مفتی الہی بخش اکمیڈی

مولویان، کاندھلہ، ضلع پریہنگر (مظفرنگر) یوپی ہند، ۲۳۷۷۵

صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابو بکر و عمرؓ) سے
 حضرت علیؓ بن ابی طالب اور خانوادہ حسینیں [رضی اللہ عنہم جمیع] کی قریب کی متواتر رشته داریاں، قرابتیں، باہمی اعتماد اور طرفیں کے مسلسل روابط

چند ناقابل تردید حقائق



نور الحسن راشد کا ندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

مولویان، کاندھلہ، ضلع پر بدھ نگر (منظفر نگر) یونی ہند۔ ۲۳۷۷۵

© Noorul Hasan Rashid Kandhlavi

[سلسلہ مطبوعات مفتی الہی بخش اکیڈمی کاندھلہ]

پاکستان میں ملنے کا پتہ

جناب سجادا الہی صاحب

53927/A 27/A لوہا بازار، مال گودام روڈ، لاہور:

Ph: 3004682752

اشاعت کے خواہاں اصحاب اور ادارے سجادا الہی صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

كتاب: صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابو بکر و عمر) سے
 حضرت علی بن ابی طالب اور خانوادہ حسین (رضی اللہ عنہم جمیع) کی قریب کی متواتر رشته داریاں، قرابتیں، باہمی اعتماد اور طریقین کے مسلسل روابط، چند ناقابل تردید حقائق

مرتب: نور الحسن راشد کاندھلوی

ترجمہ: [الف] [مولوی] ہدایت اللہ آسامی

[ب] صفحات: [مولوی] عامل حسین صاحب چمپارنی

طبع اول: ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات

قیمت: رجب ۲۳۳۴ھ / مئی ۲۰۱۲ء

کمپوزنگ: ایک سو نیک روپے / 120

مطبع: شہاب الدین قاسمی بستوی (09027397611)

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفرنگر) یوبی، انڈیا

Mufti Elahi Bakhsh Academy

MAULVIYAN-KANDHLAD Distt. Parbudh Nagar. 247775

Mb. 09358667219

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابو بکر و عمرؓ) سے حضرت علی بن ابی طالب اور خانوادہ حسینؑ کی قریب کی متواتر رشته داریاں، قرباتیں، باہمی اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط، چند ناقابل تردید حقائق	۱
۲	مقام صحابہ	۱
۳	عظمت صحابہ	۲
۴	کسی صحابی کی شان میں لب کشائی	۳
۵	صحابہ پر لعن و طعن کرنے والوں کے متعلق امت کا اجتماعی موقف اور عقیدہ	۴
۶	چند گم کردہ راه افراد	۵
۷	مگر عبرت کی جا ہے، زوال کہاں تک	۶
۸	اب کیا ہونا چاہئے	۷
۹	کسی صحابی پر لعنت کرنے کی حضرات حسینؑ کی زبان سے صاف ممانعت	۸
۱۰	حضرات شیخینؑ سے حضرت علیؑ اور خانوادہ حسینؑ کی محبت اور ان کی تقلید کی روایات	۹
۱۱	الف: نجح البلاغۃ	۱۰
۱۲	ب: محمد باقر کا ارشاد	۱۱
۱۳	ج: حضرت باقر کا ایک اور ارشاد	۱۲
۱۴	د: حضرت جعفر صادق کا فرمان	۱۳
۱۵	ه: امام غائب کی نصیحت	۱۴
۱۶	مشاجرات کی روایات، حقیقت یا افسانہ؟	۱۵
۱۷	خانوادہ علیؑ میں حضرت شیخینؑ کے ناموں کا معمول اور اہتمام	۱۶

**اہل بیت کرام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں محبت و قرابت
قریبی رشتہوں کی صراحت اور مستند و معتبر نسب ناموں کے ساتھ**

تہذید	۱۸
۱۹	
۲۰	اہل بیت اور ان کے چپاڑ ادھاندان کے درمیان ازدواجی رشتہ
۲۰	خیر البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں
۲۲	حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراؓ کا مبارک نکاح
۲۲	وقت اور جگہ
۲۲	خطبہ (پیغام)
۲۳	مہر
۲۳	شب زفاف
۲۳	ولیمہ
۲۳	گھر
۲۳	جهیز
۲۳	گواہ
۲۴	حضرت علیؑ اور آل علیؑ کے پسندیدہ نام
۲۵	آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبرؑ کے درمیان رشتہ
۲۶	حضرت جعفر صادقؑ کا قول ”میں دو طرح سے ابو بکر صدیقؑ کا بیٹا ہوں“
۲۷	آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل فاروقؑ کے درمیان عقد و مصاہرات
۲۸	زید بن عمر بن الخطابؓ کا قول: ”میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں“
۲۹	خانوادہ نبوت میں حضرت عثمانؓ کا مقام و منزلت
۳۰	آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آل عثمانؓ کے درمیان مصاہراتی رشتہ
۳۱	بیت نبوی میں حضرت زبیرؓ

۳۱	حضرت علیؑ اور حضرت زبیرؓ کے درمیان سلی امتزاج	۳۸
۳۲	آل علیؑ اور آل طلحہ بن عبید اللہؓ کے درمیان مصاہراتی رشتہ	۳۹
۳۳	حضرت حسین بن علیؑ کے داماد و مگر صحابہؐ کے فرزندوں میں سے	۴۰
۳۴	محمد باقر	۴۱
۳۵	حفصہ بنت محمد الدیبان	۴۲
۳۵	امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم [سید المرسلین ﷺ کی ازدواج مطہرات]	۴۳
۳۶	عشرہ مبشرہ	۴۴
۳۷	دنیا میں حضرت امام حسینؑ کے ہمه گیر کارنامے اور ملک گیر فتوحات	۴۵
۳۹	اہل بیت کرام اور ان کے بنی اعمام کے درمیان نکاح و ازدواج کے سلسلے	۴۶
۴۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	۴۷
۴۱	وہ نام جو حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کو محبوب تھے	۴۸
۴۲	حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں	۴۹
۴۳	امام جعفر کا مقولہ ہے: ”مجھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دو مرتبہ جنا ہے“	۵۰
۴۴	حضور پاک ﷺ اور حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں	۵۱
۴۵	حضرت زید بن عمر بن خطاب کا قول ہے: ”میں دو خلیفوں کا فرزند ہوں“	۵۲
۴۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبوت کے گھرانے میں	۵۳
۴۷	حضور ﷺ اور حضرت عثمانؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات	۵۴
۴۸	حضرت زبیرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں	۵۵
۴۹	حضرت علیؑ و زبیرؓ کے آل کے درمیان سوال سوال کے درمیان ازدواجی تعلق	۵۶
۵۰	حضرت علیؑ اور زبیر بن العوامؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات	۵۷
۵۱	حضرت علیؑ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ازدواجی تعلقات	۵۸
	فرزندان صحابہؐ میں سے حضرت حسینؑ کے داماد	

۵۲	حضرت محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب	۵۹
۵۲	صحابہ میں سے حضرت محمد باقر کے شیوخ	۶۰
۵۳	خلفاء اربعہ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ پوتی حضرت حفصة بنت محمد دیباج	۶۱
۵۳	امہات المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ	۶۲
۵۵	حضرات عشرہ مبشرہ	۶۳
اہل بیت کرام اور حضرات صحابہؓ کے خاندانوں میں ایک جیسے نام اور دامادی رشته [اہم علمی تاریخی تحقیقی مطالعہ، شیعہ مأخذ و کتب کے حوالے سے]		
۵۷	خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ	۶۴
۵۷	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے وہ اصحاب جن کا نام "ابو بکر" ہے	۶۵
۵۷	ابو بکر بن علی بن ابی طالب	۶۶
۵۷	ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالب	۶۷
۵۸	ابو بکر علی زین العابدین	۶۸
۵۸	ابو بکر علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق	۶۹
۵۸	ابو بکر محمد المهدی امانتظر بن الحسن العسكري	۷۰
۵۸	ابو بکر بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب	۷۱
۵۹	خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطابؓ	۷۲
۵۹	حضرت علی کی اولاد میں سے وہ صاحبان جن کا نام "عمر" ہے	۷۳
۵۹	عمر الاطرف بن علی بن ابی طالب	۷۴
۵۹	عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب	۷۵
۵۹	عمر الاشرف بن علی زین العابدین بن حسین	۷۶
۶۰	عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۷۷

۶۰	عمر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق	۷۸
۶۰	خلفیہ ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ	۷۹
۶۰	حضرت علیؑ کی اولاد میں سے جن صاحبان کا نام عثمان رکھا گیا	۸۰
۶۰	عثمان بن علی بن ابی طالب	۸۱
۶۰	عثمان بن عقیل بن ابی طالب	۸۲
۶۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۸۳
۶۱	اولاد علیؑ میں وہ خواتین جن کا نام عائشہ ہے	۸۴
۶۱	عائشہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق	۸۵
۶۲	عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق	۸۶
۶۲	عائشہ بنت علی الرضا بن موسیٰ الکاظم	۸۷
۶۲	عائشہ بنت علی الہادی بن محمد الجواد بن علی الرضا	۸۸
۶۲	حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۹
۶۲	حضرت علیؑ کی اولاد میں سے جن لوگوں نے اپنا نام طلحہ رکھا ہے	۹۰
۶۲	طلحہ بن حسن بن علی بن ابی طالب	۹۱
۶۳	حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۲
۶۳	حضرت علیؑ کی اخلاف میں سے جن حضرات نے اپنا نام معاویہ رکھا ہے	۹۳
۶۳	معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب	۹۴
۶۳	اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان ازدواجی رشتے	۹۵
۶۳	اہل بیت اور آں صدقیق اکبر بنی تمیم کے درمیان رشتے	۹۵
۶۳	محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۹۶
۶۳	موسیٰ الجون بن عبد اللہ الحضر بن حسن شنی بن حسن اسبط بن علی بن ابی طالب	۹۷
۶۳	اسحاق بن جعفر بن ابی طالب	۹۸

۶۲	محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین	۹۹
۶۲	حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۰
۶۲	اہل بیت اور آل زبیر کے درمیان رشتے	۱۰۱
۶۲	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب	۱۰۲
۶۵	ام الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۳
۶۵	رقیہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۴
۶۵	ملیکہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۵
۶۵	موسیٰ بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۰۶
۶۶	جعفر اکبر بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۰۷
۶۶	عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۰۸
۶۶	محمد بن عوف بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب	۱۰۹
۶۶	بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طاف	۱۱۰
۶۶	محمد بن عبد اللہ انفس از کریۃ بن حسن ثنیٰ بن حسن سبط بن علی بن ابی طالب	۱۱۱
۶۷	حسین اصغر بن علی زین العابدین بن حسین	۱۱۲
۶۷	سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب	۱۱۳
۶۷	حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۱۴
۶۷	علی خرزی بن حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۱۵
۶۸	اہل بیت اور آل خطاب بن عدی کے درمیان ازدواجی رشتے	۱۱۶
۶۸	محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۱۷
۶۸	حسن افطس بن علی بن علی زین العابدین بن حسین	۱۱۸
۶۸	حسن ثنیٰ بن حسن بن ابی طالب	۱۱۹

۶۸	اہل بیت اور بنی تمیم کے درمیان رشتہ	۱۲۰
۶۸	حضرت حسن بن علیؑ بن ابی طالب	۱۲۱
۶۹	حضرت حسین بن علیؑ بن ابی طالب	۱۲۲
۶۹	اہل بیت اور بنی امیہ کے۔ یا ان رشتہ	۱۲۳
۶۹	حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۴
۷۰	حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۵
۷۰	علی بن حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۲۶
۷۰	حضرت علی بن ابی طالب	۱۲۷
۷۱	خدیجہ بنت علیؑ بن ابی طالب	۱۲۸
۷۱	رمدہ بنت علیؑ بن ابی طالب	۱۲۹
۷۱	زینب بنت حسن ثانی بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۳۰
۷۱	نفیسه بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۳۱
۷۱	ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	۱۳۲
۷۲	فاطمہ بنت حسین شہید بن علی بن ابی طالب	۱۳۳
۷۲	حضرت حسین بن علی بن ابی طالب	۱۳۴
۷۵	خاندان حضرت علیؑ اور آپ کی پھوٹھیوں کے ابناء عباسیین کے درمیان رشتہ	۱۳۵
۷۵	محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ الکاظم	۱۳۶
۷۵	فاطمہ بنت محمد بن علی النقی بن محمد الجواد بن علی الرضا	۱۳۷
۷۵	عبداللہ بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب	۱۳۸
۷۶	ام کلثوم بنت موسیٰ الجون بن عبد اللہ الحضن بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۳۹
۷۶	شیعہ بڑے بارہ اماموں کی ما تیں کون کون تھیں؟	۱۴۰
	شیعہ کتب انساب و تاریخ کا اختلاف	

ضمیمه نمبر (۱)

مذکورہ بالا اطلاعات، چند اور پہلوؤں پر بھی غور کی دعوت دیتی ہیں، توجہ کیجئے!

ضمیمه نمبر (۲)

ازدواجی رشته داری کی وضاحت کے لئے نقشے

۷۶		۱۳۱
۷۹		۱۳۲
۸۰		۱۳۳
۸۱		۱۳۴
۸۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ازدواجی رشته داریاں اور ان کی اولاد	۱۳۵
۸۲	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ازواج اولاد	۱۳۶
۸۳	حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بیویاں اور اولاد	۱۳۷
۸۴	حضرت علی زین العابدین ابن حسین کی بیویاں اور اولاد	۱۳۸
۸۵	محمد باقر ابن علی زین العابدین ابن حسین ابن علی ابی طالب کی ازواج اولاد	۱۳۹
۸۵	جعفر صادق ابن محمد باقر ابن علی زین العابدین ابن حسین ابن علی ابی طالب کی ازدواج اولاد	۱۵۰
۸۶	موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر ابن علی زین العابدین کی ازواوج اولاد	۱۵۱
۸۷	حضرت علی رضا ابن موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق بن محمد باقر کی اولاد	۱۵۲
۸۸	محمد جواد کی بیویاں اور ان کی اولاد علی ہادی اور حسن عسکری	۱۵۳
۸۹	حضرت علی ابی طالبؑ حضرت ابو بکر صدیقؓ	۱۵۴
۹۰	حضرت علی کی اولاد اور ان کی بیٹیوں کی ازدواجی رشته داریاں	۱۵۵
۹۱	دونوں نواسوں حضرت حسن و حسین کی ازدواجی رشته داریاں اور ان کی اولاد	۱۵۶
۹۲	بنات کسریٰ ابن یزد جرد	۱۵۷
۹۵	حسن بن شنیٰ کی بیویاں اور اولاد	۱۵۸
۹۶	اہل بیت کی آل زبیر کے ساتھ رشته داریاں	۱۵۹
۹۷	اہل بیت	۱۶۰
۹۷	آل زبیر	۱۶۱
۹۷	اولاد	۱۶۲

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش افظل

گذشتہ دنوں [رجب شعبان ۱۴۳۲ھ / اول جولائی ۲۰۱۱ء] میں حیدر آباد کن، ہند کے تعلیمی ادارہ دارالعلوم میں "عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم" کے عنوان پر ایک بڑی علمی کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا، جس کے لئے چند کتابوں کی اشاعت اور کانفرنس کے موضوع پر، اس ادارہ کے عربی اردو رسائل کے خاص شمارے چھاپنے کا بھی فیصلہ ہوا تھا جس کے لئے بہت سے اہل علم اور اصحاب قلم کے علاوہ، مجھنا کارہ و بے علم کو بھی یاد فرمایا گیا۔ مجھ سے مشاجرات صحابہؓ کی روایات اور ان کے راویوں پر تحریر فرمائش کی گئی تھی، میں نے عرض کیا کہ یہ موضوع تو پیاز کے پرت اُتارنے کی طرح ہے، کہ ایک کے بعد، اس کے چھلکے اتارتے رہئے، آخر میں ہاتھ خالی رہ جاتے ہیں، کچھ باقی نہیں رہتا، اس لئے میں نے حضرات خلفاء راشدین اور خانوادہ اہل بیت، خصوصاً حسین [رضی اللہ عنہم اجمعین] کی رشتہ داریوں باہمی اعتماد اور قریب کے اعتماد اور روابط پر چند صفحات پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا، اس کے لئے چند صفحات تو تمہید کے طور پر لکھے تھے۔ اصل مضمون کے لئے اس موضوع کی دو اہم مگر تازہ، اور مختصر کتابوں کا اردو ترجمہ پیش کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ یہ مضمون مجلہ حسامی حیدر آباد کے خاص شمارہ [رجب تاریخ رمضان ۱۴۳۲ھ۔ جون تا اگست ۲۰۱۱ء] میں، جو گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے (ص: ۶۹۷ سے ص: ۳۶۷ تک) چھپا تھا مگر اس میں شجرے شامل نہیں تھے، جو اس کو سمجھنے اور ذہن میں محفوظ رکھنے کے لئے نہایت ضروری تھے، اس لئے اس کی علیحدہ طباعت کا مطالبہ اور تقاضا ہوا، اس فرمائش کی تعمیل میں اس کو کتابی صورت میں اشاعت کے لئے دیا جا رہا ہے۔ امید کہ اس سے اس سلسلہ کی کئی ایک غلط فہمیوں کے دور ہونے اور معاملات و سیاست کی تہہ تک پہنچنے میں مدد ملے گی۔

نور الحسن راشد کاندھلوی

۲۵ رشوآل المکرم ۱۴۳۲ھ

صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابو بکر و عمر) سے

حضرت علی بن ابی طالب اور خانوادہ حسینیں [رضی اللہ عنہم اجمعین]
کی قریب کی متواتر رشته داریاں، قربتیں، باہمی اعتماد اور طرفیں کے مسلسل روابط
چندنا قابل تردید حقائق

نور الحسن راشد کا نذر حلولی

حضرت حق جل مجدہ نے اس انسان کو اپنی تمام مخلوقات میں سب سے افضل قرار دے کر، اس کو اپنی خلافت و نمائندگی کا تاج اور اعزاز عطا فرمایا تھا، پھر ان انسانوں میں سے دو بزرگ زیدہ ترین جماعتوں کو اپنے خاص الخاص فضل و کرم سے نواز کر، ایسا غیر معمولی مرتبہ بخشا جوان کے علاوہ اس پوری ہائیکائنات میں کسی اور کامقدر اور نصیب نہیں ہوا، یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

مقام صحابہ: حضرات صحابہ کی جلالت شان، عظمت و احترام، جامع کمالات انسانی اور پیکر انسانیت ہونے کے علاوہ، ان کے شرف و سعادت کے لئے یہی بہت ہے کہ ان کو اور ان کی مقدس جماعت کے ہر اک فرد کو اپنی حیات کا کچھ حصہ، کچھ دن، یا چند لمحات، فخر کائنات، سید موجودات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور زیارت و صحبت کے میسر آئے۔ اسی کمال اور اختصاص کی وجہ سے، قرآن کریم میں بھی کئی موقعوں پر، حضرات صحابہ کی بلند شان، عالی رتبہ، رحمت و کرم کی بارشوں، رضوان و مغفرت کی بشارت کے علاوہ اور بھی مختلف پہلوؤں سے تذکرہ فرمایا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشْدَأُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءٌ بَيْنَهُمْ تَرَهُمْ رُكَعًا سُجَّدًا يَسْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أُثْرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ، كَثَرُ عَنْهُ رَجَّ شَطْئَهُ فَازْرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتُوئِي عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَاعَ لِيغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [۲۹] [سورة لفظ، آیت: ۲۹]

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں

اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے اور) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سبود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجلیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موئی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کو جلاۓ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ (ت: مولانا فتح محمد صاحب جalandھری)

حضرات صحابہ کے تذکرہ و تحسین پر مشتمل آیات کریمہ کو پڑھئے، تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے خاص رفقائے کرام، آپ کی بارکت صحبتوں سے فیضیاب و مفتخر ہونے والے حضرات کا انتخاب بھی، نظام قضاۓ وقدرت نے اسی وقت فرمایا تھا، جب حضرت محمد بن عبد اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے آخری رسول اور خدا کے کلام کے اول مخاطب و مورد ہونے کا فیصلہ فرمایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم آسمانی کتابوں میں جہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور بشارات شریفہ آئی ہیں، وہیں حضرات صحابہ کرام کے احوال و صفات اور بعض کا گویا تعارف بھی درج ہے۔ ان بشارتوں کی احوال صحابہ سے مطابقت، بے شمار افراد کے قافلہ، اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ بنی ہے۔

عظمت صحابہ: یہی دائمی ابدی حقیقت ہے جس کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے نہایت لنشیں اسلوب اور خوبصورت الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوُجِدَ قَلْبُ مُحَمَّدٍ خَيْرًا لِّقُلُوبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، وَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوُجِدَ قُلُوبُ أَصْحَابِهِ خَيْرًا لِّقُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وَزَرَاءَ نَبِيًّا، يَقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ. فَمَارَأَهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ، فَمَارَأَهُ الْمُؤْمِنُونَ سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّئٌ﴾ (۱)

(۱) رواه احمد في مسنده. تحقيق علامہ شیخ احمد محمد شاکر رقم الحديث: ۳۶۰۰. ص: ۵۵ ج: ۳۔

[دارالحدیث قاهرہ: ۱۴۱۶ھ] نیز ملاحظہ ہو: شرح عقیدۃ الطحاویۃ فی العقیدۃ السلفیۃ. تحقيق

علامہ احمد محمد شاکر. ص: ۱۷. [مکتبۃ الریاض الحدیثہ ریاض، بلاسٹنہ]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تمام دلوں میں اعلیٰ ترین پایا، اس لئے اس کو اپنے لئے منتخب فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ [حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے بعد] باقی مخلوق کے دلوں پر نظر فرمائی، تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر پایا، تو ان کو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشیر اور مددگار بنادیا، جو اس کے دین کے لئے جدوجہد اور کوشش فرماتے رہے۔

کسی صحابی کی شان میں لب کشائی: اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لُعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسُ أَجْمَعِيْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: جس نے میرے کسی صحابی کو کچھ نازیبا کہا، اس پر اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

صحابہؓ پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق امت کا اجتماعی موقف اور عقیدہ: اس ارشاد عالی اور دیگر بہت سی احادیث شریفہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا مسلمہ اور اجتماعی عقیدہ یہ ہے کہ:

﴿الصَّحَابَةِ كُلَّهُمْ عَدُوٌّ﴾ . تمام صحابہ کرام نہایت سچے اور برق ہیں

اسی پس منظر میں علامہ جلال الدین دواني نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ:

﴿ثُمَّ فِي مَنَاقِبِ كُلِّ مَنْ أَبْيَ بَكْرٍ وَعُمَرٍ وَعُثْمَانَ وَعَلَى وَالْحَسَنِ وَالْحَسِينِ، وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ، أَحَادِيثِ صَحِيحَةٍ، وَمَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ مِنْ الْمُتَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ فَلَهُنَّا تَوْيِيلَاتٌ، فَسَبِّهِمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ، إِنْ كَانَ مَا يَخَالِفُ الْأَدْلَةَ الْقَطْعَيْةَ فَكَفَرَ﴾ (۲)

ترجمہ: پھر اکابر صحابہ، ابو بکر، عمر، عثمان علی اور حسن حسین وغیرہ میں سے ہر ایک کے مناقب کے متعلق صحیح احادیث موجود ہیں اور ان حضرات کے آپس میں جو اختلافات اور مشاجرات ہوئے،

(۱) رواہ الطبرانی عن ابن عباس۔ وفيه عبدالله بن خراش وهو ضعيف. مجمع الزوائد، للهيثمي. ص: ۱۰. ج: ۲۱۔ اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بھی منقول ہے، جس کو بزارنے اپنی مند میں اور امام طبرانی نے منداوس طبقہ میں نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد صفحہ مذکور۔

(۲) شرح العقائد النسفية۔ ص: ۱۱۶ [طبع یوسفی۔ لکھنؤ: بلاسنه]

تو ان کی مختلف وجوہات اور تاویلات ہیں۔ اس لئے ان حضرات [اور اسی طرح کسی اور صحابی کو بھی] برا بھلا کہنا، جو اولہ قطعیہ کے خلاف ہو، کفر ہے۔

یعنی جو شخص بھی اس قدسی صفات، مقدس جماعت یا اس کے کسی بھی فرد اور رکن کے خلاف دل میں یا زبان پر کچھ بات رکھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معتمد و ہم مجلس سے بدگمانی کرے، اور العیاذ باللہ! اس سے بڑھ کر، ان میں سے کسی پر بھی کوئی الزام لگائے، ان کے خلاف زبان کھولے، اور اپنی زبان کو سب و شتم سے ناپاک وآلودہ کرے، وہ امت کے اجتماعی فیصلہ کے مطابق، بلاشک و شبہ، دائرہ اسلام سے خارج اور جماعت مسلمین سے بے تعلق ہے۔ علامہ قرطبی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں، فیصلہ کن غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے کہ:

﴿فَمَنْ نَسْبَهُ أَوْ وَاحِدًا مِّن الصَّحَابَةِ إِلَى كَذْبٍ، فَهُوَ خارِجٌ عَنِ الشَّرِيعَةِ، مَبْطُولٌ لِّلْقُرْآنِ، طَاعُونٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .. وَمَنْ تَكَذِّبَ فَقَدْ سَبَّ، لَأَنَّهُ لَا عَارٌ وَلَا عَيْبٌ بَعْدَ الْكُفْرِ بِاللَّهِ، أَعْظَمُ مِنَ الْكَذْبِ.. وَقَدْ لَعِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَبِّ أَصْحَابِهِ، فَالْمَكَذِّبُ لِأَصْغَرِهِمْ [وَلَا صَغِيرٌ فِيهِمْ] دَاخِلٌ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ، شَهَدَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴾ (۱)

ترجمہ: جس کسی نے حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے خلاف بھی زبان کھولی اور ان پر کذب بیانی کا الزام لگایا، وہ دین و شریعت سے بے تعلق ہے، قرآن مجید کو معاذ اللہ باطل کرنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے، اور جب اس نے حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کا دامن بھی کذب سے وابستہ کیا تو گویا اس نے گالی دی، کیونکہ کفر کے بعد، جھوٹ کے الزام سے بڑھ کر، کوئی عیب اور شرم دلانے کی بات نہیں ہے اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے، جو کسی صحابی کو نازیبا بات کہے۔ اس لئے ان میں سے چھوٹے سے چھوٹے صحابی [اور درحقیقت ان میں کوئی بھی چھوٹا نہیں ہے] کی طرف کذب اور غلط بیانی منسوب کرنے

(۱) الجامع لأحكام القرآن. سورة الفتح. ص: ۲۹۸ ج: ۱۶ [دارالكتب العربي ، المطباعة والنشر: قاهرہ - ۱۳۸۷]

والا، اللہ کی لعنت میں داخل ہے، اس کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں:

﴿لَا تَسْبِو أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَقُمْ أَحَدُهُمْ سَاعَةً،
يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً﴾ (۱)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو برا بھلامت کہو، کیونکہ ان کی زندگی کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، گزارا ہوا ایک لمحہ، تمہاری چالیس سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر کا ارشاد ہے کہ، صحابہ کی خدمت نبوی میں ایک ساعت، تمہاری پوری زندگی سے بہتر ہے۔

﴿لَا تَسْبِو أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ أَحَدُهُمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ
أَحَدِكُمْ عَمْرٍ﴾ (۲).

چند گم کردہ راہ افراد: مگر یہ کیسی نصیبی، کس قدر، بلکہ آخری درجہ کی بے توفیقی اور محرومی ہے کہ ایسی ایسی واضح ہدایات و احادیث سے واقفیت بے باوجود، کوئی بھی شخص خصوصاً ایسے افراد جو محبت اہل بیت اور خانوادہ حسینین کو اپنا مقصد زندگی کہتے ہوں، جانتے بوجھتے قدسیوں کی اس جماعت، یا اس کے کسی ایک فرد کی نسبت بھی دل میں کچھ بات رکھے، یا خداخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت کے، کسی بھی حاضر باش اور معتمد کے متعلق نازی بالب کشائی کرے اور ان پر زبانی طعن دراز کرے، کیوں کہ خدانہ کرے، اگر ان میں سے کسی کے متعلق بھی کچھ کہا جاتا ہے، تو ان کے حوالہ سے دین و شریعت کے جواہ کامات معلوم و مدون ہیں، ان کی کیا حقیقت باقی رہ جائے گی۔ ان حضرات کو مطعون و محروم کرنا، درحقیقت دین و شریعت کے ان اصولوں و ہدایات کو محروم کرنا ہے، جوان کے حوالے سے منقول اور امت کے زیر عمل ہیں۔ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی نے، ایک مکتوب میں رقم فرمایا ہے:

(۱) رواہ ابن بطيه - شرح عقیدۃ الطحاوی۔ تحقیق: علامہ احمد محمد شاکر۔ ص: ۴۱۷،
[مکتبۃ الریاض الحدیثۃ۔ ریاض۔ بلاسنہ]

(۲) رواہ ابن ابی شیبة فی مصنفہ۔ رقم الحدیث: ۳۰۷، ص: ۳۳۰۸۲۔ ج: ۱۷۔ تحقیق شیخ محمد عوامہ
[عکس ضباعت کراجی: ۵۱۴۲۸]

”قرآن و شریعت را اصحاب تبلیغ نموده اند، اگر ایشان مطعون باشند، طعن در قرآن و در شریعت لازم می آید، قرآن جمع حضرت عثمان است علیه الرضوان، اگر عثمان مطعون است، قرآن هم مطعون است“^(۱)

قرآن و شریعت اصحاب (نبی) نے پہنچایا ہے، اگر وہ قابل اعتراض ہیں، تو قرآن مجید اور شریعت میں اعتراض اور شبہ ضروری ہوگا۔ قرآن حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے، اگر حضرت عثمان پر شبہ اور اعتراض ہے، تو قرآن پر بھی شبہ اور اعتراض ہے۔

اسی بات اور فیصلہ کو جلیل القدر مفسر قرآن، علامہ قرطبی نے [ہارون رشید کی مجلس کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے] عمر بن حبیب کے الفاظ میں بالکل صاف کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ الصَّحَابَةُ كَذَائِينَ، فَالشَّرِيعَةُ باطِلَةٌ، وَالْفَرَائِضُ وَالْأَحْكَامُ فِي الصِّيَامِ وَالصِّلَاةِ، وَالطلاقُ وَالنِّكَاحُ وَالْحَدُودُ، كُلُّهَا مَرْدُودَةٌ، غَيْرُ مَقْبُولَةٌ^(۲)

اگر خدا نہ کرے، صحابہ کرام ناقابل اعتبار ہیں، تو شریعت باطل ہے۔ تمام فرائض اور احکامات الہیہ، روزہ، نماز، طلاق، نکاح اور حدود وغیرہ سب ناقابل اعتبار اور ناقابل قبول ہیں۔

مگر عبرت کی جا ہے، زوال کہاں تک: لیکن یہ نہایت سخت فیصلے بھی ایسے گم کردہ راہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہوئے، وہ ان سب تعلیمات وہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے، خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم پر اعتراضات کرتے ہیں اور اس میں یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی صراحة کے مطابق:

”لعن عمر را ترجیح دہند، بر ذکر الہی وتلاوت قرآن مجید“^(۳)

ترجمہ: حضرت عمر کو برا بھلا کہنے کو [اس درجہ ضروری اور اہم سمجھتے ہیں کہ] اس کو ذکر الہی اور تلاوت قرآن مجید پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۱) مکتبہ پنجاہ و چہارم دفتر اول، جلد دوم ص: ۲۸ مرتباً مولا نور احمد امرتسری [مکتبۃ القدس کوئٹہ]

(۲) الجامع لاحکام القرآن ص: ۲۹۹، ج: ۱۶ [دارالکتب العربي، للطبعـة والنـشرـ. قاهرـه ۱۳۷۸]

(۳) تحقیق اثنا عشریہ فارسی - ص: ۵۶۲ - [مطبع شرہند، لکھنؤ: ۱۲۹۵ھ]

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی تجاوز اور جسارت کرتے ہیں کہ:

”لعن کبراء صحابہ و ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را، عبادت عظمی داند“ (۱)

ترجمہ: بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر طعن کرنا، اہم ترین عبادت سمجھتے ہیں۔

اور حضرت شاہ صاحب کا یہ ارشادات ایسے ضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ان کی تردید ممکن ہی نہیں، گذشتہ دور میں ہی نہیں بلکہ حال میں بھی بعض شیعہ اہل قلم نے اپنے نظریہ کی تائید میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان سب باتوں کی باتا مل تصدیق و توثیق ہو رہی ہے۔ (۲)

اب کیا ہونا چاہئے؟ یہ نظریہ رکھنے والے لوگ، چار پانچ کے علاوہ جملہ صحابہ کرام کو بالکل نظر انداز بلکہ مسترد کرتے ہیں، ان کا احترام تو کیا کرتے، ان کی جلالت شان اور عظمت و کرامت کی کیا تحسین کرتے، وہ تو [توبہ، توبہ استغفار اللہ، استغفار اللہ!] ان سب کے ایمان پر شک ظاہر کرتے ہیں، لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے سخت الزامات و افتراءات اور ناقابل عبور اختلافات کی وسیع ترین خلیج کے ہوتے ہوئے، جس میں ایک نسبتہ بہت چھوٹا سا گروہ یا جماعت، امیت مسلمہ کے اجتماعی عقیدہ اور جملہ احادیث و روایات اور معتبر تاریخی حوالوں کو مسترد کر رہی ہے، اور اکثریت کے بڑے سے دینی مذہبی پیشواؤں کی، نہایت شدید اور مسلسل دل آزاری کرنے اکثریت کے دلوں کو ہر وقت زخم پہنچانے اور ہر دن نئے انداز سے نادک فگنی کرنے کو، اپنا کمال اور عبادت سمجھتی ہے۔

اور اس صورت میں جب اہل سنت کے دلائل کو [بقول خود] محبین اہل بیت رد کرتے ہیں اور اہل تشیع کے دلائل کو اہل سنت ناقابل اعتبار کر دانتے ہیں، تو اب وہ کون سا تیرا اور ایسا معتمد ذریعہ ہے جس کی صداقت اہل تشیع

(۱) تحفہ الشناشریہ فارسی۔ ص: ۵۶۲۔ [طبع شمرہند، لکھنؤ: ۱۹۹۵ھ]

(۲) یہاں مجھے ایک کتاب کا نام اور حوالہ لکھتے ہوئے قلبی اذیت ہو رہی ہے، مگر اس کے بغیر یہ بات مکمل نہیں ہوگی۔ گذشتہ دنوں ایک نہایت دل آزار، اور ناپاک کتاب ”توضیح الغراء“ تالیف: عباس ارشاد نقوی۔ جو حسینی اکاذیمی، لکھنؤ سے چھپی تھی، ۲۰۰۵ء کا یڈیشن سامنے ہے، اس کتاب میں ان تمام باتوں کی شیعوں کے معتبر حوالوں سے تذکرہ کیا گیا ہے، جن کا علمائے اہل سنت تذکرہ فرماتے ہیں اور اہل تشیع اس کا انکار کرتے رہتے ہیں، فیلاسف!

بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوں اور اہل سنت کو بھی اس سے اختلاف نہ ہو اور اس سے یہ بھی بے غبار سامنے آ جائے کہ سچائی دراصل کہاں ہے۔ کیا واقعۃ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم اور حضرات شیخینؑ کے درمیان ایسے ہی سخت اختلافات تھے، جن کی گردہ کشائی ناممکن تھی، یادوں بڑوں، ان کی اولاد، خاندان اور نسلوں کے درمیان محبت و مودت، کرم فرمائی و احسان مندی کا ایسا دراز سلسلہ تھا، جس کی کڑیاں ایک دوسرے سے جڑتی چلی جاتی تھیں، اور کہا جاسکتا تھا کہ ان میں قربت و عنایات کی ایک دائمی لہر، ایسا دریا زمزم بہہ رہا تھا، جس کے کناروں پر، اعتبار و اعتماد و راحت و دل آؤزی اور قرابت و قربت کے چمنستاں آباد تھے۔ تاریخ اور علم الانساب کے دفتر کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہی تھا، دونوں خاندانوں میں عہد نبوی میں، جو یگانگت آپس داری اور قرابت و قربت کی ڈور بندھی تھی، وہ نسلوں تک اسی طرح بندھی رہی، اس میں اسی طرح گل بوٹے نکلتے رہے، اور اسی طرح اس پر نئی نئی بہار آتی رہی اور نئے نئے پھول نمودار ہوتے رہے۔

ان تمام رشتتوں کی تفصیلات سے پہلے اس موضوع کو کامل کرنے کے لئے، مختصر ایہ جان لینا بھی نہایت مفید اور چشم کشا ہوگا، کہ حضرت صدیق اکبر، اور حضرت فاروق اعظمؓ کے متعلق، داما رسول، حضرت علی حیدر، ان کے صاحبزادگان سراپا منزلت اور ان کے محترم اخلاف، خصوصاً حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق کیا فرماتے تھے، ان کے دلوں میں حضرات شیخین کی محبت کس درجہ پر چی بسی ہوئی تھی اور یہ سب شیخین کی محبت اور اتباع کو کیا بلند مقام دیتے تھے۔

قابل توجہ یہ ہے کہ آئندہ سطور میں درج اس طرح کی تمام روایتیں شیعوں کے مستند ترین مأخذ میں شامل ہیں، اور ان کے نہایت معتمدوگوں سے حوالہ منقول ہیں، لہذا ان کی صحت میں شیعہ صاحبان کو بھی کلام نہیں مگر۔۔

اس کے بعد، آل ابی طالب کے خاندانوں کی، شیخین وغیرہمؓ سے قریب ترین رشتہ دار یوں نسبتوں اور دائمی ربط و ضبط کی تفصیلات، معتبر شیعہ کے حوالہ سے نقل کی جا رہی ہیں، جوان لوگوں پر بطور خاص جحت ہیں، جوان کتابوں اور ان کے مصنفوں کو اپنا مسلمہ عالم اور پیشوامانتے ہیں۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ۔ کسی پر بھی لعنت کرنے کی حضرات حسینؑ کی زبان سے صاف ممانعت: حال آں کہ خود اس فرقہ کی اہم ترین نذہبی کتابوں میں، اس لعن طعن کی ممانعت ہے، اس سے منع کیا گیا ہے اور برملائے کہہ دیا گیا ہے کہ:

لَهُنَّ الْلَّعْنَةُ إِذَا خَرَجْتَ مِنْ فِي صَاحِبِهَا تَرْدَدْتَ، فَإِنْ وَجَدْتَ مَسَاغًا، وَإِلَّا رَجَعْتَ
عَلَى صَاحِبِهَا۔ (۱)

”جب کسی کے منہ سے [کسی کے لئے لعنت] نکلتی ہے تو وہ ٹھہر جاتی ہے، جس پر لعنت کی گئی ہے،
اگر وہ اس کا مستحق ہو تو اس پر جاتی ہے، ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے“
یہ روایت اہل تشیع اور خانوادہ اہل بیت کو ماننے کا دعویٰ کرنے والوں سے، بہت کچھ کہہ رہی ہے
اور سوال کرتی ہے کہ جب تم ہمارے کہنے والوں کی یہ ہدایات نہیں مانتے، پھر پھر ماننے اور محبت کا دعویٰ
کیسا....؟ اس روایت کا بہت ہی اہم پہلو یہ ہے کہ یہ روایت بھی اور اس موضوع کی ایک اور روایت،
خود حضرات حسین اور امام محمد باقر سے منقول ہیں۔ کیا ان کے ایسے صاف اقوال کو نظر انداز کر کے، بلکہ ان کی
کھلی مخالفت کر کے، خود کو ان حضرات کا ماننے والا محبت کرنے والا کہا جاسکتا ہے۔۔۔ اور کیا ان کی اعلیٰ درجہ
کی اخلاقی تعلیمات کو جان بوجھ کر، چھوڑنے اور نظر انداز کرنے سے راہ ہدایت حاصل ہو سکتی ہے۔؟

حضرات شیخین سے حضرت علی اور خانوادہ حسین کی محبت اور ان کی تقلید کی روایات: اور اس
کے ساتھ ہی اس کا جائزہ لینا بھی نہایت ضروری ہے کہ، وہ تمام اکابر، جن کو اہل تشیع، اپنے سب سے بڑے مقتداوں
میں جانتے ہیں، وہ اپنی زبان سے حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نسبت کیا فرماتے تھے اور ان کے یہ
ارشادات گرامی وہ نہیں ہیں جو علمائے اہل سنت کی کتابوں میں درج ہیں، بلکہ یہ خود اہل تشیع کے ممتاز و معترضین
مآخذ میں درج ہیں۔

یہاں معتبر شیعہ مآخذ میں موجود متعدد روایتوں میں سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروقؓ کی عظمت
شان کے اعتراف، ان کے کامل اتباع، ان کے حق پر ہونے کی تصدیق اور ان سے اپنی دلی محبت کے اظہار میں،
حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق نیز [شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق، امام غائب]
حسن عسکری کی صرف ایک ایک روایت یہاں نقل کی جا رہی ہے، جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان حضرات کے،
شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اختلافات کی اطلاعات غلط ہیں، جو ان حضرات کے مشترکہ بدخواہوں
نے گھری ہیں اور پھیلائی ہیں اور ان میں سے اکثر روایتیں اور اطلاعات بہت بعد کی ایجاد اور بلاشبہ غلط ہیں۔

(۱) اصول کافی شیخ یعقوب کلبینی، ص: ۵۳۷، ۵۳۸ [مشی نول کشور لکھنؤ: ۱۳۰۲ھ]

الف: نجح البلاغة میں [جو حضرت علی کرم اللہ کے اقوال و افادات و کلمات کا معروف و معتبر مجموعہ ہے] حضرت علیؑ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں:

﴿لِّلَّهِ دَرُّ فِلَانٍ فَلَقْدَ: قَوْمٌ الْأُوْدُ، وَدَاوِيْ الْعَمَدُ، وَأَقَامُ السَّنَةَ، وَخَلَفُ الْبَدْعَةَ، ذَهَبَ نَقِيٌّ
الثَّوْبَ، قَلِيلُ الْعِيْبَ، أَصَابَ خَيْرَهَا، وَسَبَقَ شَرَّهَا، أَدَى إِلَى اللَّهِ طَاعَتَهُ، وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهِ،
رَحِلَّ وَتَرَكُهُمْ فِي طَرْقٍ مُتَشَعَّبٍ لَا يَهْتَدِي فِيهِ الضَّالُّ، وَيَسْتَيْقِنُ الْمُهَتَدِي﴾ (۱)
ترجمہ: فلاں شخص کتنا اچھا اور بہترین تھا، کیوں کہ اس نے (۱) کجی کو سیدھا کیا (۲) سگین یہاری کا علاج
کیا (۳) سنت کو قائم اور جاری کیا (۴) بدعت کی مخالفت کی (۵) دنیا سے پا کدا من گیا (۶) بہت کم عیب
والا تھا (۷) بہترین افعال کرتا رہا (۸) برے افعال سے محترم رہا (۹) اللہ کی فرمانبرداری کرتا رہا (۱۰) اللہ
سے اسی کے حقوق میں سب سے زیادہ ڈرنے والا تھا۔ خود تو چلا گیا، لیکن لوگوں کو منتشر اور پر اگنده
چھوڑ گیا، کہ اس میں گمراہ کے لئے کوئی ہدایت حاصل کرنے کی صورت اور ہدایت یافہ کے لئے یقین
کی شکل نہیں۔ (۲)

اس روایت میں جس عالی مرتبہ شخص کی، بے پناہ تعریف و توصیف کی گئی ہے، وہ کون تھے؟ نجح البلاغہ کے اکثر
شارحین، خصوصاً علامہ بحرانی نے [م ۶۸۲-۶۸۱ م] لکھا ہے کہ، اس سے حضرت ابو بکر صدیقؓ مراد ہیں۔ نجح البلاغہ
کے بعض اور شارحین [جو سب شیعہ صاحبان ہیں] کہتے ہیں کہ اس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کی جانب اشارہ
ہے۔ دونوں میں سے جو بھی اس سے مراد ہوں، یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حضرات کیسے زبردست اور عالی اوصاف کے
حامل تھے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ان اوصاف عالیہ اور کمالات و پیہیہ میں، جن کا سیدنا علی مرتضی نے تذکرہ
فرمایا ہے، دونوں ہی حضرات علیؑ سے عالی درجہ پر تھے۔

ب: محمد باقر کا ارشاد: کشف الغمة تصنیف شیخ علی بن عیسیٰ الاربی م ۶۹۲ھ / ۱۲۹۳ء میں ہے کہ
حضرت ابو عفراء، محمد الباقرؑ سے تلوار پر نقش و نگار بنانے کے متعلق سوال کیا گیا، کہ کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے، اس
لئے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تلوار پر نقش و نگار بننے ہوئے تھے۔ سائل نے کہا: آپ بھی ابو بکرؓ کو ”صدیق“ کہتے ہیں،

(۱) اظہار الحق ج: ۳/ ص: ۹۲۸ تحقیق محمد احمد محمد عبد القادر مکاوی، [ریاض: ۱۳۰ھ]

(۲) بابل سے قرآن تک / ج: ۳/ ص: ۲۶۔ ترجمہ، مولانا اکبر علی صاحب، شرح تحقیق مولانا مفتی تقی عثمانی [کراچی: ۱۳۹۱ھ]

یہ سن کر حضرت باقر اپنی نشست سے کو دکرا ٹھے اور فرمایا: نعم الصدیق، نعم الصدیق، نعم الصدیق، ہاں صدقیق تھے، ہاں صدقیق تھے، اور جوان کو صدقیق نہ کہے، اللہ تعالیٰ اس کی کسی بھی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا اور سیدھا نہ کرے۔

ن: حضرت باقر کا ایک اور ارشاد: الفصول المهمہ فی أصول الأئمہ [تألیف شیخ محمد بن حسین الحرس العاملی] میں، حضرت صدقیق اکبر سے متعلق، حضرت ابو جعفر [محمد الباقر] کا ایک قول اور منقول ہے، لکھا ہے کہ ایک جماعت، چند آدمی، خلفائے ثلاش، سیدنا صدقیق اکبر، عمر فاروق، اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی عیب جوئی اور نکتہ چینی میں مصروف تھے، ان کی بات سن کر حضرت باقر نے، قرآن کریم کی آیت: السابقون الأولون اور مہاجرین کے متعلق متعدد آیات کی تلاوت کی اور فرمایا: کہ تم ان میں سے نہیں ہو، جن کی قرآن مجید میں تعریف فرمائی گئی ہے، یعنی حضرات خلفائے ثلاش اس کا مصدقہ ہیں اور ان میں شامل ہیں، مگر اس کے متعلق تبصرے اور بری رائیں رکھنے والے، اس جماعت سے خارج ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے رضوان و مغفرت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔

و: حضرت جعفر صادق کا فرمان: امام محمد بن جسن شیبانی، ابو ہفصہ سے نقل کرتے ہیں کہ:
میں نے محمد بن علی [حضرت باقر] اور جعفر بن محمد [حضرت جعفر صادق] سے حضرت ابو بکر و عمرؓ کے بابت پوچھا، تو انہوں نے کہا: وہ دونوں امام تھے، عادل تھے، ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں۔
اس کے بعد، جعفر بن محمد، میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے سالم! کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا، ابو بکر صدقیقؓ میرے نانا ہیں۔ مجھے میرے جد، محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں۔

اور ابو جعفر [حضرت باقر] سے روایت ہے کہ کہ انہوں نے فرمایا، جس نے حضرت ابو بکر و عمرؓ کی فضیلت کو نہ جانا، وہ سنت رسول سے جاہل رہا، اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابو بکر و حضرت عمرؓ کی نسبت کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: میں ان سے محبت رکھتا ہوں، اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبت کرتے تھے۔

نیزان سے پوچھا گیا کہ جو لوگ حضرت ابو بکر و عمر کو برا کہتے ہیں [وہ کیسے ہیں؟] فرمایا: وہ بے دین ہیں۔ (۱)

۵: امام غائب کی نصیحت: شیعہ صاحبان کے گیارہویں امام، حسن عسکری [بن علی بن محمد م ۸۷۰ھ/۷۲۰ء] سے منسوب تفسیر قرآن [کشف الجب] کے حوالہ سے، جملہ صحابہ کرام کا احترام ضروری ہونے اور ان کو برا کہنے والوں کے لئے، ایک بہت واضح اور گویا قولِ ناطق نقل کیا گیا ہے، جو ایسے لوگوں کے لئے آئینہ اور سامانِ عبرت ہے، جو حضرات صحابہؓ کے لئے نازیبا کلمات زبانوں سے نکالتے ہیں۔ فرمایا:

﴿إِنْ رَجُلًا مِّنْ يَغْضُضُ آلَ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ أَوْ أَحَدًا مِّنْهُمْ، يَعْذِبُهُ اللَّهُ عَذَابًا، لَوْقَسْمٌ عَلَىٰ مُثْلِ
خَلْقِ اللَّهِ لَا هُلْكَهُمْ أَجْمَعُونَ﴾

ترجمہ: جو شخصِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یا اصحاب، یا ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض او ر دشمنی رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا شدید عذاب دے گا، کہ اگر اس عذاب کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کو بلاک کر دے۔ (۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اس خانوادہ کے، جلیل القدر اکابر اور رہنماؤں کے، مذکورہ بالاعتبر ارشادات و کلمات سے عیاں ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؑ، ان کی اولاد اور گھرانہ اسی طریقہ پر کاربند اور عامل رہے اور اسی طریقہ کو صحیح قبل عمل اور اسوہ نبوی کے مطابق سمجھتے تھے، جو حضرت ابو بکر و عمرؓ کا طریقہ اور عمل تھا۔

حضرت علیؑ اور حضرات حسینؑ کو، حضرت شیخینؑ کا معاذ اللہ مخالف اور بعد میں ایک مستقل گروہ کا قائد و سردار اور ایک نئے مذہبی طریقہ کا قائد و امام قرار دیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ ان کا اور خلفائے ثلاثة کا راستہ الگ الگ تھا، اور اسی کو بنیاد بنا کر اور بھی بہت سی باتیں کہی جاتی ہیں، مگر یہ روایات صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ

(۱) یہ اور اس کے علاوہ اس مفہوم کی متعدد معتبر روایتیں، حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں نقل فرمائی ہیں۔ ملاحظہ ہوا زالۃ الخفاء مع ترجمہ مولانا عبد الشکور کا کوری لکھنؤی ص: ۲۲۳ جلد اول۔ [عدمۃ المطابع۔ لکھنؤ: طبع اول]

اس طباعت کے حاشیہ پر ازالۃ الخفاء کا صحیح فارسی متن بھی۔ مولانا عبد الشکور لکھنؤی کی تصحیح سے درج ہے۔ صرف ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو: ترجمہ ازالۃ الخفاء ص: ۲۰۵، نور محمد صالح المطابع کراچی: بلاسٹنے

(۲) یہ تمام روایتیں اقتباسات اور حوالے، مناظر اسلام، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے اپنے معرکہ آرائصنیف اظہار الحق میں نقل فرمائے ہیں۔ یہ کتاب ذیڑھ سو سال سے مسلسل چھپ رہی ہے، اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، مگر ان حوالوں کی صداقت اور استناد کو کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکا۔ نیز اس قسم کی متعدد روایتیں، خصوصاً آخر میں درج حضرت حسن عسکری کا قول، حسن الملک سید مہدی علی خاں نے بھی آیات بینات میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: آیات بینات جلد اول [یوناٹائزڈ پریس لکھنؤ: ۱۳۵۱ھ] یہی طباعت رقم کے سامنے ہے۔

خانوادہ حسینؑ اور ان کے اسلاف و اخلاف، حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طریقہ اور روایات و اعمال کی پابندی کو لازم جانتے تھے، ان کے ہی طریقہ پر چلتے تھے، ان کے معمولات اور اسوہ کو اپنی خوش بختی کا سامان اور ذریعہ خیر گردانتے تھے، نیز اپنے گھروں اور نسلوں میں ان کی بارکت یاد کا مسلسل باقی اور تازہ رکھنا ضروری سمجھتے تھے اور اپنی اولادوں کے ان جیسے نام رکھنا، اپنے لئے باعث رحمت و سعادت اور نیک فال شمار کرتے تھے۔ خاندان حسینؑ کے جلیل القدر اصحاب حضرات شیخینؑ سے اپنی خاندانی نسبت اور آبائی رشتہ پر فخر کرتے تھے اور ان کی اولاد میں رشتہ دار یوں کو، ان کے داماد بننے بنانے کو، اپنے اور اپنے گھرانوں کے لئے سامان خیر و برکت قرار دیتے تھے۔

ایسے ایک دو واقعات یا رشتے نہیں، بلکہ ایسے ناموں کے اعادہ و تکرار اور ایسے رشتہوں کے تواتر و اہتمام کی ایک لمبی تاریخ ہے، جس سے یہ بات کھل کر آئینہ ہو کر سامنے آتی ہے، اس میں کسی بھی طرح کا کوئی شک و شبہ، اور تاریخ و ثبوت کے لئے لحاظ سے ادنیٰ تامل باقی نہیں رہتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ان کا خانوادہ گرامی اور ان کے تمام قابل ذکر اخلاق و اولاد، اسی عقیدہ کو مانتے تھے، اسی طریقہ اور دین کے ان، ہی تمام اصولوں اور نظام کو تسلیم فرماتے اور ان کے مطابق عمل رکھتے تھے، جو حضرات شیخین کا طریقہ، عقیدہ اور عمل تھا۔ یقیناً حضرت علی اور ان کا گھرانہ اور ان کی بعد کی نسلیں اس سے علیحدہ ہونے کو برابر لکھا جائز اور گناہ سمجھتی تھیں۔

حضرت شیخین کی محبت و نسبت، خانوادہ علی کرم اللہ وجہہ کے لئے، دین صحیح سے والستگی کی ایک علامت تھی اور وہ ان سے متواتر والستگی کو، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کے برابر جانتے تھے، اسی لئے اس تعلق کو سرما یہ حیات اور مقصد زندگی سمجھتے تھے۔

مشاجرات کی روایات حقیقت یا افسانہ؟ اس وقت جب حضرات صحابہ کی عظمت پر پھر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں، ان کی شان میں گستاخوں کی بات کی جا رہی ہے، اور ان سے محفوظ، قرآن مجید، سنت و احادیث نبوی اور شریعت کی بنیادوں پر نئے تیشے نئے حربے آزمائے جا رہے ہیں، ضرورت ہے کہ، اس بات کو اپنے ذہن و نظر اور مطالعہ میں ایک بار پھر تازہ کر لیا جائے کہ حقیقت دین کو صاحبہ کرام کے جس کاروائی اور قائدیں نے واضح کیا، وہ پہلے بھی ایک ہی جماعت تھے، ایک ہی کہکشاں کے آفتاب و ماہتاب تھے اور ایک ہی منبع سے منور ہو کر، صوفشانی فرماتے رہے، بعد میں بھی ہمیشہ ایک ہی رہے۔ ان میں نہ اس وقت اختلاف تھا،

جب وہ دامن رسالت کے زیر سایہ زندگی گزار رہے تھے، نہ اُس وقت تھا جب ان میں سے ثانی اثنین یا یار غار کو مند خلافت پر دکی گئی، نہ اُس وقت تھا جب ”لوکان بعدی نبی لکان عمر“ کے مصدق، اپنے اقتدار اور تم برو انتظام سے ملت اسلام کو، نئی فتوحات، نئی بلندیوں، نئی ترقیات اور نئے حصوں تک اسلام پہنچا کر، سرخ رو اور کامیاب فرمائے تھے۔ تاہم بعد کے حالات میں بعض صحابہؓ کے درمیان بعض غلط فہمیاں پیش آئیں، اور اخلاف و مشاجرات ہوئے لیکن ان کے دل ہمیشہ صاف رہے، انہوں نے ان اختلافات و نزاعات کو، اپنے دامن سے بھی جھٹک دیا تھا، اور اپنی اولادوں کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی۔

اس لئے اگر [خاکم بہ دہن] ان سے کہیں غلطی ہوئی بھی ہو، تو وہ خدانہ کرے، ان کے باطن کی خرابی اور قلبی اندر وہی اختلاف کا اثر نہیں، بلکہ صرف اختلاف رائے کی بات تھی۔ شرح عقائد نسفی کا اقتباس اوپر گذر گیا ہے، اس میں فرمایا گیا ہے:

”وما وقع بينهم من المنازعات والمحاربات فله محامل و تاویلات“

ان حضرات کے درمیان جو بھی اختلاف و مشاجرات ہوئے، انہوں نے ان کو قطعاً بھلا دیا، فراموش کر دیا تھا، ان کی بعد کی زندگی، ان کے باہمی تعلقات، خاندانی رشتہ، عظمت و احترام اور روابط اسی طرح باقی رہے۔ ان حضرات کے باہمی تنازعات و اختلاف کی جور و ایت و اطلاعات اور تاریخی معلومات ہیں، ان کے ساتھ ایک بڑی خطرناک سازش ہوئی ہے، چون کہ اس طرح اکثر روایتوں کے نقل کرنے والے اور ان روایتوں کی مدد سے اول اول تاریخ مرتب کرنے والے، اسی خیال و فکر کے اشخاص تھے جو اختلاف و عدم توازن کے شکار تھے، اس لئے ان کو پڑھتے ہوئے بہت احتیاط کی اور بہت غور و فکر کی ضرورت ہے کہ:

ساتی نے کچھ ملانہ دیا ہو شراب میں

خانوادہ علیؑ میں حضرت شیخین کے ناموں کا معمول اور اہتمام: اور یہ بھی ایک عالم آشکارا اور بے غبار حقیقت ہے کہ اگر اللہ نہ کرے، ان حضرات کے درمیان، بعد میں یا شروع میں، زندگی کے کسی دور میں بھی، بد اعتمادی، اختلاف اور بے تعلقی کی ایسی کوئی بات ہوتی جس کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور ان کے شفاف دامن کو آلودہ کرنے کی جسارت کی جاتی ہے، تو کیوں یہ حضرات اپنے خاندانی رشتہ اس شدت و قوت سے باقی رکھتے، کیوں اپنی اولادوں کے نام ابو بکر، عمر عثمان، عائشہ رکھتے، کیوں ان کی یادوں کو ہر وقت اپنے سامنے تازہ

رکھتے اور کس وجہ سے اپنے اخلاف کو، ان حضرات کے خاندانوں سے رشتہ ناطہ جوڑنے کی تاکید و اہتمام فرماتے اور اس میں کوشش کا مزاج بناتے؟

ذراغور تو فرمائیے! حضرت علیؑ کے صاحبزادوں کی قربی اولاد میں سے، چار کے نام ابو بکر، پانچ کے عمر اور پانچ ہی کے نام عائشہ ہیں۔

بھلا، کون اپنے دشمنوں کے نام پر اپنی اولادوں کے نام رکھتا ہے، کون ان لوگوں سے جن سے پشتی خاندانی عداوتیں ہوں، اپنی بیٹیاں دینا اور ان گھروں میں اپنے لڑکوں کی شادی کرنا پسند، یا گوارہ کرتا ہے۔ ان حضرات کے باہمی رشتہوں اور قریب ترین گھرے تعلقات کی جو مصدقہ تفصیلات اور معتبر شجرے، آئندہ صفات میں پیش کئے جا رہے ہیں، وہ ڈنکے کی چوٹ پر، اس فاسد خیال اور بے اصل پروپیگنڈے کی تردید کرتے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ:

اے کاش حقیقت کی کچھ ان میں جھلک بھوتی واعظ تری تقریر افسانے ہی افسانے اس مطالعہ سے چند نہایت حیرت انگیز چونکا دینے والی معلومات سامنے آتی ہیں، جو اپنے آپ میں بڑی دریافت اور عجوبہ کی حیثیت رکھتی ہیں:

(۱) حضرات حسینؑ کی جو سلیمانی معرفہ موجود ہیں، وہ تمام تزوہ ہیں، جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پوتیوں، نواسیوں اور اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے ہوئی ہیں۔

(۲) حضرت امام جعفر صادق اس پر فخر کرتے تھے، کہ میری مادری، پدری نسبت [والدہ اور دادی] دونوں کا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جڑا ہوا ہے۔

(۳) حضرات شیخین کے علاوہ، حضرات حسینؑ کی تمام زوجات غیر عرب، عجمی خاندانوں سے تھیں۔

(۴) شیعہ صحابان کی روایات میں، ان کے اماموں کی مادری نسبت [حضرت جعفر صادق] کے بعد [اور ثبوت میں] سخت اختلاف ہے۔

دقیق علمی مباحث، متكلمانہ مناظراتی بحثوں سے قطع نظر، یہاں درج یہ اطلاعات اور شجرے ہی اس کی مکمل تردید کر رہے ہیں کہ، ان خاندانوں میں آپس میں سخت اختلافات تھے، اور دونوں کی مذہبی فکر اور راستے الگ الگ

تھے۔ اس تاریخی مطالعہ کی ایک ایک کڑی اور ہر اک شاخ کے آپس کے معتبر قریبی رابطے اور رشتہ داریاں، بہت صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ ان دونوں سلسلوں خاندانوں اور اہل نسبت میں آپس کے اختلاف، بداعتیادی اور قطع تعلقات کی روایات و خبریں غلط اور بالکل غلط ہے۔

اس نظریہ کا ناقابل تردید ثبوت ان خاندانوں کی باہمی رنسہ ریاں ہیں، ان سے ہمارے اس نظریہ بلکہ عقیدہ کی توثیق ہو رہی ہے، جو شیعہ علماء، مورخین اور ماہرین علم الانساب نے اپنی کتابوں میں تحریر کئے ہیں، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو آج نئی دریافت ہوئی ہو، بلکہ قدیم سے قدیم ترین مورخین اور علمائے انساب نے ان سب کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی صداقت کو بلا خوف تردید ظاہر بھی کیا ہے، آئندہ صفحات میں جو دو مختصر تالیفات کے ترجمے پیش کئے جا رہے ہیں وہ اسی سلسلہ کی ایک نئی کڑی اور تازہ پیش رفت ہیں۔

اس موضوع کی تصانیف کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اس موضوع پر، قدیم سے قدیم مورخین اور ماہرین انساب نے روشنی ڈالی ہے اور بعض نے ایسی تمام معلومات اور رشتہوں کو یک جام ترب کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ قدیم تصانیف میں اس موضوع کی ایک معروف اور عمدہ یادگار: حافظ ابو سعید، اسماعیل بن علی ابن زنجویہ الازدی [وفات ۳۳۵ھ] کی الموافقة بین اهل البیت والصحابة [ومارواه کل فریق فی حق الآخر] ہے، جس کی شہرہ آفاق عالم، اور مفسر قرآن علامہ جاراللہ زمخشری نے تلمیص کی تھی۔ اصل کتاب اور اس کی تلمیص دونوں تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔

علامہ زمخشری کے خلاصہ کا، ایک قلمی نسخہ کی مدد سے، مولانا احتشام الحسن کاندھلوی [وفات: ۱۹۷۱ء] نے ”خلفاء راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات“ کے نام سے اردو میں ترجمہ بھی کیا تھا، جوندوڑہ لمصنفین دہلی سے شائع ہو چکا ہے، بعد میں پاکستان سے بھی چھپا تھا، ایک اور اشاعت زیر طبع ہے۔

آئندہ صفحات میں اس موضوع کی دو مختصر تالیفات کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، جو اسی حقیقت کو روز روشن کی طرح آشکارا کر رہی ہیں، ان تصانیف کی اکثر اطلاعات شیعوں کے مستند مراجع و مأخذ سے لی گئی ہیں، سنی مراجع صرف قند مکر اور توثیق مزید کے لئے درج کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ ان کا مطالعہ اس سلسلہ کی متعدد غلط فہمیوں، غلط بیانیوں کا پردہ چاک کر دے گا، اس کے مطالعہ سے یہ جاننے میں مدد ملے گی، کہ کئی مرتبہ مسلسل جھوٹ اور غلط گوئی سچائیوں کو کس حد تک گرد آ لود اور دھنڈ لی کر دیتی ہے۔ بہر حال آگے بڑھئے اور ان معلومات سے فائدہ اٹھائیے۔

وہ تالیفات جن کا ترجمہ آئندہ صفحات میں نذر قارئین ہے، یہ ہیں:

(۱) **آل الہیت والصحابة: محبت وقربۃ**. پیش نظر اشاعت جمعیۃ الآل والصحاب، بحرین اور سعودی عرب کے اشتراک سے بڑی پیمائش کے نہایت خوبصورت، عمدہ نفیس کاغذ پر کئی رنگوں میں، نہایت دیدہ زیب چھپی ہے، بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ طباعت ۱۳۳۰ھ/۲۰۰۹ء کی ہے مگر اس پر مرتب کا نام درج نہیں۔

(۲) **الاسماء والمصاهرات بین اہل الہیت والصحابة رضوان اللہ علیہم**
تالیف: ابو معاذ السید بن احمد بن ابراہیم الاسمائیلی ہے۔ زیر نظر طباعت، مکتبۃ الرضوان، قاہرہ کی ہے، سنہ طباعت درج نہیں۔ پیمائش کے انٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی کتاب کا ترجمہ، ہمارے ادارہ، حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی کاندھلہ مظفرنگر کے علمی رفیق، مولانا ہدایت اللہ صاحب آسامی فاضل دارالعلوم دیوبند نے کیا ہے۔ دوسری کا مولانا عامل حسین سرور چمپارنی نے کیا ہے، یہ بھی دارالعلوم کے فاضل ہیں اور اس وقت مدرسہ اسلامیہ عیدگاہ کاندھلہ میں استاذ ہیں۔ ترجمہ مجھے خود کرنا تھا، لیکن بعض مصروفیات اور مضمون کے تقاضے کی وجہ سے ان دونوں صاحبان کو زحمت دی گئی، رقم نے دونوں پر نظر ڈال لی ہے، اور ان میں بعض ترمیمات بھی کی ہیں مگر یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے، تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ اصل تحریرات کا مفہوم اور پیغام ضائع نہ ہو، بہر حال جیسا کچھ ہے نذر قارئین ہے۔

چوں کہ دونوں تالیفات کا موضوع ایک ہے اور مراجع و مأخذ بھی اکثر مشترک ہیں، اس لئے بعض مندرجات و اطلاعات میں کسی قدر تکرار غیر متوقع نہیں، مگر اس میں شبہ نہیں کہ ان تالیفات سے اس موضوع کی نئی اہم ترین اور مستند معلومات سامنے آئیں ہیں، جن سے امید ہے کہ فائدہ اٹھایا جائے گا۔ وما توفیقی إلا بالله عليه توكلت والیه أنيب۔

نور الحسن راشد کاندھلوی

۱۷/ ربیعہ ۱۴۳۲ھ

اہل بیت کرام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

میں محبت و قرابت

قریبی رشتہوں کی صراحة اور مستند و معتبر نسب ناموں کے ساتھ

مرتبہ

دارالآل والصحاب، بحرین وکویت

مطبوعہ

۱۳۳۰-۱۴۰۹ء

اردو ترجمہ: محمد ہدایت اللہ آسامی قاسمی

نظر ثانی و تکمیل

نور الحسن راشد کاندھلوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فرمایا کہ: تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور آپس میں اختلاف نہ کرو: ”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفْرَقُوا“، اور درود وسلام نازل ہو، اس باکمال مرتبی اور صاحب علم عمل رہنمای پر، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ہدایت دی اور درندہ صفت متفرق دلوں کو، باہم ایسا جوڑ دیا کہ وہ اللہ کے انعامات کے بدولت اس کے راستے اور دین پر آگئے اور جم گئے، آپس میں محبت کرنے والے بھائی بھائی بن گئے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد! تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پیشوایان ملت اہل بیت اور صحابہ کرام اور برگزیدہ بستیوں کی معتبر و راشت اور صحیح سوانح حیات اور تاریخ کے بیش بہاذ خیرے پر توجہ دیں، کیوں کہ وہی درحقیقت مقتند ایں، جن کی اقتداء کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے:

”وَالسَّابِقُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ“ [التوبہ: ۱۰۰]

لہذا ان حضرات کی اقتداء اور اتباع ہمہ گیر کامیابی کی ضمانت ہے، اسی اہم اصول کے تحت جمعیۃ الآل والاصحاب، بحرین نے اس کی کوشش کی اور مفید کام کو انجام دیا، جس سے قارئین کے سامنے یہ ظاہر اور واضح ہو جاتا ہے کہ مدرسہ نبوی کے پہلے فارغین کے اندر کس قدر ہمدردی، رشته داری اور محبت والافت تھی، کہ واقعی وہ قول باری تعالیٰ: ”مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشْدَاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ“ [الفتح: ۲۹] کا عملی نمونہ اور ترجمان تھے۔

ان صفات سے جہاں اہل بیت اور صحابہ کا حقیقی تعلق نمایاں ہوتا ہے، وہی منصف مزاج، نیک نیت لوگوں کے سامنے ان لوگوں کے دعوؤں کی حقیقت بھی کھل جاتی ہے، جو اسلامی شفاف مآخذ کو داغدار بنانے کے لئے کوشش رہتے ہیں، ان کے اغراض فاسدہ کو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ بہر صورت آپ اس مختصری

کوشش کو قبول فرمائیں۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس عجالہ نافعہ کی تیاری میں شرکت کرنے والے اصحاب کا شکر یہ نہ ادا کریں، اور اللہ ہی سے قبولیت اور اخلاص کی دعا کرتے ہیں۔ انه سمیع مجیب۔

وَأَذْكُرْ عَنْهُ مَا نَهِيَ اللَّهُ أَكْبَرُ الْعَالَمُونَ

اہل بیت اور ان کے پچازاد خاندان کے درمیان ازدواجی رشتہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک دیگر لوگوں سے بالکل جدا نہ تھی، ان کے درمیان رشتہ داری اور میل جوں رہتا تھا، کیونکہ اہل بیت اور ان کے پچاؤں کی اولاد کے درمیان نسل درسل، مرحلہ بمرحلہ ازدواجی رشتہ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبو زادیاں اسی قریشی گھر آئیں تھیں۔ آٹھ رشتے آل عثمان کے ساتھ ہوئے، چھ آل مردان بن الحکم کے ساتھ اور چار آل ابی سفیان کے ساتھ، جن میں شریف ترین رشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام حبیبة بنت ابی سفیان کے ساتھ ہے، جو سلسلہ نسب میں دیگر ازاد واج مطہرات کی بہ نسبت آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھیں۔ انہیں رشتہوں میں سے تیرہ رشتے، آل علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے، جن میں سے اکثر، واقعات صفین، جمل اور کربلاء کے بعد، ہی وجود میں آئے ہیں۔

چنانچہ پچازاد اولاد نے نسب پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپس میں نکاح اور اڑکیوں کے رشتہوں کے ذریعہ سے باہمی تعلقات کو زیادہ مضبوط اور طاقتور بنایا، تاکہ نسب شریف سے نسبت میں کبھی انقطع نہ ہو، چاہے اور تعلقات میں کبھی کچھ کشیدگی آجائے۔

خیر البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبو زادیاں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاتم الانبیاء والمرسلین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار ایسی بیٹیوں سے نوازا تھا، کہ جو پاک دامنی، نیکوکاری، تقویٰ و پرہیزگاری میں آخری بلند مرتبہ کو پہنچی ہوئیں اور اپنی مثال آپ ہی تھیں، وہ اسوہ حسنہ اور بلند نمونہ تھیں ہر اک ایسی خاتون کے لئے، جو زندگی میں فلاح و بہود اور کامیابی و کامرانی کی خواہاں ہو۔

ان میں سے سب سے بڑی صاحبزادی، حضرت زینب تھیں، جن کی پیدائش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے چند سال پہلے ہوئی تھی اور وفات اپنے والد محترم رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد منور میں ہوئی۔

ان میں سے سب سے چھوٹی صاحبزادی جنت کی عورتوں کی سردار، اور دو فلک یوس پہاڑوں، مہکتے پھولوں اور نادر ترین فرزندوں: حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ تھیں، جو سراپا زہد و تقویٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہ زہراء ہیں، جو باقی صاحبزادیوں سے افضل اور عبادت وزہد کے پیکر تمام خواتین سے بہتر ہیں، جن کے خاوند خلیفہ راشد، مجاہد عابد، عالم زاہد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، حضرت فاطمہؓ ہی اہل بیت میں، سب سے پہلے اپنے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے جامی تھیں۔

نیز آپ کی صاحبزادیوں میں، تقویٰ و پاکدامنی کا پیکر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی ولادت ہجرت سے سات سال پہلے ہوئی، دونوں ہجرتوں میں شامل اور سبقت حاصل کرنے والی تھیں۔ یہ تیرے خلیفہ راشد، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں ۔

پھر امام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں، جن کی ولادت حضرت رقیہ کے بعد ہوئی، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت رقیہ کی وفات کے بعد، حضرت عثمان غنی سے ہی کر دیا تھا، تو وہ بہترین بلکہ اعلیٰ ترین، بڑوں کی بہترین نمونہ بنیں، انہیں دونوں صاحبزادیوں سے نکاح کی وجہ سے اور اس شان امتیازی کو نمایاں کرنے کے لئے، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ذی النورین کا لقب عطا ہوا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

قرآنی آیات سے مدلل درج بالأشجرہ، ان باطل افواہوں کی تردید کے لئے ایک قطعی اور نہایت قوی دلیل ہے کہ جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ صرف حضرت فاطمہؓ ہی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، تینوں اور بیٹیاں گودلی ہوئی [لے پاک] تھیں، حالاں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَبَنَاتُكُمْ“ اس میں جمع کا صیغہ استعمال فرمایا گیا ہے، جو کم سے کم تین کے مجموعہ یا افراد پر، بولا جاتا ہے۔ صحیح احادیث کی صراحت اور اجماع امت بھی

ای پر ہے، یہ چاروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں، اس کے ثبوت کے لئے ہم نے ستائیں (۱) معتبر کتابوں کے حوالے یہاں نقل کر دیئے ہیں۔

حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراءؓ کا مبارک نکاح

(۲) خطبہ (پیغام)

(۱) وقت اور جگہ

مذینہ منورہ میں، غزوہ بدر سے لوٹنے کے بعد، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور سعد بن معاویہ تینوں نے حضرت علیؑ کے لئے سنہ وہجری میں۔

پیغام نکاح دیا۔ (۲)

- | | |
|---|--|
| (۱) السیرة النبویة لابن هشام ۹/۲ | (۲) تاریخ الإسلام للذهبی ۱۲/۱ |
| (۳) تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۲۵/۲ | (۴) البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۲۹۴/۲ |
| (۵) الاصابة لابن حجر ترجمة ۱۱۱/۸۱ | (۶) الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۷/۱ |
| (۷) اسد الغابة لابن الأثیر ۱۰/۱ | (۸) الحصول للصدوق ص: ۴۰ |
| (۹) تهذیب الأحكام للطوسی ۳۳۳/۲ | (۱۰) شرح اصول ائمۃ الشافعی للمازندرانی ۱۴۴/۷ |
| (۱۱) تاج الموالید للطبرسی ص: ۹ | (۱۲) تاج موالید الإمامہ لابن حشّاب ص: ۷ |
| (۱۲) مناقب آل ابی طالب ابن شهر آشوب ۹۰/۲ | |
| (۱۴) المسائل السرویة للمفید ص: ۹۴ | (۱۵) مستدرکات علم الرجال للنمازی الشاهروdi ترجمة رقم ۹۲۲۷ و ۹۵۹۰ و ۱۵۸۶ و ۹۰۶۸ و ۱۸۰۶۰ . |
| (۱۶) المقنعة للمفید ص: ۳۳۲ | (۱۷) المبسوط للطوسی ۱۵۹/۴ |
| (۱۸) مصباح المجتهد للطوسی ص: ۶۰۴/۲ | (۱۹) تذكرة الفقهاء للحلی ۶۲۲ و ۸۰ و ۲۰۴ |
| (۲۰) قرب الإسناد للحمیری القمی ص: ۹ | (۲۱) معجم رجال الحديث للخوئی ۱۳۹/۱۲ و ۲۰۸/۲۴ و ۳۰۵/۱۹ و ترجمة رقم ۱۵۶۲۶ . |
| (۲۲) وسائل الشیعہ للحر العاملی ۱۳۹/۳ | (۲۳) الاستبصار للطوسی ۴۸۵ |
| (۲۴) الحدائیق الناضرة للبحرانی ۸۵/۴ | (۲۵) متنہی المطلب للحلی ۴۴۶/۱ |
| (۲۶) قاموس الرجال للسترنی ترجمة رقم ۱۱۹ و ۳۴۳ و ۳۶۸ و ۱۳۶ | |
| (۲۷) بحار الأنوار للمجلسی ۹۵/۴۲ | |
| (۲۸) کشف الغمة - للاربی، جلد اول ص: ۳۴۳ . | |

(۳) شب زفاف

ایک ہلگی زرہ تھی جس کو حضرت علیؓ نے حضرت شب زفاف میں آپ ﷺ نے علیؓ سے فرمایا کہ تم عثمانؑ کو چار سوراہم میں فروخت کیا، جب دراہم پر قبضہ کر لیا، تو عثمانؑ نے یہ کہہ کر زرہ واپس کر دی، کہ یہ تمہارے لئے ہدیہ ہے علیؓ نے زرہ اور دراہم کو لے لیا۔ (۱)

لهمما فی نسلہمما [الاصابہ لابن حجرص: ۳۷۸ / ج: ۴]

(۴) گھر

ایک صحابی حضرت حارثہ بن انعام انصاری نے ایک گھر بطور ہدیہ پیش کیا۔ (۲)

(۵) ولیمه

حضرت سعدؓ نے دنبہ ذبح کر کے ولیمه کیا، بعض انصار چند صاع مکانی لے آئے۔ (۲)

(۶) جہیز

حضرت صدیق اکبرؓ، بلالؓ اور سلمان فارسیؓ نے آپؓ کے ارشاد کے مطابق جہیز کا سامان خریدا جو ایک بستر، چھڑے کا ٹکڑا، پانی کا مشکیزہ، گھرے اور خیر کی بنی ہوئی چادر اور چکلی تھی۔

آپؓ نے گواہی کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروق، عثمان غنیؓ، حضرت طلحہ، زبیر اور انصار کی ایک جماعت کو بلایا تاکہ وہ حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی شادی کے گواہ بنیں۔ (۳)

[کشف الغمہ العلی الاربی ۳۴۸/۱]

حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی مبارک

خاوند: حضرت علی بن ابی طالب تھے، جو نہایت بہادر اور شجاع تھے، خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے۔

(۱) بحار الانوار، محلسی ج: ۴ ص: ۱۳۰۔ الطبقات لابن سعد، جلد: ۸ ص: ۲۲۹۔

(۲) فضائل الصحابة للإمام احمد بن حنبل، رقم الحديث: ۱۱۷۸۔

(۳) بحار الانوار، محلسی۔ جلد: ۱۹، ص: ۱۱۳۔

(۴) بحار الانوار، محلسی۔ جلد: ۴۲، ص: ۱۲۰۔

اہمیت: سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی، خواتین اہل جنت کی سردار، دونوں سبطین [حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی ماں، حضرت فاطمہ الزہراء۔ جو صحابہ کرام حضرت علیؑ کو اس مبارک شادی کے لئے تیار کرتے تھے، اس کا شوق اور رغبت دلاتے تھے، وہ حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ سعد بن معاذؓ ان میں شامل تھے، [جن کی وفات پر عرش اعظم تھرا گیا تھا] یہ شادی یوم الفرقان، غزوہ بدر تھے۔ کے بعد ہوئی تھی، حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت علیؑ کو سامان مہر دیا، حضرات انصارؓ نے ولیمؑ کے خرچ اٹھائے، بکری ذبح کی، نوشہ و دلوہن کی خاطر و تواضع کی، مہاجرین و انصار و نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سب نہایت خوش خرم تھے، حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خوشی کو دو بالا کرنے کے لئے ایک گھر پیش کیا تھا، دوسرے صحابہ خصوصاً حضرت صدیق اکبرؑ نے دونوں کے لئے سامان جهیز خریدا، رضی اللہ عنہم اجمعین۔ قارئین کرام! یہ مبارک شادی اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان ان گھرے تعلقات کو نمایاں کرتی ہے، جن کا خدا تعالیٰ نے: ”رحماء یعنیہم“ کے الفاظ سے تذکرہ فرمایا ہے، کیا اتنی ہمدردی اور گھری محبت اور رشتہ داری کے باصف اس درخشان حقیقت کو داغدار بنانا ممکن ہے، جس کی جڑیں اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے درمیان اس قدر طاقتور، زندہ اور تابندہ ہوں۔

حضرت علیؑ اور آل علیؑ کے پسندیدہ نام

حضرت علیؑ نے اپنے بیٹوں کے نام ایسے ناموں سے رکھے ہیں، جو اس وقت نہ صرف زیادہ مشہور و معروف تھے، بلکہ حضرت علیؑ کے دل میں ان ناموں والے حضرات کی، ایک خاصی وقعت تھی۔ حضرت علیؑ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب بالکل آسان ہے، یہ خالص گھری محبت، بے غرض تعلقات، بڑی وفاداری اور عظیم بھائی چارہ کا اثر ہے۔

چنانچہ حضرات حسینیں یا علیؑ کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے، ابو بکر، عمر، اور عثمان سب فرزندان، رحمہم اللہ کر بلا میں شریک ہوتے ہیں اور جام شہادت نوش فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ درج بالا ناموں سے ہماری مراد خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم نہیں ہیں، بلکہ ایک، خلیفہ رابع امیر المؤمنین حضرت علیؑ کا بیٹا ہے، اور ایک ابو بکر حسن بن علی بن ابی طالب کا بیٹا بھی ہے، اور عمر بن حسن اور عمر بن حسین ہیں، اور عثمان بن علی بن ابی

طالب ہیں، ایک اور بھی عمر بن علی بن ابی طالب تھے، جس نے جنگ کربلا میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ ان کے والد حضرت علیؑ اپنی اولاد کی بڑی ممکنہ تعداد کا نام ان ہی برگزیدہ ہستیوں [حضرت ابو بکر و عمرؓ وغیرہ] کے نام سے رکھنا پسند کرتے تھے۔

منبت طیب کے اس شجرہ طیبہ کی جو نسل [اس وقت تک] موجود ہیں، وہ عمر اور عثمان کی نسل ہے، جو حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں۔

خاص اور قابل توجہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی اولاد کے دل میں اپنی نانیوں سے بے پناہ محبت ہے یہاں تک کہ حضرت علیؑ کی اولاد کے قریبی سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا نام پانچ مرتبہ رکھا گیا، چنانچہ اسی شجرہ میں دیکھئے: (۱) عائشہ بنت جعفر صادق، (۲) عائشہ بنت موسیٰ کاظم (۳) عائشہ بنت علی رضا (۴) عائشہ بنت علی جواد (۵) عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ۔ کیا اس سے ان حضرات کی باہمی محبت بالکل عیاں اور آشکارا نہیں ہے؟ کیا کسی کو سہوونسیان سے بھی اس کا انکار ممکن ہے، اس لئے اب کوئی بھی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان عداوت و اختلاف و دشمنی تھی (نعوذ باللہ منہ) ان کے درمیان جو کچھ تھا، وہ باہمی محبت، ہمدردی، رشتہ داری، اور بھائی چارہ تھا اور کچھ بھی نہیں تھا۔

آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبرؓ کے درمیان رشتہ

رسالت و صدیقیت کے درمیان مناسبت، اور آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل صدیقؓ سے ازدواجی رشتہ... اس میں تعجب کی بات اور اختلاف نہیں ہے، کیونکہ وہ دونوں، ہی ایک دوسرے کے جبیب و محبوب، ایک دوسرے کے قریب اور مقرب تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنے وزیر خاص اور یار غار کی صاحبزادی، حضرت عائشہ سے شادی فرمائی، یہ عائشہ بڑی باوفا تھیں، اپنے خاوند علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ان کے جملہ حقوق کی پاسداری کرتی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مبارک خاتون کے گود میں سر رکھے ہوئے تھے۔

یہ مناسبت ان دونوں پاکیزہ گھرانوں میں مسلسل آگے بڑھتی رہی، حضرت صدیق اکبرؓ کی پوتی کانکاج حضرت حسنؓ اور بعض کے نزدیک حضرت حسینؓ سے ہوا تھا۔

نسل حسینی میں سے موتی الجون بن عبد اللہ الحض بن الحسین الہشی کی شادی، ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر سے ہوئی ہے، اور اسی نسل حسینی میں سے محمد الباقر کی شادی ام فروہ بنت القاسم سے ہوئی ہے، تاکہ اس کو ایک عالی مرتبت بچے کی ماں بننے کا شرف حاصل ہو، جن کا نام نامی جعفر صادق ہے۔

ہاشمی خاندان کے اسحاق بن عبد اللہ کو، صدیق اکبر کی پوتیوں میں سے، کلثوم بنت اسماعیل نصیب ہوئی تھیں، اور اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر طیار، ام حکیم بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر (ام فروہ کی بہن) کو اپنی زوجہ بناتے ہیں، جو جعفر صادق کی خالہ بن جاتی ہیں۔

یہ بات بہت ہی اہم اور قابل توجہ ہے کہ ان میں سے اکثر رشتے صدیق اکبر کی وفات کے بعد منعقد ہوئے ہیں، ان رشتتوں میں شوہر سب ہاشمی ہیں اور بیٹیاں سب آل صدیق اکبر سے ہیں۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ پیغام نکاح مردوں کی جانب ہوتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خاندان صدیق اکبر ضمیں ازدواجی رشتے قائم کرنے کا کس قدر جذبہ، ذوق و شوق اور باہم کس درجہ محبت والفت تھی۔

ان رشتتوں کی تاریخ و تفصیل یہ بتاتی ہے کہ عموماً جمہور امت اور خصوصاً آل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسی اختلاف و مشاجرات کو نظر انداز کر دیا تھا، چنانچہ یہ اکثر رشتے جنگ صفین، جمل اور کربلا وغیرہ واقعات کے بعد ہی قائم ہوئے، جن سے اللہ کے قول: ”الطیبات للطیبین والطیبوں للطیبات“ کی ایک اور صداقت نمایاں ہو جاتی ہے، اور آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبر کے درمیان گہرا تعلق اور پر خلوص محبت بھی، روز روشن کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

حضرت جعفر صادق کا قول ”میں دو و طرح سے ابو بکر صدیق کا بیٹا ہوں“

”ولدنی ابوبکر مرتین“ (میں دو وجہ سے ابو بکر صدیق کا بیٹا ہوں) یہ جعفر بن علی بن الحسین کا مقولہ ہے، جوانہوں نے اس توالد مبارک نعمت الہی اور عطا یہ خداوندی سے فخر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

چنانچہ نواسہ صادق، اپنے صدیق نانا پر فخر و ناز کرتا ہے، جن سے وہ (نواسہ) اپنی ماں فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر فقیہ مدینہ کی جانب سے ملتا ہے، یہ ولادت کی پہلی وجہ ہوئی۔

نواسہ صادق کی نانی، اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق ہیں، یہ توالد کی دوسری وجہ ہوئی۔

متقی آدمی اہل تقوی و صلاح ہی سے فخر کرتا ہے، اور نیک شخص نیکوکار اور سعادت مند لوگوں، ہی سے ناز کر سکتا ہے۔ محمد الباقر نے محبت ہی کی وجہ سے خانوادہ صدیق میں سے ام فروہ سے شادی کی، ان کی یہ شادی اپنے نانا کی وفات کے ستر سال بعد ہوئی ہے، اسی مبارک شادی کا شمرہ ایک کوہ علم وفقہ کی صورت میں ظاہر و نمودار ہوا، جس سے امام بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں، جن کا نام نامی جعفر صادق ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ ایسا کیوں نہیں ہوگا، اس کی تربیت شہر نبوی میں ہوئی، جو علم و علماء کا شہر، فقه و فقہاء کا گھوارہ اور مفکرین و خردمندوں کی آماجگاہ ہے۔

ان روشن فقروں سے ہر صاحب بصیرت کے لئے عیاں ہے کہ جعفر صادق اپنے نانا صدیق اکبر پر ناز کرتے ہیں، (جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار، اور ثانی اثنین یعنی دو میں سے دوسرے تھے) اور بالکل بجا ہے کہ وہ اس فلک بوس پہاڑوں اور موسم صادق پر ناز کریں، جس کے متعلق صادق مصدق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو "خلیل" بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔

کیا اتنی وضاحت کے بعد بھی کسی طوطا چشم کے لئے منا سب ہے کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے درمیان کسی اختلاف کی بات کرے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل فاروق کے درمیان عقد و مصاہرات

کتنا اچھا ہے کہ نبی امین، مربی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص معتمد، خلیفہ ثانی فاروق اعظم عمرؑ کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنائیں، اور کتنی دلچسپ بات ہے کہ فاروق اعظم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ مصاہرات کے شرف سے سر بلند اور معزز ہوں۔

بلاشبہ خدا تعالیٰ نے حضرت عمر کے ذریعہ اسلام کو قوت بخشی، اور عمرؑ کی بدولت، ہی مسلمانوں اور اسلام کی دعوت پرده کے پیچھے سے منظر عام پر آگئی تھی۔ اکثر اسلامی فتوحات عہد فاروقی میں وجود میں آئیں، وہ بے شمار خوبیوں کے مالک، عظیم امتیازات کے حامل، اور کارہائے نمایاں کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خاص مناسبت تھی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اخلاص، راست بازی، والہانہ محبت، اور نصرت دین کے جذبات کو بخوبی جانتے تھے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حصہ بنت عمرؓ سے نکاح فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند حصہ کا نعم البدل ہوئے، جو غزوہ بدربیں شہید ہو گئے تھے: فنعم الراحل، ونعم الرحيل۔ پھر فاروق اعظم نے ام کلثوم بنت علیؓ وفاطمہ (رضی اللہ عنہما) سے نکاح کیا، یہ وہی ام کلثوم ہیں جنہوں نے فرمایا تھا کہ: نماز فجر کے ساتھ میرا یہ کیا ماجرا ہے؟ یعنی ان کے دمحوب ترین آدمی نماز فجر کے وقت شہید ہو گئے، ایک خاوند و سر اوالد۔

پھر خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ ان کا (ام کلثوم کا) بیٹا بھی بوقت فجر وفات پائے، اس مرتبہ وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ اپنے پروردگار سے جا ملیں۔

مصاہرات مذکورہ کی تیسری کڑی، حضرت حسینؑ کے پوتے کے پوتے، اور فاروق اعظم کے پوتے کی پوتی کے درمیان ملتی ہے، یعنی حسین بن علی بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ کا نکاح، جو یہی بنت خالد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ سے ہوا ہے، تاکہ محبت کی تجدید ہو جائے، اور دیرینہ تعلقات زندہ و تابندہ و پائندہ ہو جائیں۔

ان پاکیزہ رشتؤں اور تعلقات سے خدا تعالیٰ کے ارشاد: ”والطیبات للطیین والطیینون لطیيات“ کی سچائی بالکل واضح ہو جاتی ہے، اور خانوادہ نبوت و خانوادہ فاروق کے درمیان گہر اتعلق اور خالص محبت بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

زید بن عمر بن الخطابؓ کا قول: ”میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں“

زید بن عمر بن الخطاب فخر میں یہ فرماتے تھے: ”میں دو خلیفہ کا بیٹا ہوں“، یعنی دو خلفاء راشد، دو باکمال ہستیوں ہم پیله جام شہادت، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ، کیونکہ زید کی والدہ، ام کلثوم بنت امام عادل، عابد زاہد حضرت علی ہیں، اور ان کا والد امیر المؤمنین، قاہر شیاطین، دشمن مشرکین حضرت عمر بن الخطاب ہیں۔

حضرت عمر فاروق نے حضرت علی سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا پیغام دیا، تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو اپنے سمجھتیجھے جعفر کے لئے رکھ رکھا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ان کا نکاح مجھ سے ہی کر دو، بخدا! میں اس کے لئے جتنا امیدوار ہوں، اتنا کوئی نہیں ہے، تو حضرت علیؓ نے ان کا نکاح کر دیا، حضرت عمرؓ خنده

پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے شاداں و فرحاں، صحابہ کے پاس پہنچے اور فرمایا: تم مجھے مبارکبادی نہیں دیتے ہو؟ وہ بولے کہ کس بات کی مبارکبادی، فرمایا کہ ام کلثوم بنت علی و فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، چونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے ہے کہ: ”ہر نسب و رشتہ قیامت کے دن ختم ہو جائے گا، سو اے میرے نسب و رشتہ کے“، اس لئے میں نے چاہا کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نسب اور رشتہ قائم ہو جائے، (کماروی الحاکم بسنده عن جعفر الصادق عن ابیه الباقر رحمہما اللہ)

حضرت فاروق عظیم کا مقصد حاصل ہو گیا اور امید برآئی، تو صاحبزادہ کا بھی اپنے والد محترم اور ننانادنوں خلیفہ راشد پر نماز کرنا بجا ہوا۔ زید کا انتقال عنفوان شباب میں ہوا، اس کی وجہ وہ قضیہ تھا جوان کے چچا زاد بھائیوں کے درمیان برپا ہوا تھا، زید اس میں مصالحت کے لئے گئے تھے، اچانک ان کے سر پر غلطی سے ایک دار ہوا، پھر فوراً ہی وہ اور ان کی والدہ حضرت ام کلثومؓ، دونوں پہلو بے پہلو اللہ کو پیار ہو گئے، ان کی نماز جنازہ ان کے بھائی عبد اللہ بن عمرؓ نے پڑھائی، ان کے بعد ان کے دونوں ماموں حضرات حسین بن علیؑ کی بھی شہادت ہوئی، جس کی وجہ سے ہموم و غموم کی کالی گھٹائی میں آسمان پر امند کر آئیں اور پھیلتی چلی گئیں، و کان امرالله قدرًا مقدوراً۔

خانوادہ نبوت میں حضرت عثمانؓ کا مقام و منزلت

امیر المؤمنین، خلیفہ ثالث، سابقین اولین کے ایک فرد، صاحب ہجرتین، عشرہ مبشرہ کے ایک رکن، بیعت رضوان کا سبب، جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کے صاحب دولت و ثروت، حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں، جن کے فضائل بے شمار اور شماہل کی فہرست بڑی لمبی ہے، جن کا احاطہ کرنا ہمارے لئے بس سے باہر ہے۔

حضرت عثمانؓ کو خانوادہ نبوت میں ایک عظیم مقام حاصل ہے، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرے دادا پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔۔۔ نیزان کی والدہ ”اروی بنت کریز“ کی ماں بیضاء بنت عبد المطلب ہیں، یعنی بیضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد، حضرت عبد اللہ کی سگی بہن ہیں، یہ کوئی دوسری سگی جیسی نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ کی جڑواں بہن تھی دونوں ایک ہی پیٹ سے بیک وقت تولد ہوئے تھے۔

پھر حضرت عثمان کو ایک بہت بڑا نشان امتیازی حاصل ہوا، یعنی ہجرت سے پہلے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا شرف حاصل ہوا، ان کی ساتھ ہی ہجرت کئے [جبوشہ اور مدینہ منورہ] دونوں ہجرتوں کے منازل طے کئے، پھر وہ یہاں ہو گئیں، تو حضرت عثمان نے وفا کا بدلہ وفا سے دیا، اور غزوہ بدرا کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے، ان کی تیارداری کرتے رہے۔

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ کی بہن اور اپنی ایک اور صاحزادی، حضرت ام کلثوم سے حضرت عثمان غنی کا نکاح کر دیا، حضرت ام کلثوم حضرت عثمان کے ساتھ رہیں، یہاں تک کہ ہجرت کے نو (۹) سال بعد ان کی وفات ہوئی، اسی وجہ سے حضرت عثمان کو ذی النورین دو باکمال بیٹیوں کا خاوند کہا جاتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

خانوادہ نبوی میں سلسلہ عثمانی کا مضبوط پایہ وہ رشتہ داریاں ہیں، جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

ان مصاہراتی رشتہوں سے اگر یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ: ”الطیبات للطیبین والطیون للطیبات“، وہیں آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل عثمان کا مضبوط تعلق اور خالص محبت بھی نمایاں ہوتی ہے۔

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم وآل عثمانؑ کے درمیان مصاہراتی رشتے

یہ مصاہرات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ان کے بڑے شرفاء کے درمیان جاری رہی، اور نبوی نسب شریف عبد مناف میں جا کر حضرت عثمان سے ملتا ہے، پھر اسی نسبی رشتے کو مصاہراتی رشتہوں نے اور مضبوط بنایا، یعنی حضرت عثمان کی شادی، حضرات نورین، رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔ پھر یہ قربت اور رشتہ داری پانچ نسلوں تک جاری رہی، چنانچہ اب ان بن عثمان، مروان نبیرہ عثمان، عبد اللہ اور زید ابناۓ عمر، یہ سب بنی ہاشم کی نیک خواتین سے نکاح کرتے ہیں، اور یہ ہی سب کچھ نہیں بلکہ خانوادہ حسنی میں ان کے دو مصاہراتی رشتے موجود ہیں، اور خاندان حسینی میں تین ہیں۔ یقیناً مصاہراتی تعلقات طرفین میں محبت کو بڑھاتے ہیں، آدمی اسی سے دامادی کا رشتہ قائم کرتا ہے، جس کی دیانت و اخلاق پر اطمینان ہو، کیونکہ اچھے اچھوں کے لئے ہیں، یہ ہی صالحین کا قاعدہ ہے، اور متقيین کا اصول ہے، شادی بیاہ کے معاملات میں مصاہراتی تعلقات جوں جوں بڑھتے جاتے ہیں، طرفین میں محبت و مودت بھی پروان چڑھتی

ہے۔ یہی بات ہمیں ان مصاہراتی پاکیزہ تعلقات میں نظر آتی ہے، جن کی جڑیں اہل بیت اور خاندان عثمانی کے درمیان راستخ ہو گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

بیت نبوی میں حضرت زبیرؓ

یہ زبیرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد خاص، آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند، بشارت جنت کے حامل، اصحاب حل و عقد کے ممبر تھے۔ ان کی ماں ان کی کنیت ابو طاہر رکھتی تھیں، جوان کے ماموں زید بن عبدالمطلب کی کنیت تھی، بعد میں انہوں نے اپنی کنیت اپنے بیٹے عبد اللہ کے نام سے رکھی ہے، وہ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیز بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی ہیں۔

بچپن میں مسلمان ہوئے آغوش اسلام میں پرورش پائی، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے چند رشتے ہیں: وہ جدرانع قصی بن کلاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کے ساتھ ملتے ہیں، ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشیہ آپ کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی سگنی نہیں ہیں۔ ان کی (صفیہ کی) ماں ہالہ بنت وہب ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہیں، عوام بن خویلد نے حارث بن حرب بن امیہ کے بعد ان سے شادی کی تھی، انؓ کے بطن سے زبیر پیدا ہوئے، وہ مسلمان ہوئیں اور اپنے بیٹے زبیر کے ساتھ هجرت کی، ان کی وفات خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ہوئی ہے۔

ان تعلقات کی ایک مضبوط کڑی حضرت زبیر کی پھوپھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جو سب سے پہلے ایمان لے آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین پشت پناہ اور سہارا بنیں، حضرت فاطمہ زہراء زبیر کی پھوپھی ہی کی بیٹی ہیں، اسی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت نبوی ہی کے ایک فرد ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، و صلی اللہ علی النبی الامین و علی آلہ و صحبه اجمعین۔

حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کے درمیان نسلی امتزاج

دنیا کی کوئی چیزان پاک و شفاف قلوب، قدسی نفوس اور اولوالعزمیوں پر کبھی اثر انداز نہیں ہوئی، کیونکہ

خانوادہ زبیری و خاندان علوی کے درمیان مصاہرات کے ایسے گوناگوں رشتے ہمارے سامنے ہیں، جن کا وجود واقعہ جمل کے بعد ہوا ہے، چنانچہ ایک سو سال میں چھ نسلوں کے درمیان رشتہوں کی تعداد رسولتک پہنچ گئی ہے، سبھی دریائے محبت والفت میں غوطہ زن ہیں، اس بحر بے کراں کی شفافیت کو دنیا کبھی داغدار نہ بناسکی، نسل حسن کے چھ رشتے، دو پوتے، دو پوتیاں رقیہ اور نفیسه، نیز حسن بن عبد اللہ کے پوتے [جس کا لقب، نفس زکیہ تھا] نے زبیری خانوادہ کے ساتھ مکر رشتہ قائم کیا تھا۔

جہاں تک حسین نسل کی بات ہے تو وہ بھی حسنی نسل سے کچھ کم نہیں تھی، اسی میں چھ مصاہراتی رشتے قائم ہوئے تھے، جن میں مرد پانچ تھے یہ سب علی بن حسین کے پوتے تھے۔

صعب بن زبیرؓ کے ساتھ بھی خانوادہ علوی کے پانچ رشتے تھے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں کے دل میں حسد و کینہ کاشتاہہ تک نہ تھا، بلکہ وہ اپنے تمام اختلافات کو بھلا چکے تھے، وہ سب مجتہد تھے، بعض مصیب تھے، دو ہراثواب کے مستحق تھے، اور بعض مخطی تھے ایک ثواب کے مستحق تھے۔

آل علیؑ و آل طلحہ بن عبید اللہؓ کے درمیان مصاہراتی رشتے

اس شخص کے مقام و مرتبہ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا، یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک، آٹھ سب سے پہلے مسلمانوں میں سے ایک، اور ان لوگوں میں سے بھی ایک تھے، جنہوں نے حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا، نیز یہ چھے اصحاب شوریٰ کے بھی رکن رکین تھے، یہ ہیں: طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مره بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الحنفی ہیں، چند رشتہوں کے ذریعہ یہ خانوادہ علوی کے قریب ہو گئے، نواسہ حضرت حسن نے، ام اسحاق بنت طلحہؓ سے شادی کی، تاکہ اس مبارک حسن پیدا ہوں؟؟

پھر اپنے بھائی حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد، اسی خاتون سے حضرت حسین شہیدؓ نے شادی کی، تاکہ یہ عظیم المرتبہ رشتہ باقی رہے، اور فاطمۃ الزہراء کی پوتی فاطمہ صغیری وجود میں آئے، حالانکہ دونوں حسینیں نے جنگ جمل میں شرکت فرمائی تھی، پھر ام اسحاق بنت طلحہ سے شادی کرنے کی کیا وجہ تھی، کیا اس کا تشفی بخش جواب اور روشن دلیل یہ نہ تھی کہ ان حضرات کے دل پاک و صاف تھے، غرض مندوں کو نہ ہی تاریخی حقائق کے ساتھ کھلواڑ کرنے کی کوشش کی۔

یہ باہمی روابط مصاہراتی راہ سے مسلسل جاری رہے ہے، جب حضرت حسن بن علی کے پوتے عبد اللہ الحض اور عون بن علی بن ابی طالب نے حضرت طلحہ کی پوتی، حفصہ بنت عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے شادی کی ہے۔

یہ ہماری اس بات کی دلیل ہے خود غرض لوگوں نے واقعہ جمل کے تحت مختلف بے جا باتیں بنائیں ہیں، تاکہ اہل بیت اور صحابہ کے درمیان صاف تعلقات کو سخن کر دیا جائے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

حضرت حسین بن علیؑ کے داماد و یگر صحابہؐ کے فرزندوں میں سے

حضرت حسین بن علی بن ابی طالبؑ کا، صحابہؐ کے دل میں، نیزان کی اپنی نسل کے دل میں ایک خاص مقام تھا، یہ ان مصاہرات سے ظاہر ہوتا ہے، جو حضرت حسینؑ کی دو بیٹیوں کے حق میں قائم ہوئی ہیں۔

چنانچہ حسن شنیؑ نے اپنی پچھازاد بہن فاطمہ صغیریؑ سے شادی کی، ان کے بطن سے ممتاز گرامی شخصیات پیدا ہوئیں، جیسے حسن مثلث، عبد اللہ الحض، ابراہیم الغمر، زینب (جس کی شادی ولید بن عبد الملک سے ہوئی) اور امام کلثوم جس کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی [حضرت] باقر سے ہوئی۔

جنگ کربلا میں زخمی ہونے کے نتیجے میں، حسن شنیؑ کا انتقال ہونے کے بعد، فاطمہ صغیریؑ کی شادی عبد اللہ بن عمر بن عثمان بن عفان (جس کا لقب مطرف تھا) سے ہوئی، جس سے ایک لڑکی اور محمد الدیباج پیدا ہوئے۔

امام حسینؑ کی دوسری بیٹی کی شادی، پہلے عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب (جس کا لقب ابو بکر تھا) سے ہوئی تھی، پھر جب وہ واقعہ طف میں شہید ہوئے، تو ان کی شادی مصعب بن زبیر بن العوام سے ہوئی، اس سے ان کی ایک بیٹی ہوئی جس کا نام فاطمہ رکھا، لیکن وہ بھی کچھ ہی دن کے اندر شہید ہو گئے، تو اس کی شادی عبد اللہ بن عثمان بن حکم بن حزام سے ہوئی، اور جب اس کا انتقال ہو گیا، تو عثمان بن عفان کے پوتے زید نے اس سے شادی کی پھر زید کا بھی انتقال ہو گیا، تو اس کی ایک جلیل القدر صحابی عبد الرحمن بن عوف کے بیٹے ابراہیم سے ہوئی، لیکن یہ ازدواجی زندگی بھی پائیدار نہ ہوئی، تین مہینے کے بعد طلاق ہو گئی، تو اس کا نکاح اصبع بن عبد العزیز بن مردان ابن الحکم سے ہوا، جو خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز کا بھائی ہے۔

اب ہم کو یہ سمجھنا ہے کہ صرف دو شادی (یعنی حسن شنیؑ کی شادی فاطمہ سے اور عبد اللہ بن الحض کی شادی سکینہ سے) کے علاوہ باقی تمام مصاہراتی رشته جنگ کربلا کے بعد ہی ہوئے ہیں۔

محمد باقر

محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب[ؑ] (مولود ۵۶ھ - متوفی ۱۱۲ھ)

سردار، بہادر، خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ، ابو جعفر محمد بن علی حضرت زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب قریشی ہاشمی ہیں، جن کی پیدائش سن ۵۶ھ ہجری میں ہوئی ہے۔

انہوں نے علوم کے پردوں کو چاک کر کے، اس کے پوشیدہ خزانوں اور راز ہائے سربستہ کو حاصل کیا، اسی لئے آپ کا لقب باقر (یعنی چاک کرنے والا) پڑ گیا، آپ کا یہ علم تحریک علم کی راہ میں تگ و تاز مسلسل اور بیتابی بے کرانی کا ثمرہ ہے، اور معلم اول، مرشد کامل، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ اساتذہ جلیل صحابہ کرامؐ کے ساتھ عاجزی و انکساری اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تھے کرنے کا نتیجہ ہے، جیسے حضرت جابر بن عبد اللہؓ، انس بن مالکؓ، عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ، عبد اللہ بن عباسؓ، اور ابو سعید الخدري اور دیگر بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جمعیں۔ ان کی مرویات کو حدیث شریف کی ممتاز ترین بنیادی کتابوں میں جمع کیا گیا ہے، ان کی تعداد دو سو سے زائد ہے، یہ ان مرویات کے علاوہ ہیں جو تاریخ تفسیر کی کتابوں کی زینت بنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو علمی گھرانے کی ایک نیک خاتون، ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق عطا فرمائی ہے، جس سے علم و تقویٰ کا ایک اور پہاڑ نمودار ہوا، جس کو جعفر صادق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انتہائی محبت و مودت اور جاں ثاری و فاشعاری کا اس وقت ظہور ہوا جب حضرت باقر سے ایک مسئلہ توارکے نقش وزگار سے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی توارک پر نقش وزگار بنوائے تھے، سائل - ذکہا: آں جناب بھی ان کو صدقیق کہتے ہیں؟ تو حضرت باقر نے اپنی مند سے قوت سے کو دتے ہوئے، قبلہ کی طرف رخ کیا اور تین مرتبہ فرمایا: نعم الصدیق، نعم الصدیق، نعم الصدیق، جو شخص صدقیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی کسی بات کو سچ قرار نہ دے۔

کیونکر ہو سکتا ہے کہ عالی مرتبہ اور عمدہ اعلیٰ حسب و نسب والا، اپنے جیسے بلند اصحاب کی طرف سے دفاع نہ کرے، وہ ایسے شخص کا دفاع کیوں نہیں کرے گا، جس نے اپنے نانا کی پشت پناہی کی اور اپنی تمام چیزوں کو اللہ کی راہ میں لگا دیا تھا، یہ وفا شعاروں کی راہ متفقین کا طریقہ اور پاک بہاذوں کا اسلوب ہے۔

حفصہ بنت محمد الدیباج

جو چاروں خلفائے راشدین اور طلحہ وزیر کی پوتی ہیں۔

کلام کی جامعیت، مضافین کی عمدگی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پہاں حقائق کو اس طرح اجاگر کر دیا جائے کہ وہ ہر کس و ناکس، عالم و جاہل کے سامنے عیاں ہو جائیں، رشته داری کی پاسیداری اور قرابت داری و بھائی چارگی کی مضبوطی یہ ہے کہ تعلقات متواتر و مسلسل اور دائمی ہوں، جو حسب ضرورت و موقع تازہ ہوتے رہیں، ایسا ہی خانوادہ نبوت کے پتوں اور صحابہ کی اولاد کے درمیان ہے۔ کبھی ایسی رشته داریوں کی تعداد ڈیڑھ سو (۱۵۰) سے زائد ہو جاتی تھی جیسا کہ حفصہ بنت محمد دیباج بن عبد اللہ المطر ف بن عمر و ابن خلیفہ راشد امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ہے۔ یہ خاتون بیک وقت، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ اور طلحہ وزیرؑ کی بیٹی ہیں۔

ان کی (حفصہ بنت محمد دیباج کی) ماں، خدیجہ بنت عثمان بن عروۃ بن الزبیر ہیں۔
اور عروہ کی ماں، اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

محمد بن دیباج کی ماں، فاطمہ بنت حسین بن علیؑ تھیں۔

فاطمہ بنت حسین کی ماں، ام اسحاق بن طلحہ بن عبد اللہ تھیں۔

عبد اللہ بن عمر و بن عثمان بن عفان کی ماں، حفصہ بنت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب تھیں، جن کو زینب بنت عبد اللہ بن عمر بھی کہا جاتا ہے۔

ان حضرات میں عجیب اجتماعیت اور انہیں اتحاد ہے، نہ اختلاف و تنافر کا کوئی اثر، نہ جھگڑے اور خصومت کا کوئی نشان ہے، جو کچھ ہے وہ تصورات سے بالاتر بلندی، مودت کی مضبوط کڑیاں، گھرے تعلقات اور قوی ترین نسبت ہے، کیا اب کسی جاہل کو یا طوطا چشم کے لئے سچائی اور حقیقت کو مان لینے میں کوئی عذر باقی رہ جاتا ہے۔

امعات المؤمنین رضی اللہ عنہم

سید المرسلین ﷺ کی ازدواج مطہرات

وہ پاکیزہ عورتیں، شریف و پاک دامن خواتین اور نیک سیرت بیباں ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے اس لئے

انتخاب کیا، کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سچی مثالی شریک حیات بنیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو امہات المؤمنین والمؤمنات کے تمغہ سے نوازا ہے۔

گیارہ مومن خواتین بالکل ایسی ہیں جیسے پررونق، جاذب نظر اور خوش نما ہارہ ہے، سبھی کا سلسلہ نسب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ملتا ہے، سوائے دو خواتین کے: ایک حضرت جویریہ، جو بقول راجح قحطانی النسل ہیں، دوسری حضرت صفیہ، جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں، تاہم سب ہی زوجاتِ مطہرات کا نسب انتہائی پاک و شفاف ہے۔

حضرت خدیجہؓ پہلی بیوی اور اپنے ماں سے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مددگار ہیں، اور حضرت عائشہؓ تہنا غیر شادی شدہ خاتون اور سب سے پیاری بیوی تھیں، اور ان کے والد محترم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے دوست تھے، اور سب سے آخری زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والی زوجہ حضرت زینب بنت جحشؓ ہیں، سب سے آخر میں وفات پانے والی حضرت ام سلمہؓ ہیں، سبھی کام مرقد جنتِ ابیقع ہے، البتہ حضرت خدیجہؓ الکبریٰ مکہ مکرمہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقامِ سرف میں دفن ہوئیں۔

وہ سب عالمه اور استانیاں ہیں، چنانچہ حضرت عائشہؓ صدیقہؓ سے دو ہزار دوسو دس ۲۱۰ حدیثیں، حضرت ام سلمہؓ سے تین سو اٹھھتر ۳۷۸، حضرت میمونہؓ سے صرف اٹھھتر ۸۷، حضرت ام جبیبہؓ سے پنیسٹھ ۶۵، زینب بنت جحش سے گیارہ ۱۱، حدیثیں مروی ہیں، نیز دیگر ازاد و اج مطہرات کی اور روایتیں بھی ہیں۔ سبھی نے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے علم حدیث کو فروغ دینے میں اپنی پاکیزہ زندگی اور اپنے عظیم المرتبت جلیل القدر شوہر [علیہ السلام] کے احوال نقل کرنے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

رضی اللہ عن امہات المؤمنین و رحمہن رحمة الابرار.

عشرہ مبشرہ

وہ دس صحابہ کرامؐ جن کو زندگی، ہی میں جنت کی بشارت حاصل ہوئی۔

اصحاب علم و فضل، حاملین شرافت و بزرگی، جن کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ملتا ہے، جن کے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سنیہ، میں ذہلے ہوئے تھے، اور جن کے خاکی جسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

راہ میں وقف شدہ اور قربان تھے۔ یہ ہیں بشارت کی حاملین دس خوش نصیب ہستیاں، جن کے مناقب و فضائل میں بہت سی احادیث و آثار وارد ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنائے:

دشخُص جنتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہیں، ابو بکر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر بن العوام جنت میں ہیں، سعد بن مالک جنت میں ہیں، عبد الرحمن بن عوف جنت میں ہیں، اور اگر میں چاہوں تو دسویں کا بھی نام لے لوں، صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سعید بن زید ہیں۔۔۔!!

یہ دسویں حضرات، حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی نسل میں سے ہیں۔ یہ دعوت اسلام میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہیں، اسی طرح یہ نسب شریف میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں، اس لئے ان میں سے کسی کے نسب میں انگلی رکھنے کی کوشش کرنا، درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک میں انگلی رکھنے کا مترادف ہوگا۔ سوائے حضرت ابو بکر کے والد ماجد کے، کسی دوسرے کے والد مسلمان نہیں ہوئے۔

ان میں بعض خلفاء ہیں، بعض اصحاب شوریٰ ہیں، بھی سر اپا زہد و تقویٰ ہیں، اکثر ان میں سے شہداء ہیں، چنانچہ حضرت عمر، عثمان ولی، طلحہ و زبیر شہید ہوئے، سب سے پہلے وفات پانے والے اور سب سے باکمال حضرت صدیق اکبر ہیں، اور سب سے اخیر میں وفات پانے والے، حضور پر نور کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، سب کے نسب غزوہ بدرا کی فضیلت کے حاملین ہیں اور سب بیعت رضوان کے بھی شریک ہیں، سوائے حضرت عثمان کے کہ انہیں کی وجہ سے بیعت رضوان ہوئی تھی۔

رضی اللہ عنہم وارضاہم، والحقنا بهم فی جنات النعیم فرضی اللہ
عنہم اجمعین۔

دنیا میں حضرت امام حسینؑ کے ہمه گیر کارناامے اور ملک گیر فتوحات

وہ انتہائی بہادر، میدان جنگ کا شیر ببر تھے، جو شمشیر بڑاں کے ملکراؤ اور تیروں کی برسات سے نہیں

ڈرتے تھے، بلکہ ہمیشہ شہادت اور جنت کی سرداری کے خواہاں رہتے تھے۔ وہ میدان جنگ کا ایک عظیم ہیر و تھے، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن پر نہ نیند غالب آتی تھی اور نہ سستی وکا، با تھی، بلکہ وہ تلوار کو سونت لیتے، گھوڑے پر زین کس کے سوار ہوتے، اور میدان کا رزار میں گھس جاتے اور جنگوں میں حصہ لیتے تھے، تاکہ اس عالم آب و گلن کے چپہ چپہ میں تو حید کا پرچم بلند کیا جاسکے۔

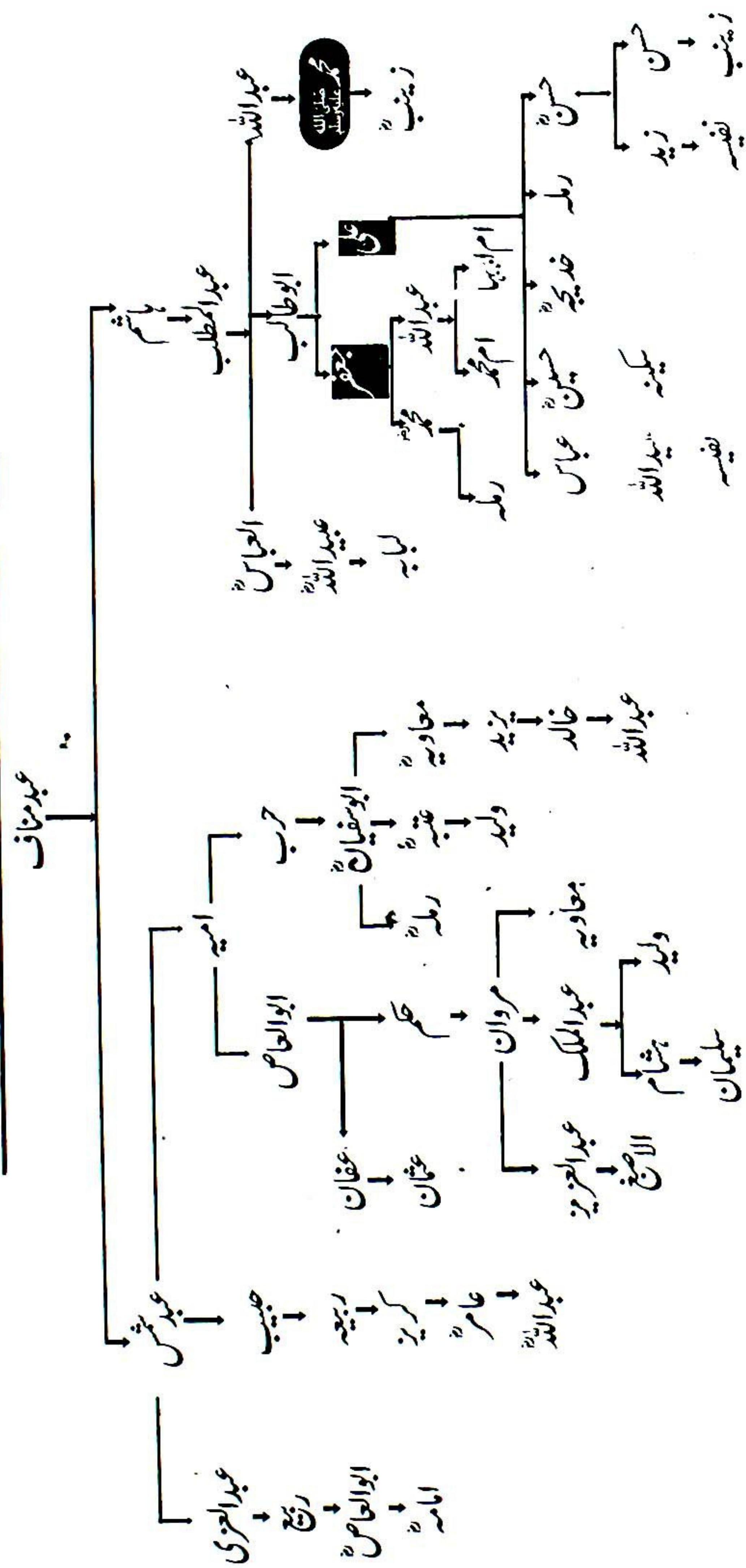
انہوں نے افریقہ کے مختلف ممالک کے فتوحات میں شرکت کی اور وہاں کے اکثر حصوں کو رہ میوں کے ناپاک قبضے سے پاک کیا، نیز انہوں نے جلیل القدر صحابی حضرت سعید بن العاص کی سرکردگی میں، طبرستان کے ممالک کو فتح کرنے کے لئے پزو ر شرکت فرمائی، پھر سب کے سب وہاں سے ہمہ گیر کامیابی کے تاج پہن کر خوش خرم واپس ہوئے۔

نیز انہوں نے حضرت معاویہ کی دعوت پر، قسطنطینیہ کو فتح کرنے کے لئے جان و مال سے شرکت فرمائی، اسی غرض سے وہ مدینہ منورہ سے نکل کر ملک شام کے ”حلب“ وغیرہ سے گذراتے ہوئے، اس دور دراز ملک تک پہنچ گئے۔ مگر چوں کہ دشمنان اسلام اپنے بلند و بالا قلعوں میں محفوظ ہو گئے تھے، اس لئے مسلمان ان کو فتح نہ کر سکے، تاہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں مسلمانوں کا رعب پڑ گیا تھا، جس کی وجہ سے وہ مسلسل مسلمانوں کے ساتھ پنجہ آرائی کرنے سے لرزائی و ترسائی رہتے تھے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بغرض اعلاء کلمۃ اللہ) ہمیشہ جہاد کرنے اور بے پناہ بہادری کا مظاہرہ کرنے کا والہانہ شغف رکھتے اور کارہائے نمایاں کو جسیں تاریخ میں ثبت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

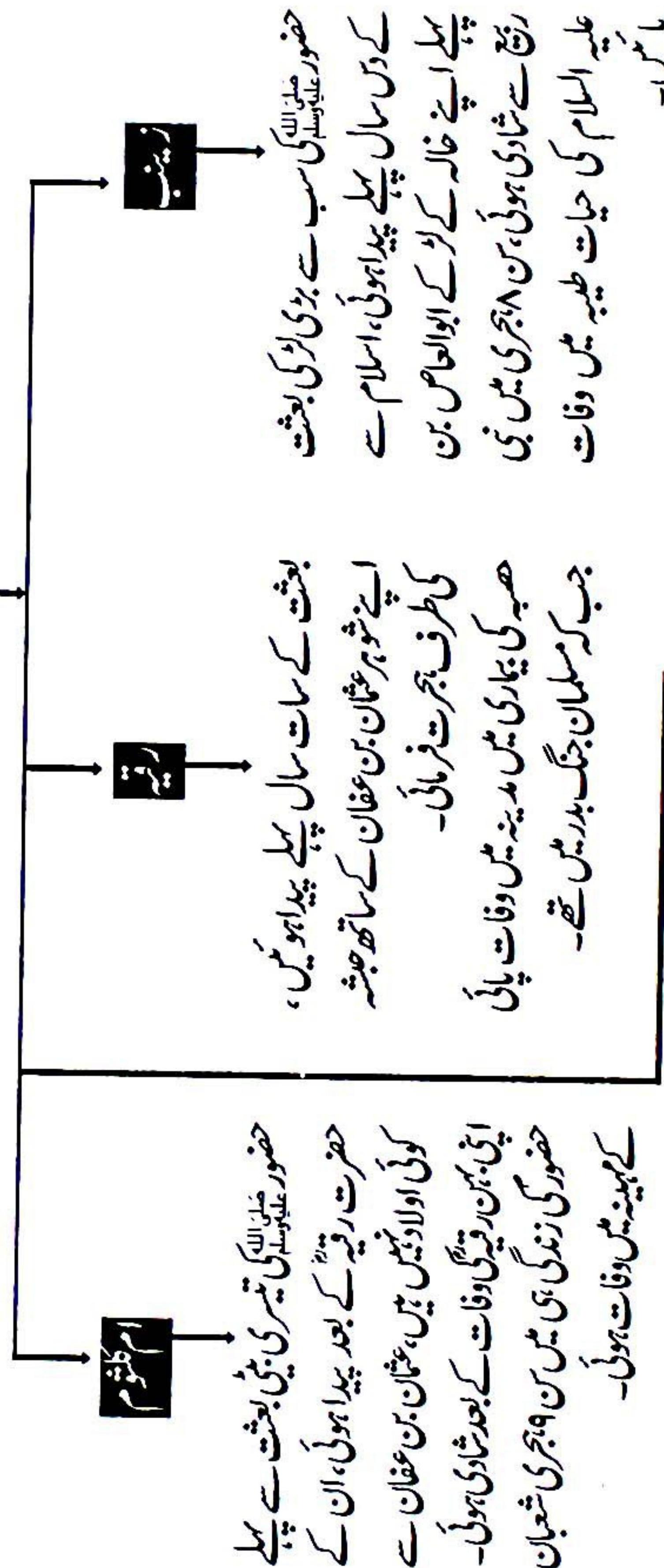
رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

المحاجرات بين أهل بيته النبي صلوات الله عليه وآله وسلامه وبين عمومهم



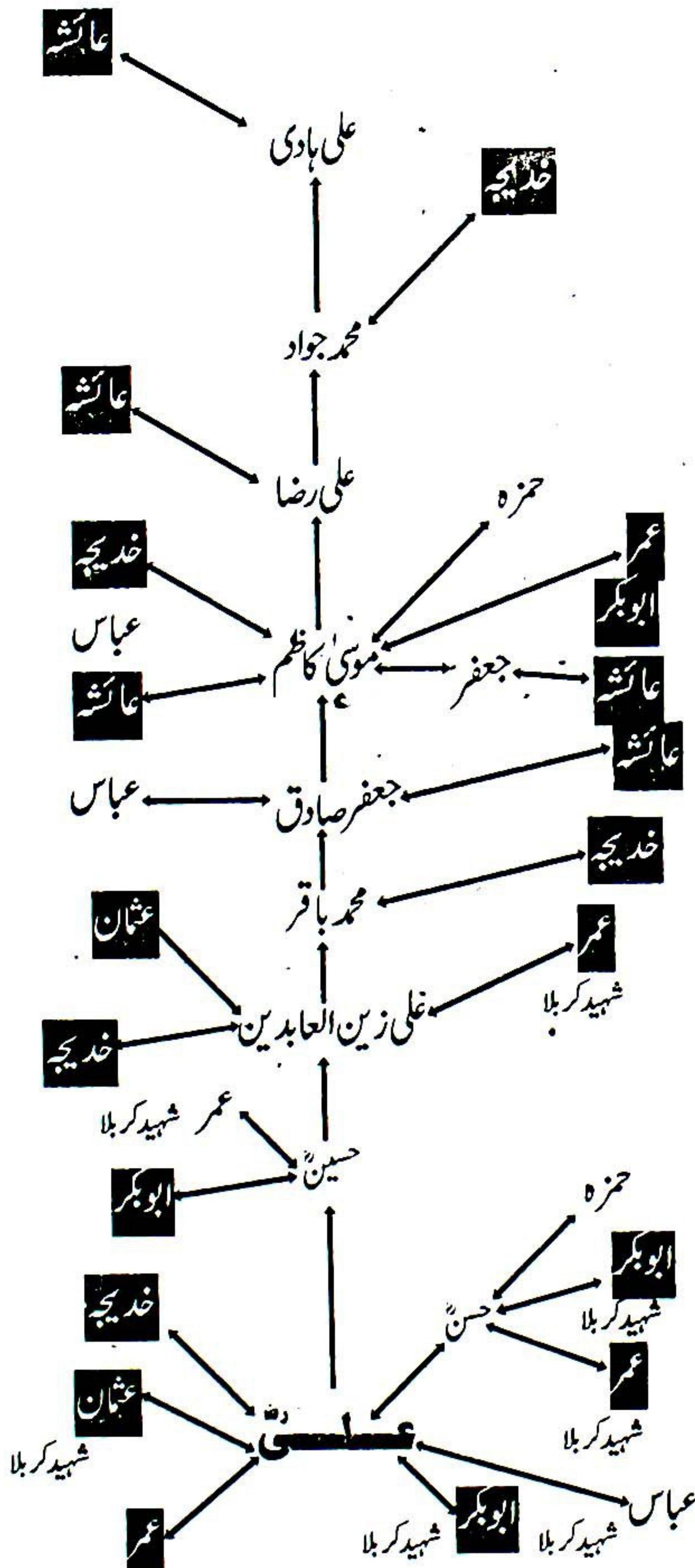
- (١) تاريخ دمشق (ابن عساكر)
- (٤) الطبقات الكبرى (ابن سعد)
- (٧) جمهرة أنساب العرب (ابن حزم)
- (٩) نسب قريش (الزبير بن بكار)
- (٢) أنساب الأشراف (البلادري)
- (٥) الأصيلي (ابن الطبلة)
- (٨) المسحر (ابن حبيب)
- (١١) تاريخ البيعوني
- (٣) عمدة الطالب (ابن عبيدة)
- (٦) مقاتل الطالبيين (أبي قرث الأصفهاني)
- (٩) مشتھي الأعمال (العباس القمي)
- (١٢) كشف الغمة (الازبي)

بنات خبر البشر محمد رسول الله ﷺ ارضي الله عنهم



- و ١٨٦ و ١٥٩
- (١) المقنعة للمفید ص: ٣٣٢
- (٢) المسقط للطوسی ٤/٥٩
- (٣) الاستبصار للطوسی ٤/٨٥
- (٤) الحدائق الناضرة للحرانی ٤/٤٠
- (٥) متهی المطلب للحلی ١/٤٤
- (٦) تذكرة الفقهاء للحلی ٢/٤٠
- (٧) قویوب الاسناد الحمری القمی ص: ٩
- (٨) قاموس الرجال للسترنی ترجمة رقم ١٣٩/١٢
- (٩) معجم رحال الحدیث الخوئی ١٦٢/١٩
- (١٠) بحث الازوار المحتوى ١٣٦/١٩
- (١١) ورثة رحال الحدیث الخوئی ١٥٦/٥٠
- (١٢) بحث الازوار المحتوى ٤/٥٩

۹۶ نام جو حضرات علی اور ان کی اولاد کو محبوب تھے



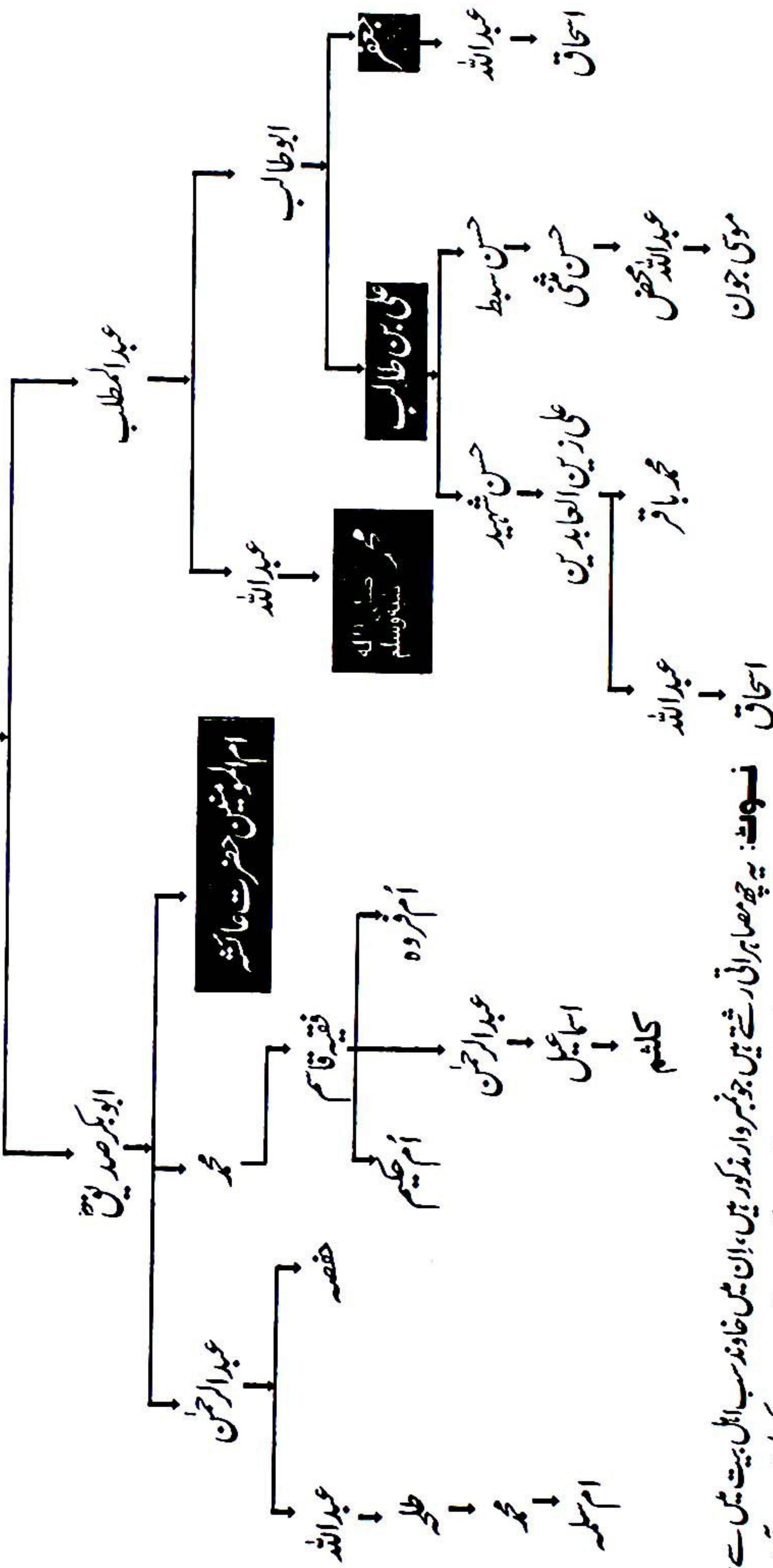
اهم مراجع

- ★ تاریخ دمشق لابن عساکر
- ★ الطفقات الکری لاسعد
- ★ جمیہ انساب العرب لابن حزم
- ★ سب قریش للزینین بحکر
- ★ عمدة الطالب لابن عینہ
- ★ انساب الاصراف للذفری
- ★ تاریخ البغوثی
- ★ مفاتیل الطالبین لابن الفرقان
- ★ الصفہانی

- ★ مسند الامال للعباس القمي
- ★ المعجزہ لابن حیب
- ★ الاصبیلی لابن الطنطی
- ★ کشف الغمة للذری
- ★ الإرشاد للمفید
- ★ محمد و حال الحدیث للخوئی
- ★ مستدرکات علم الرجال لعلی
- ★ النمازی الشاہروی

نبوت: محبت و عقیدت مندی ہی کی وجہے حضرت علی اور ان کی اولاد نے اپنے بخوبی اور بخوبیوں کے نام ان مبارک ہستیوں کے نام سے رکھتے تھے، ورنہ انسان کبھی بھی اپنے بخوبیوں کے نام، کسی شمشیر یا پیسہ دیدہ خپلوں کے نام سے نہیں رکھتا۔

حضرات اولیاء کے دوامیان ازدواجی رشتہ داریاں



نوٹ: یہ چھ صاحراتی رشتے میں جو نہ رکھا گیا، ان میں خاوند سب اہل بیت میں سے ہیں، اور
یہاں سب خانوادہ صدیق میں سے ہیں، ظاہر ہے کہ پیغمبر نکاح مردوں کی طرف سے آتا ہے،
مولوں کی طرف سے نہیں، تھی بات اہل بیت کے ول میں اہل صدیق کے لئے محبت و عقیدت
مندی کی ایک زندہ دلیل اور دلائلی نشان ہے۔

الإرشاد للمفید / ج ۰۷ / ص ۷۰

ترجمہ اعلام النساء ل محمد الأعمی الحائزی / ج ۰۸ / ص ۲۷۸

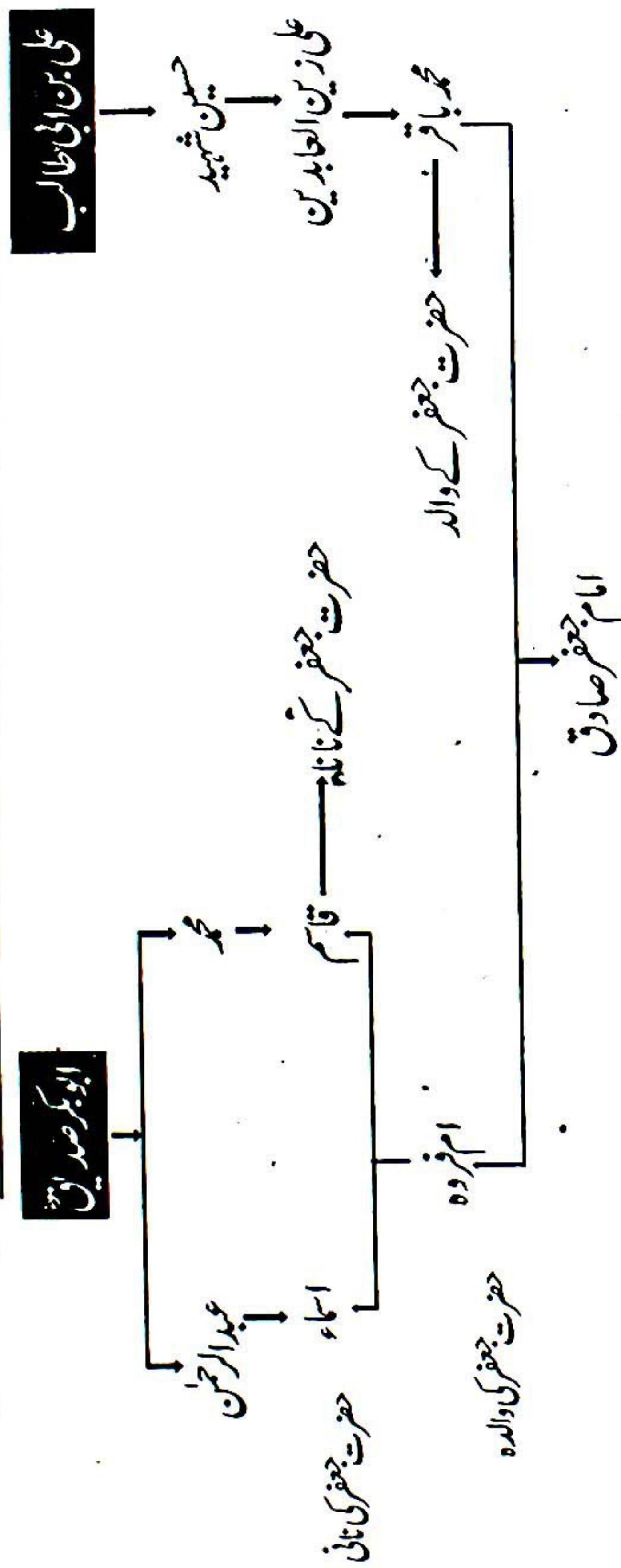
الأصلی لابن الصطاطی / ج ۰۹ / ص ۱۴۱

عملۃ الطالب لابن عبة / ج ۰۵ / ص ۲۱۲

رسوب قریش لمصعب الزیری.

امام جعفر صادقؑ کا مقولہ ہے: ”و مجھے حضرت ابوکر صدیقؓ نے دو مرتبہ جنابؓ“

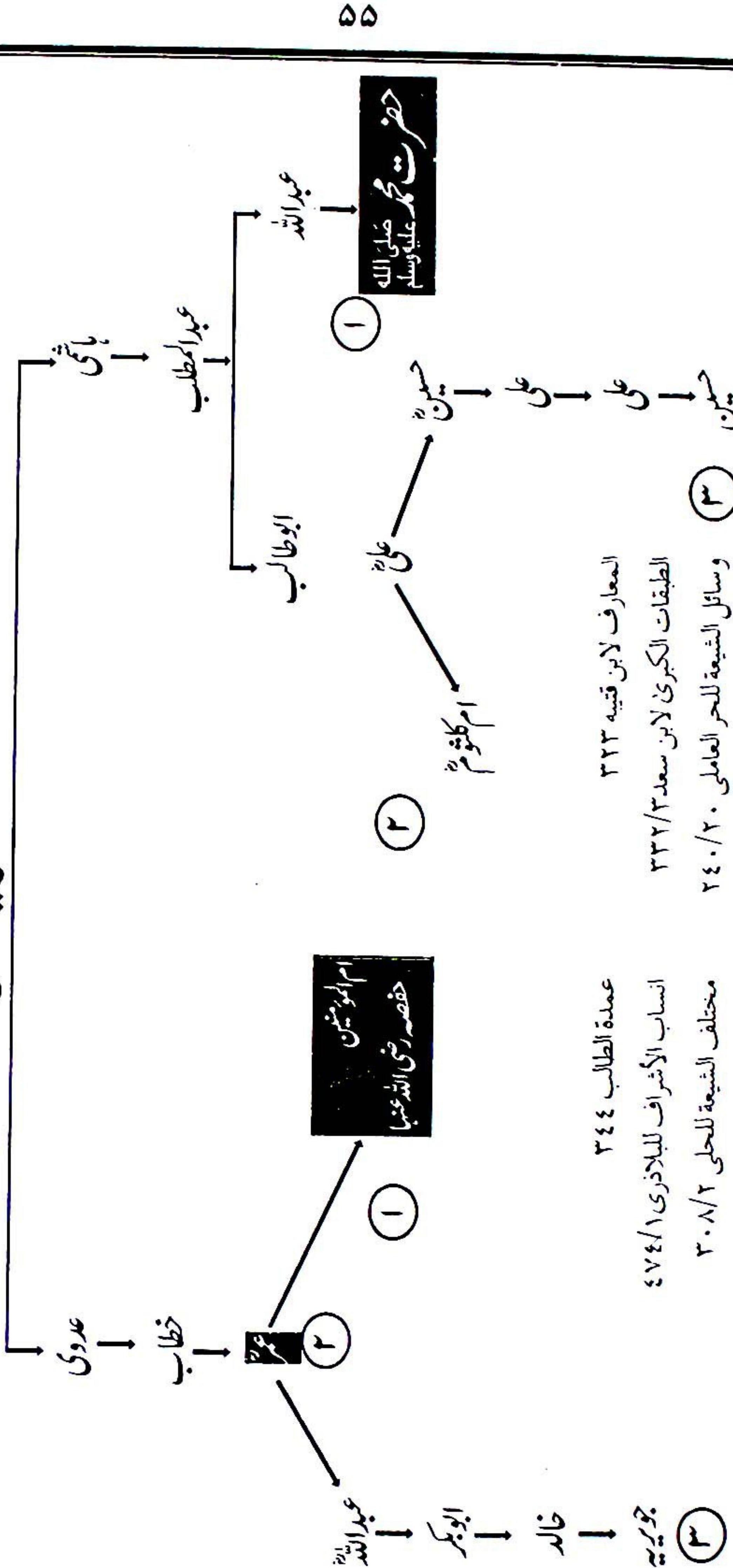
تفصیل: پہلی ولادت: امام جعفرؑ کی والدہ امیرہ وہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کے طریقے سے۔
دوسری ولادت: امام جعفرؑ کی ثانی اسماہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کے طریقے سے۔



- عملہ الطالب لابن عینہ / ص: ۴۴۲
الأصلی لابن الطقطقی / ص: ۹۱
نهذب التہذیب لابن حجر ر ۲۵۸۰ هـ
کشف الغمة الازبی ۲/۷۴۳
نهذب الکمال للمری ت ۲ ۷۷۰۵/۵ لارقم ۹۵
الکافی لللنھی ت ۸۴۷۰۱، ۱/۵۹۸۷

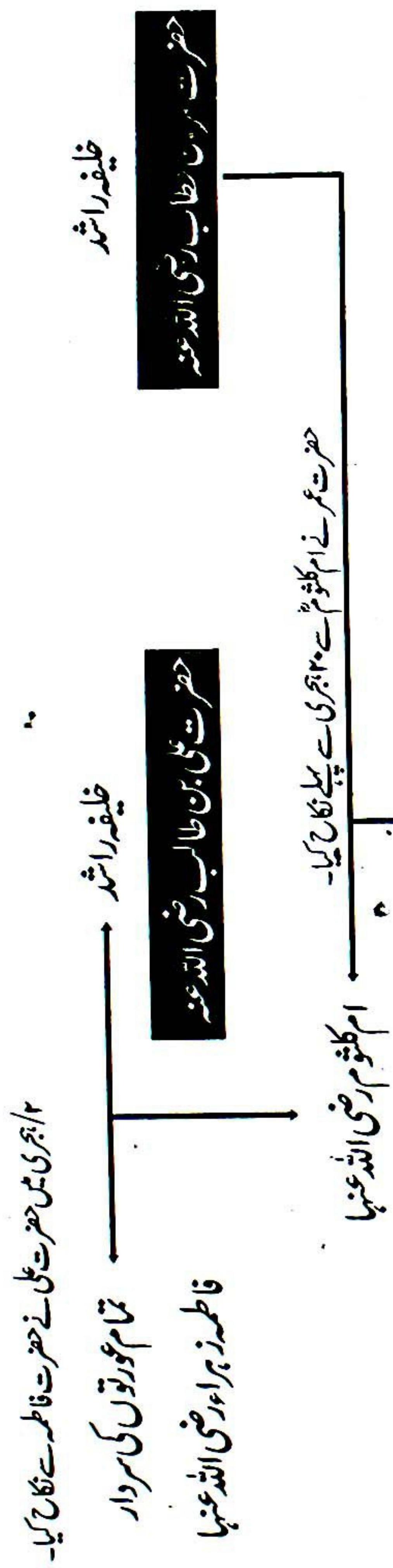
حضرت پاک حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں

گلزاری



- (١) المعرفات لأبن قتبه ٣٢
- (٢) الطبقات الكبير لأبن سعد ٣٢/٣٣
- (٣) وسائل الشيعة للحر العاملی ٠٢/٠٤
- (٤) مختطف الشيعة للحلی ٢/٨٠
- (٥) المبسوط للطوسی ٤/٢٧
- (٦) بحار الانوار للمحلسی ٤٤/٨٧، ١، ٥٤/٩٢٩
- (٧) انساب الأشراف للبلذري ١/٤٧
- (٨) عمدة الطالب ٤٤
- (٩) مختطف الشيعة للحلی ٢/٨٠
- (١٠) جویزہ

حضرت زرید بن عمر بن خطاب کا قول ہے: ”میں دو خلیفوں کا فرزند ہوں“



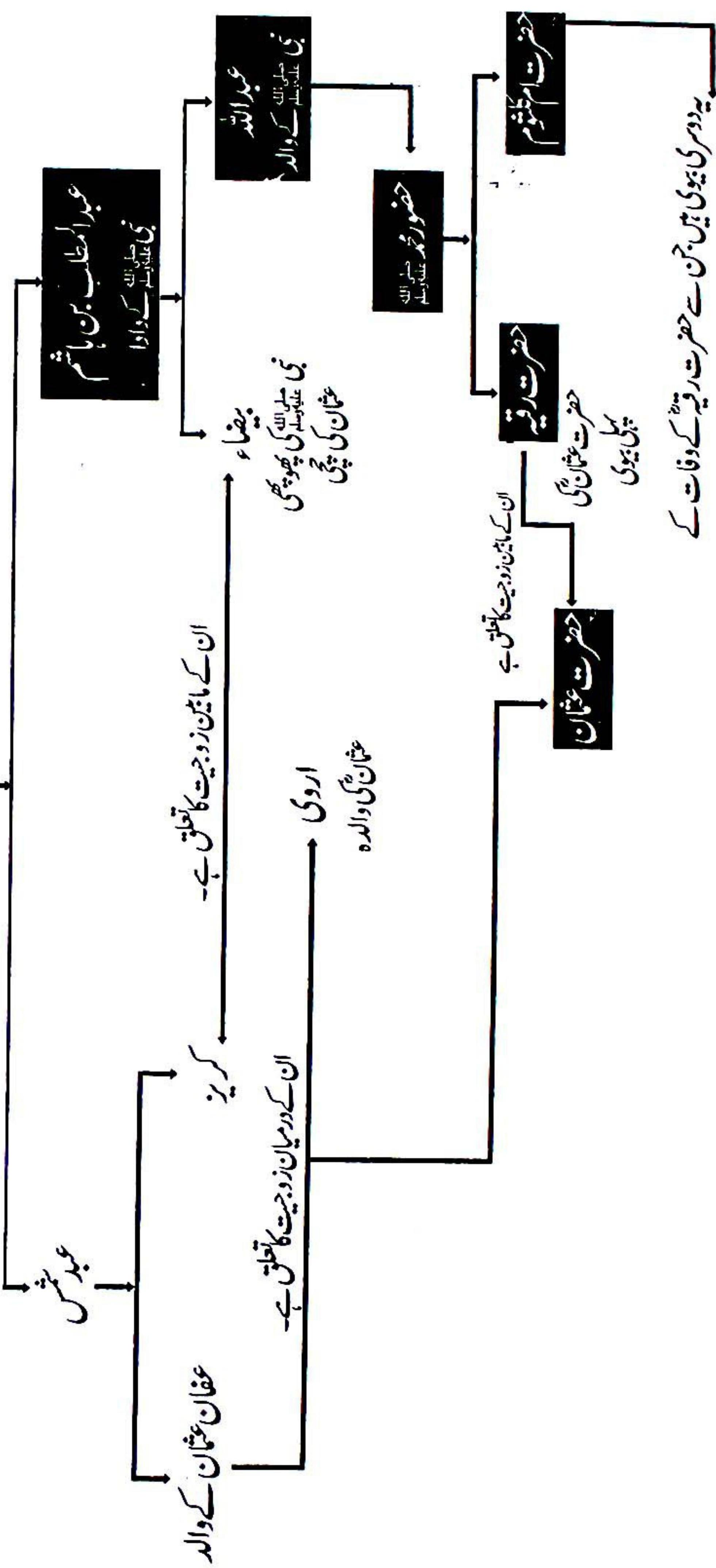
ان کی اور ان کے والدہ ام کلثومؓ وفات ۵۳ھ میں تقریباً ایک ہی وقت میں ہوئی تھی۔

زید

- الأصیلی لابن الطقطقی ص: ۸۵
بحار الانوار للمحلسی ۷۸/۲۸۸
البداية والنهایة للحافظ ابن کثیر
تاریخ الاسلام للذهبی حوادث سنۃ ۵۴
تاریخ دمشق لابن عساکر ترجمہ زید بن عمر بن خطاب
الطبقات الکبری لابن سعد ۸/۲۶۴
- الذریعة لاغاثہ بزرگ الطهرانی ۱/۴۸۱
أعيان الشیعہ للمحسن الأمین ۳/۲۸۸
ریاض المسائل للطبعی ۲/۱۴۶
سر أعلام النبلاء للحافظ الذهبی ۲/۲۰۵
كتشف اللثام للفارض الہندي ۹/۲۵۰
کفایۃ الأحكام للسبزاوی ۲/۹۷۸
الواقی فی الوفیات للصفدی ۱۵/۲۲۱
وسائل الشیعہ للمر عالمی ۶/۴۲۱
مختطف الشیعہ للحلبی ۲/۸۰

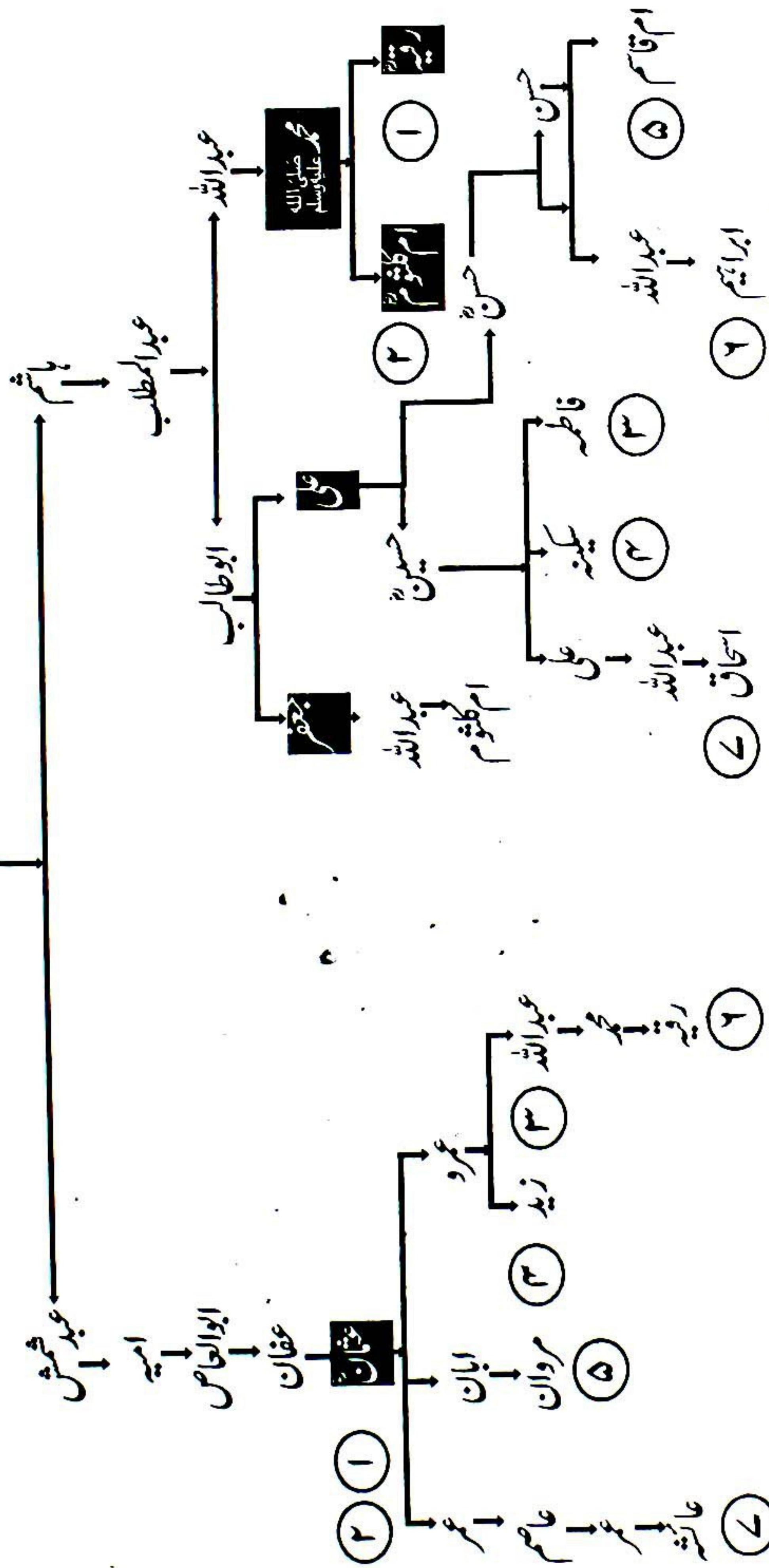
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبیوت کے گھرانے میں عبدالمناف کے پیشوں

بی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشوں
کے دارا



بخاری میں اور حضرت عثمانؓ کی اولاد کے دامان ازدواجی تعلقات

عہدہ و ناف



تاریخ دمشق لابن عساکر
اسباب الاشراف للبلذدری
الأصیل لابن الطفططفی

عمدة الطالب لابن عنبة.
مشهی الامال لعباس القمي
جمهور أنساب العرب لابن حزم
مقاتل الطالبيين لابن الفرق الأصفهاني

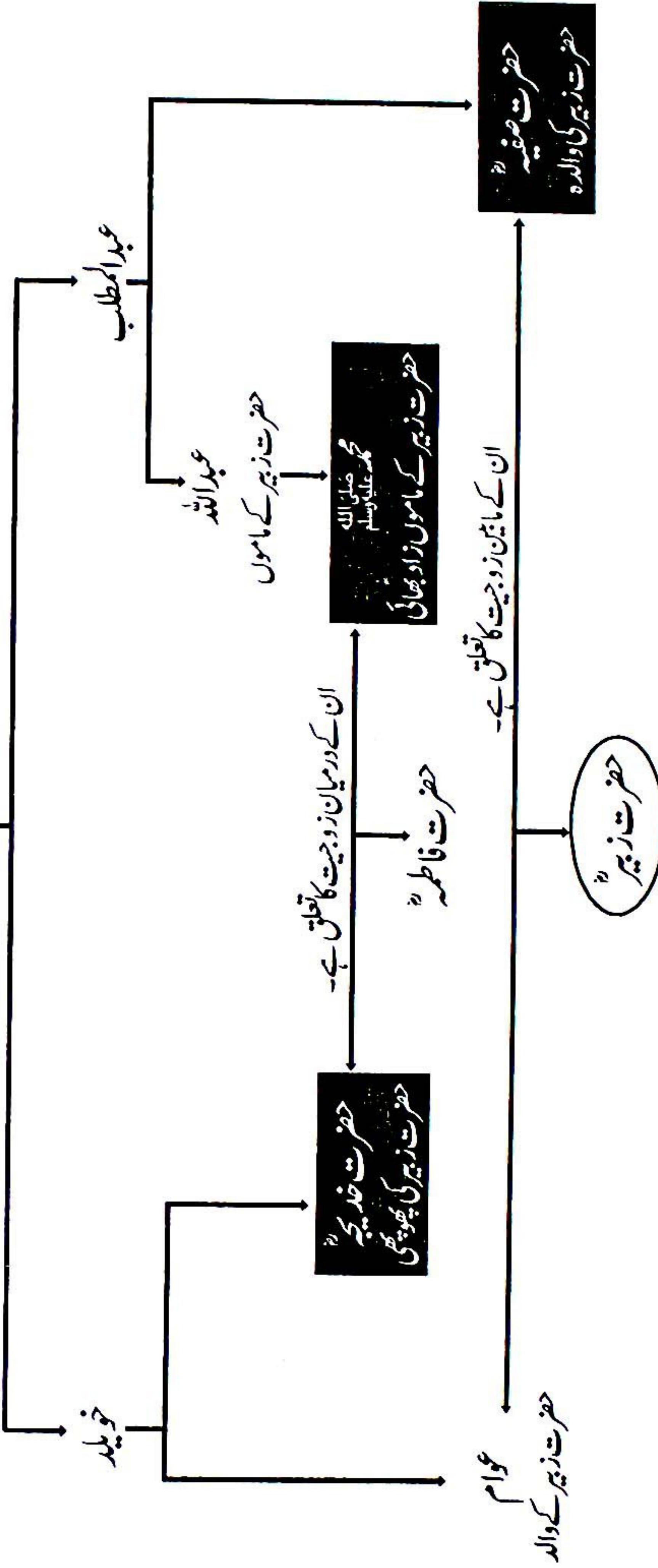
الطبقات الکبری لابن سعد
تاریخ البیرونی
کشف الغمة للزردی

حضرت زبیر حضور ﷺ کے گھرانے میں

قصی

آپ کے چوتھا دوا

خوبیہ

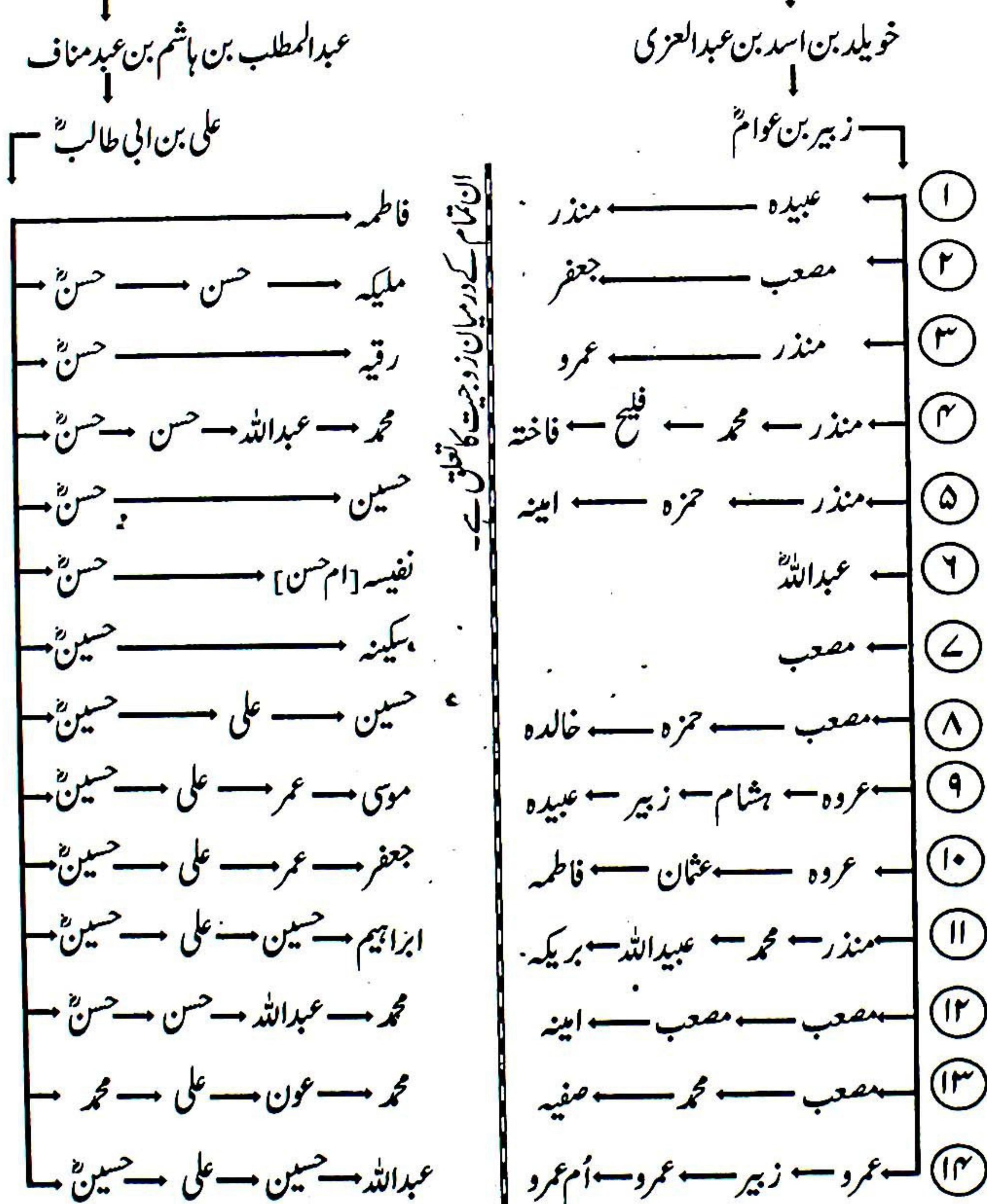


الاصابۃ لابن حجر (ترجمۃ الزہیبی)
مستدرکات علم الرجال لعلی النمازی الشاہرودی (۱۷۵۷) ج: ۳/۹۱۴

سیر اعلام النبلاء للذهبی ۱/۲۴
القواعد و الفوائد لمحمد العاملی ۲/۲۷۳

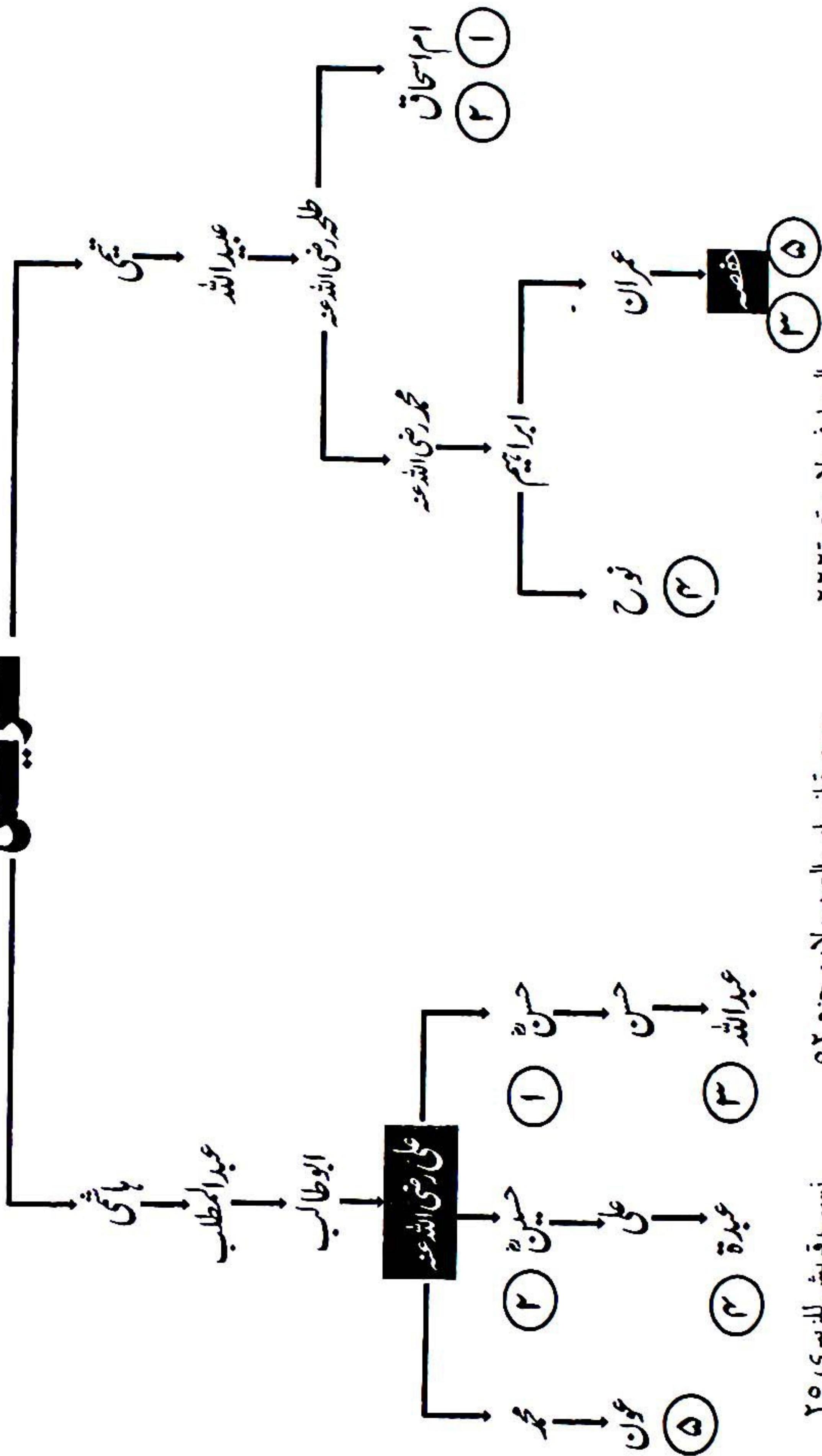
حضرت علی وزیرِ آل کے درمیان سوال کے درمیان ازدواجی تعلق

حضرت علی اور زبیر بن عوامؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات
قصی بن کلب



حضرت على بن حضرت طلحه بن عبيدة الله^{رضي الله عنه} ازدواجي تعلقات

قريش

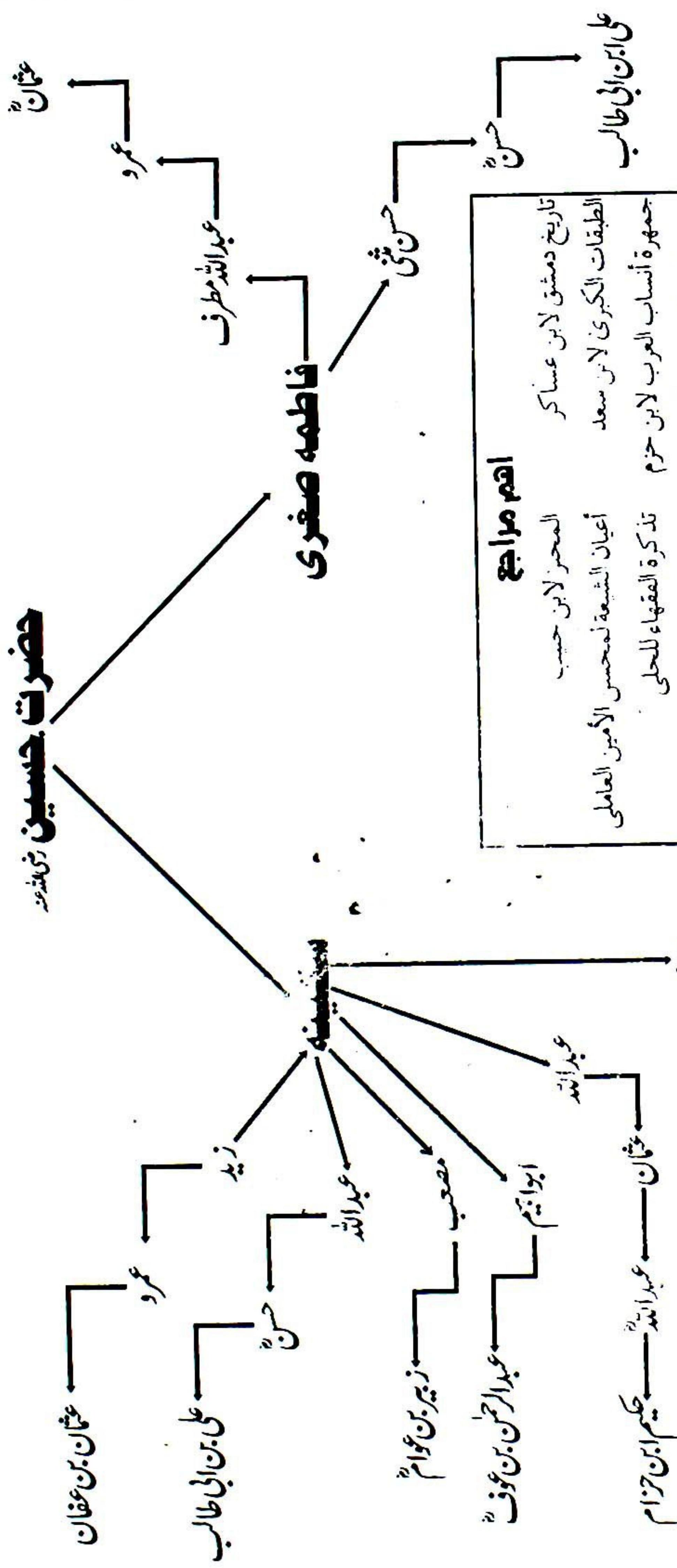


نسب قريش للزبيري ٢٥
مقاتل الطالبين لأبي فرج الأصفهاني ١٢٢

جمهور أنساب العرب لابن حزم ٢٥
أنساب الأشراف للبلذري ١/٤٧٤
الصحير لابن حبيب ٨٣٤، ٨٤٤، ٥٠٤

المعارف لابن قتيبة ٢٢٢
الأرشاد للمغيرة ١٢٦
تاج المؤايد للطربسي ٥

فراندان صحابہ میں سے حضرت حسینؑ کے داماد



علی ابن ابی طالب

حسن

احمد مراجع

تاریخ دمشق لابن عساکر
الطبقات الکبری لابن سعد
أعيان الشیعة لمحمد بن حزم
تمذکرة الفقہاء للحلی
جمهورہ أنساب العرب لابن حزم
نسب قریش للزیرین بکار
الأنساب الأشراف للبلادی
متھی الامال لعباس القمی
کشف الغمۃ للأربیلی

نوٹ: سوائے حسن شیخی کی شاذی اور عبد الرحمن اگر کی شاذی کے باقی تماہی شہنشہ بھنگ کر لایا کے بعد جو میں آئیں۔
حضرت سعیدؑ کے شوہروں کی کثرت اس وجہ سے ہوئی کہ بعض شوہروں شہید ہوئے، یا قتل ہوئے، اور بعض نے
طلاق دی، اور بعض کا شادی کے بعد انقلاب ہو گیا۔ وغیرہ

حضرت محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب
ولادت: ۱۵ هجری وفات: ۳۳ هجری



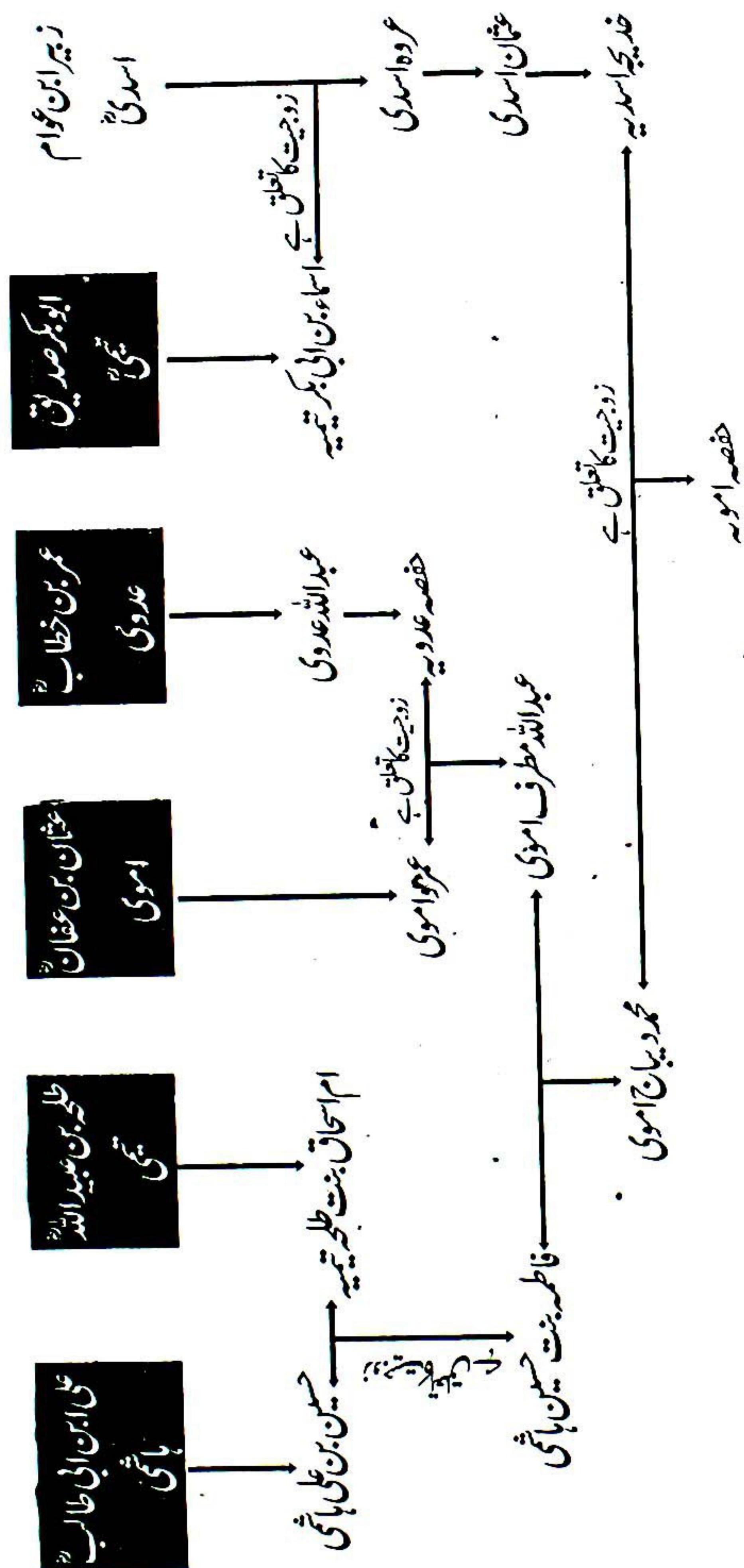
امام باقر کی بیوی ام فروہ بنت قاسم
 ابن محمد بن ابی بکر صدیق

محمد باقر کی والدہ ام عبد اللہ بنت حسن
 ابن علی ابن ابی طالب

عملہ الطالب لابن عبۃ ۵۴۳
 سیر اعلام البلاء للحافظ الذهبي ۲/۲۰۴
 کشف الغمة للأربلي ۲/۲۰۰

الأصلی لابن الصفاطی ۶۴۱
 تلییف اکمال لمحاذیف المسنی ۲۲/۲۷۳
 تلییف الحدیث المحافظ الذهبی ۱/۴۲۱

خلفاء اور ائمہ اور حضرت طیارہ و زبردشت والان اللہ علیہم اجمعین کی پوچھی حضرت خصوصہ بنت محمد پر بیان

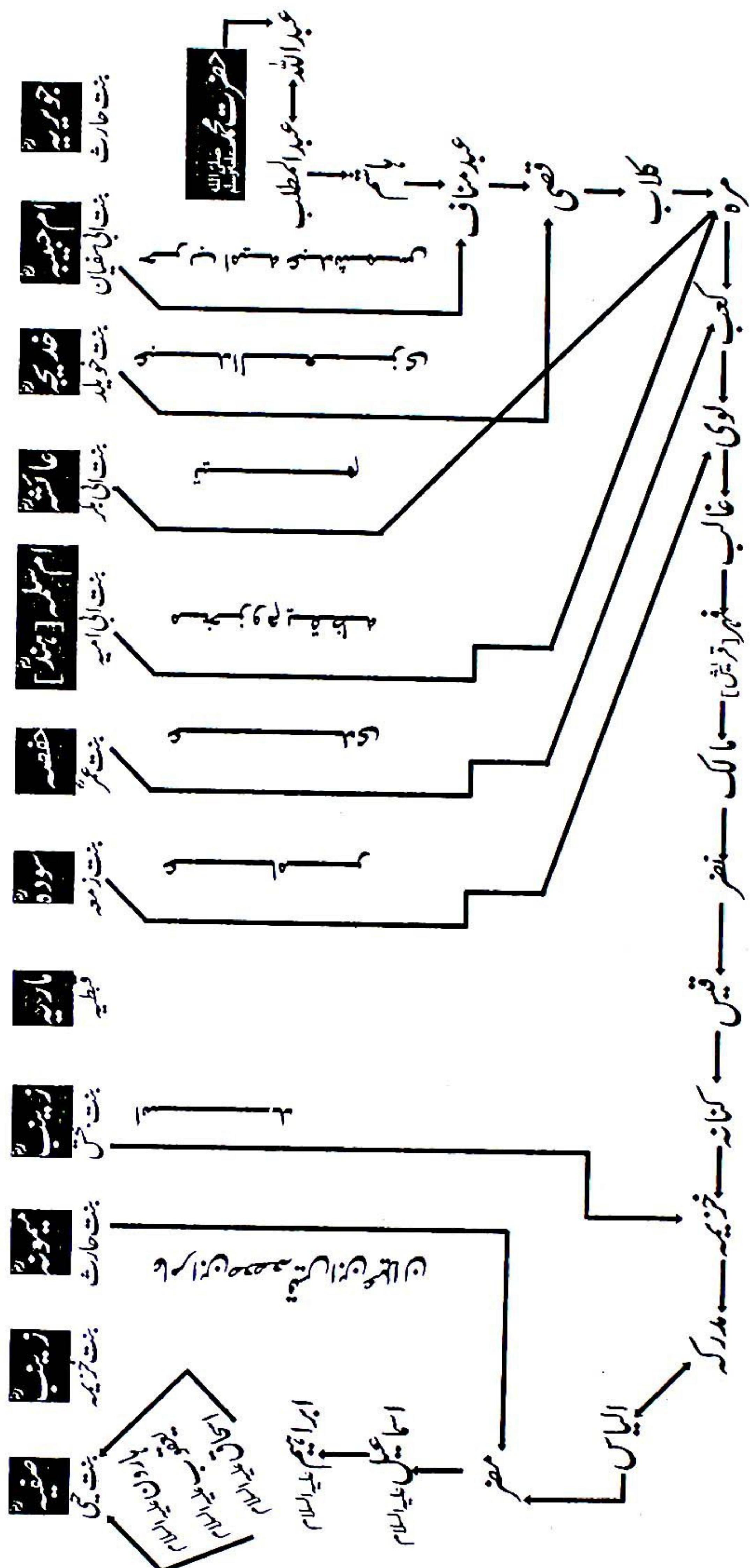


المدهش لابن الجوزي ٦٩
المعارف لابن قيمية ٢٠٠

المحبر لابن حبيب ١/٤٠٤
الحوهرة في نسبة النبي والعشرة للبرى ١/٢٧٣
شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديدة ١/٦٦٥

امدادات المؤمنین، حضور ﷺ کی ازواج مسلمات

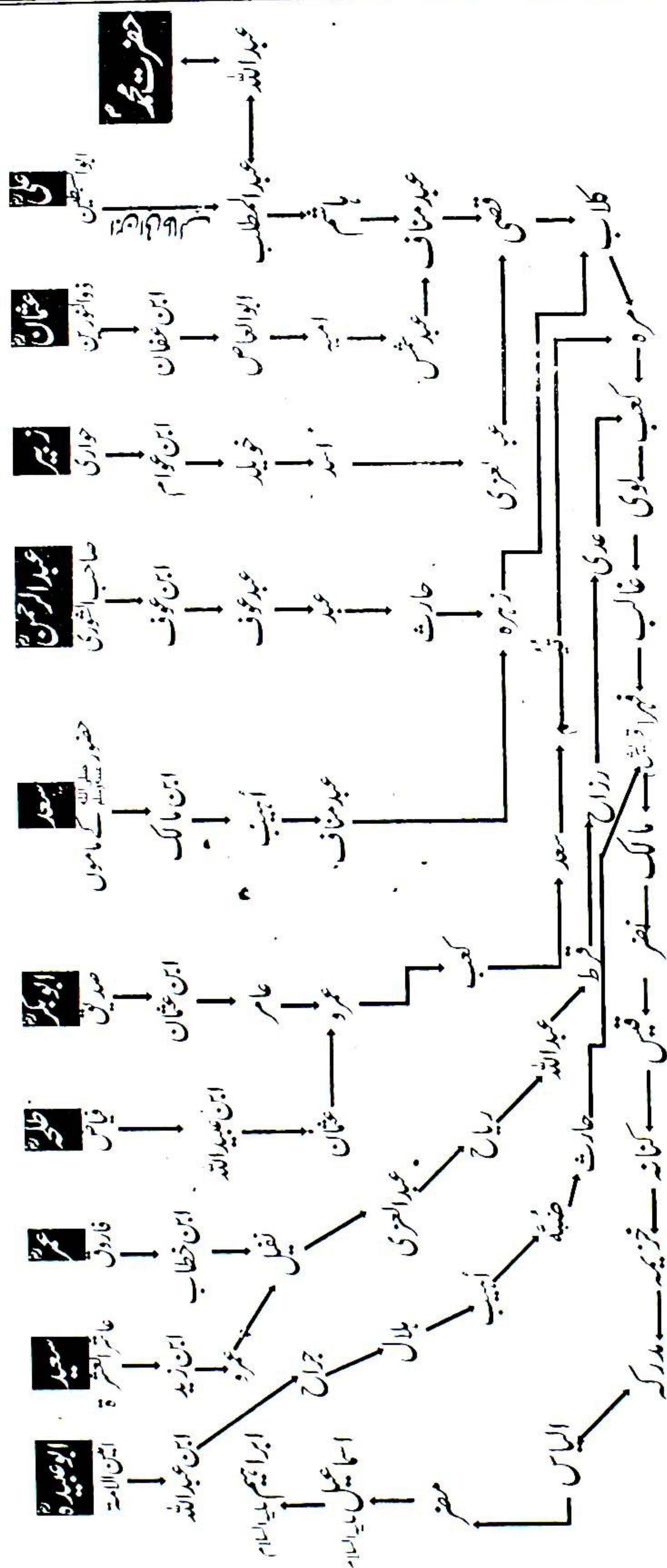
۶۵



حضرات عشیدہ مبشرہ

(وہ حضرات جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی)

۶۲



۳

اہل بیت کرام اور حضرات صحابہؓ
کے خاندانوں میں ایک جیسے نام اور دامادی کے رشتے
[اہم علمی تاریخی تحقیقی مطالعہ، شیعہ مأخذ و کتب کے حوالہ سے]

تألیف: سید احمد بن ابراہیم کتابی

مطبوعہ: مکتبۃ الرضوان، قاہرہ، مصر۔ [۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲ء]

اردو ترجمہ
مولانا محمد عامل حسین صاحب چمپارنی قاسمی
[استاذ مدرسہ اسلامیہ، عیدگاہ، کاندھلہ مظفرنگر]

نظر ثانی و تکمیل
نور الحسن راشد کاندھلوی

اہل بیت میں سے ان حضرات کے اسمائے گرامی جن کا تعلق علوی اور ہاشمی خاندان سے ہے، اور جنہوں نے حضرات صحابہ کرامؐ کے اسمائے گرامی کو اپنानام بنایا۔

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ

شیعہ و سنی، قریب و بعيد رہنے والوں سب کو یہ معلوم ہے کہ ابو بکر صدیقؓ ان کی کنیت اور عبد اللہ ان کا اسم گرامی ہے، نیز آپ خلیفہ اول بھی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہر عالم ند آدمی یہ جانتا ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کا نام ابو بکر رکھتا ہے، یا اپنی کنیت کے طور پر اس کو اپناتا ہے وہ صحابہ کرامؐ کو اپنا دوست رکھتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے، جن میں صدیقؓ اکبر سب سے بڑے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے وہ اصحاب جن کا نام ابو بکر ہے

(۱)

ابو بکر بن علی بن ابی طالب

میدان کربلا میں حضرت حسینؑ کے ساتھ شہید کئے گئے، ان کی ماں کا نام لیلی بنت مسعود نہشلی ہے، ان کا تذکرہ الارشاد للمفید صفحہ ۱۸۲-۲۲۸، تاریخ الیعقوبی فی اولاد علی، شیخ عباس القمی کی مستہی الامال ۲۶۱/۱ پر ہے، شیخ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کا نام محمد اور کنیت ابو بکر ہے۔ بحار الانوار للمجلسی ۱۲۰/۴۲۔

(۲)

ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالب

میدان کربلا میں اپنے چچا حضرت حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے، ان کا تذکرہ شیخ مفید نے اپنی کتاب 'الارشاد' کے باب قتلی کربلا ۲۴۸ کے تحت کیا ہے۔

نیز تاریخ یعقوبی کے باب فی اولاد حسن اور عباس قمی کی مستہی الامال ۵۳۲/۱ کے باب استشهاد فتیان بنی هاشم فی کربلاء، میں ہے۔

(۳)

ابو بکر علی زین العابدین

حضرت علی زین العابدین بن حضرت حسین شہیدؑ کی کنیت "ابو بکر" ہے۔

شیعہ امامیہ کے متعدد علماء نے اس کا ذکر کیا ہے، جزائری کی "الانوار النعمانیہ" کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۴)

ابو بکر علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

حضرت علی الرضا کی کنیت "ابو بکر" تھی، جس کا تذکرہ النوری الطبری نے اپنی کتاب "النجم الثاقب" کے "القاب و أسماء الحجة الغائب" کے تحت کیا ہے، قال: ۱۴۔ أبو بکر و هی إحدی کنی الإمام الرضا، كما ذكرها أبو الفرج الأصفهاني في مقاتل الطالبيين۔

(۵)

ابو بکر محمد المهدی المنتظر بن الحسن العسكري

ابو بکر حضرت المهدی المنتظر کی ایک کنیت ہے، جن کے بارے میں شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ ان کی پیدائش "ابو بکر" سے ۱۰۰ سو سال پہلے کی ہے، النوری الطبری نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے، لقب ۱۲/ کی طرف رجوع کیا جائے۔

﴿قلت: تُرِى لِمَا ذَا يُكْنَى أَوْ يُلْقَبُ الْمَهْدِيُّ الْمُنْتَظَرُ لِدِي الشِّيَعَةِ الْإِمَامِيَّةِ بِأَبِيهِ بَكْرٍ؟!﴾

(۶)

ابو بکر بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

أنساب الأشراف کے مصنف نے ان کا ذکر صفحہ ۶۸/ پر کیا ہے۔

﴿قال: وُلد عبد الله بن جعفر... وأبا بكر قُتل مع الحسين وأمّهم الخوصاء من ربیعة...﴾

اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ کے ص: ۲۲۰ پرفی تسمیہ مرن قتل یوم الحسرہ من بنی هاشم کے تحت کیا ہے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب

حضرات صحابہ کرام میں جتنے حضرات بھی عمر کے نام سے متصف تھے ان سب میں حضرت عمر بن الخطاب زیادہ مشہور ہیں، اور جو شخص بھی اس نام کو اپناتا ہے، بلاشبہ وہ اس سے خیر و برکت کا رادہ رکھتا ہے۔

حضرت علی کی اولاد میں سے وہ صاحبان جن کا نام ”عمر“ ہے

(۱)

عمر الاطرف بن علی بن ابی طالب

ان کی والدہ ام حبیب صہباء تغلقی، ارتداد کے خلاف جنگ کی قیدیوں میں سے تھیں، ابو نصر بخاری شیعی کی سرالسلسلۃ العلویۃ کے ص: ۱۲۳ پر ”نسب عمر الاطراف“ ملاحظہ کیجئے۔ عباس اتمی کی متہی الامال ۲۶۱، قال: ”عمرو رقیۃ الکبری التوأمان“ مجلسی کی بحار الانوار ۱۲۰/۳۲۲

(۲)

عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب

ان کی ماں ام ولد ہے، یہا پنچا حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے، ابن عنبه کی عمدۃ الطالب ص: ۱۱۶، کے حاشیہ تاریخ یعقوبی ص: ۲۲۸ فی اولاد الحسن کی طرف رجوع کیا جائے، یعقوبی نے اپنی کتاب التاریخ میں ذکر کیا ہے: ﴿وَكَانَ لِلْحَسَنِ ثَمَانِيَةً ذَكُورٌ وَهُمُ الْحَسَنُ... وَزَيْدٌ... وَعُمَرُ وَالْقَاسِمُ وَأَبْوَ بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ لِأَمْهَاتِ شَتَّى وَظَلَّةٌ وَعَبْدُ اللَّهِ...﴾۔

(۳)

عمر الاشرف بن علی زین العابدین بن حسین

ان کی ماں ام ولد ہے، اور ان کا القب اشرف تھا، کیونکہ وہ عمر حسن کا القب ”اطرف“ ہے وہ عمر بن علی بن ابی طالب ہیں، شیخ مفید کی الارشاد ص: ۲۶۱، ابن عنبه کی عمدۃ الطالب ص: ۲۲۳، دیکھئے: ان کا القب اشرف ہے، کیونکہ یہ یعنی اور حسنی دونوں خاندان سے ہیں اور عمر الاطرف صرف والد کی طرف سے ہیں یعنی علی بن ابی طالب۔

(۴۲)

عمر بن میحیٰ بن حسین بن زید شہید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب محمد اعلمی حائری نے اپنی کتاب ”ترجم اعلام النساء“ میں اسم بنت الحسن بن عبد اللہ بن اسما عیل بن عبد اللہ بن جعفر الطیار...، کے تحت ص: ۳۵۹ پر ان کا نام ذکر کیا ہے۔

(۴۳)

عمر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

ابن الخشاب نے ان کا ذکر موسیٰ الکاظم کی اولاد میں کیا ہے۔

ابن الخشاب نے فرمایا: عشرون ابنا زائد ادفیہم عمرًا و عقبیاً و ثمانی عشرہ بنتاً بھی محمد تقیٰ تستری کی تواریخ النبی والآل، کی طرف رجوع کیجئے۔

خلفیہ ثالث حضرت عثمان بن عفان

خلفیہ ثالث حضرت عثمان بن عفان ذی النورین شہید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختران محترم حضرت رقیہ و ام کلثوم کے زوج محترم بھی ہیں۔

حضرت علی کی اولاد میں سے جن صاحبان کا نام عثمان رکھا گیا

(۴۴)

عثمان بن علی بن ابی طالب

حضرت حسین کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے، ان کی والدہ ام بنین بنت حرام و حیدریہ ثم کلبیہ ہیں، شیخ مفید کی الارشاد ص: ۱۸۶-۳۲۸، شیخ محمد رضا حکیمی کی اعيان النساء ص: ۵۱، تاریخ یعقوبی کی باب اولاد علی، منتهی الآمال ۱/۵۲۲، التستری فی تواریخ النبی والآل ص: ۱۱۵ فی اولاد أمیر المؤمنین کی مراجعت کی جائے۔

(۴۵)

عثمان بن عقیل بن ابی طالب

بلاذری نے انساب الاشراف میں ص: ۷۰ پر ان کا ذکر کیا ہے، قال: ولد عقیل مسلماء... و عثمان“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ دختر حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عائشہ ہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اہل بیت سے ایک لڑکا ہے، جس کے بہت سے صاحبو زادے ہیں اور ایک لڑکی بھی ہے جن کا نام عائشہ ہے۔ دیکھئے! عائشہ نام رکھنے میں آخر اس قدر رغبت کیوں ہے؟ ذرا غور تو کیجئے!

علمائے شیعہ کو اس کا جواب دینا چاہئے، اگر ان کے پاس جواب ہے!! اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے! آمين

اولادی میں وہ خواتین جن کا نام عائشہ ہے

(۱)

عائشہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

یہ حضرت موسیٰ الکاظم کی اولاد میں سے ہیں، ان کا ذکر خود متعدد شیعہ علماء نے کیا ہے، مثلًا شیخ مفید نے الارشادص: ۳۰۳۔ ابن عنبہ نے ہامش عمدة الطالب ص: ۲۶۶۔ نعمت اللہ جزائری نے الانوار للنعمانیة ۲۸۰/۱ میں کیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اہل بیت نکرامؓ کی شدت محبت کی ایک قابل ذکر علامت یہ ہے کہ موسیٰ الکاظم کی [۲/۳] مذکرا اولاد تھیں [اور ایک لڑکی جن کا نام عائشہ تھا۔

نعمت اللہ جزائری نے [الانوار النعمانیة میں ۱/۳۸۰] پر لکھا ہے: ﴿وَمَا عَدَدُوا لَدُهُ فَهُمْ سَبْعَةٌ وَّ ثَلَاثُونَ وَ لَدُّهُ ذَكْرٌ وَّ أَنْثَىٰ: الْإِمَامُ عَلَيُ الرِّضا وَ... وَ... وَ... وَ عائشةٌ﴾

اگرچہ ان کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے، لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان کی ایک لڑکی تھی جس کا نام عائشہ تھا، ابو نصر بخاری نے کہا: ﴿وَلَدٌ مُوسَىٰ مِنْ ثَمَانِيَّةِ عَشْرَ إِبْنًا وَ اثْنَيْنِ وَ عَشْرِينَ بَنَتًا﴾، [سر السلسلة العلوية ص: ۵۳]

تسنی نے تواریخ النبی والآل، میں سترہ لڑکیوں کا ذکر کیا ہے، جن میں فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغیریٰ، رقیہ، رقیہ صغیریٰ، حکیمہ، ام ابی حکیمہ، ام کلثوم، ام سلمہ، ام جعفر، لبانہ، علیہ، آمنہ، حسنہ، بریہہ، عائشہ، زینب اور خدیجہ شامل ہیں، تواریخ النبی والآل ۱۲۵-۱۲۶۔

(۲)

عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

عمری نے مجدی میں کہا کہ جعفر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق کا ایک لڑکا ام ولد کی طرف سے تھا، جس کی آٹھ لڑکیاں تھیں: حسنہ، عباسہ، عائشہ، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغیریٰ، اسماء، زینب اور امام جعفرؑ سری سلسلہ المعلویۃ ص: ۶۳۔

(۳)

عائشہ بنت علی الرضا بن موسیٰ الکاظم

ابن خثاب نے اپنی کتاب ”موالید اہل البیت“ میں ان کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: علی الرضا کے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکوں کا نام محمد قانع، حسن، جعفر، ابراہیم، اور حسین ہیں، اور لڑکی کا نام عائشہ ہے، [تواریخ النبی والآل ص: ۱۲۸]

(۴)

عائشہ بنت علی الہادی بن محمد الجواد بن علی الرضا

شیخ مفید نے [الارشاد ص: ۳۳۳] پر ان کا ذکر کیا ہے، قال: وَخَلْفُهُ مِنَ الْوَلْدِ أَبَا مُحَمَّدَ الْحَسَنِ ابْنِهِ هُوَ الْإِمَامُ مِنْ بَعْدِهِ وَالْحَسِينُ وَمُحَمَّدُ وَجَعْفُرٌ وَابْنَتُهُ عَائِشَةُ...۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علیؑ کے اولاد میں سے جن لوگوں نے اپنا نام طلحہ رکھا ہے

(۵)

طلحہ بن حسن بن علی بن ابی طالب

یعقوبی نے اپنی تاریخ میں حضرت حسنؑ کی اولاد میں ان کا تذکرہ کیا ہے [ص: ۲۲۸] اور تستری نے تواریخ النبی والآل میں [ص: ۱۲۰].

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسینؑ کے اخواں میں سے جن حضرات نے پتنہ مہ معاویہ رکھا ہے

(۱)

معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

یہ عبد اللہ بن جعفر کی اولاد میں سے ہیں، جن کا نام معاویہ بن ابی سفیان ہے، نیز اس معاویہ کی اولاد ہیں، (ان کی نسل چلی) [انساب الاشراف ص: ۲۰، ۶۸، ۶۸، ۶۸] ابن عنبه کی عمدۃ الطالب ص: ۵۶]

اَهْلُ بَيْتٍ اُوْرَصْحَابِهِ كَرَامٌ كَمَكَ دِرْمِيَانْ اِزْدَوْاجِي اِشْتَى
اَهْلُ بَيْتٍ اُوْرَآلْ صَدِيقٍ اَكْبَرْ بْنِ تَیْمَ كَمَكَ دِرْمِيَانْ رَشَّتَ

(۲)

محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ خاتون صدیق اکبر سے نکاح فرمایا شیعہ امامیہ کے علماء کے میں سے کوئی بھی عالم اس نکاح کا منکر نہیں ہے، اگرچہ علمائے شیعہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کے سلسلہ میں زبان درازی کرتے ہیں، اور ان کا کوئی بھی عالم نہ نیانہ پڑانا حضرت عائشہؓ پر رضی نہیں پڑھتا بلکہ اس کے برعکس ان پر نہایت برے ساز امداد لگاتا ہے، جیسا کہ شیخ عباس قمیؒ نے اپنی تفسیر وغیرہ میں علمائے شیعہ سے نقل کیا ہے۔

(۳)

مویی الجون بن عبد اللہ الحکیم بن حسن ثقہ بن حسن السبط بن علی بن ابی طالب

انہوں نے ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ سے نکاح کیا تھا، جن سے عبد اللہ پیدا ہوئے، اس کا علمائے شیعہ میں سے تراجمم اعلام النساء کے مصنف نے ص: ۲۷۳ پر اور ابو نصر بخاری نے سر السلسۃ العلویۃ ص: ۲۰ میں تذکرہ کیا ہے، نیز ابن عنبه نے عمدۃ الطالب ص: ۱۳۳ میں کیا ہے، (وام سلمة هذه أمها عائشة بنت طلحة بن عبید الله وأمها ام كلثوم بنت أبي بكر الصديق)

(۴۳)

اسحاق بن جعفر بن ابی طالب

انہوں نے ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ سے شادی کی، اور یہ ام فروہ کی بہن تھیں، ان کا ذکر علمائے شیعہ میں سے محمد علی حائری نے اپنی کتاب ”ترجم اعلام النساء“ میں [ص: ۲۶۰] پر کیا ہے۔

(۴۴)

محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین

انہوں نے ام فروہ بنت قاسم بن ابی بکر صدیقؓ سے نکاح کیا، جن سے جعفر صادق پیدا ہوئے، اس رشتہ کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے مراجع و مآخذ میں ملتا ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۲۷۰] محمد علی حائری کی ترجم اعلام النساء [ص: ۲۷۸] ابن عنبه کی عمدة الطالب [ص: ۲۲۵] حضرت جعفر صادق کا یہ مقولہ مشہور ہے، میں ابو بکر صدیقؓ سے دو مرتبہ پیدا ہوا۔ جعفر صادق کو عظمت و شرف کا ستون کہا جاتا ہے۔ ابن طقططفی کی مقالہ [ص: ۱۳۹] مقالۃ جعفر الصادق المشهورۃ ولد فی ابو بکر مرتبین اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ماں ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر ہیں اور ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر ہیں، اگر قارئین کرام غور فرمائیں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ آل صدیق اکبرؓ سے ان کا کتنا اچھا رشتہ تھا۔

(۴۵)

حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت حسنؑ نے حصہ بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ سے نکاح فرمایا تھا، تسری نے تواریخ الشی والآل کے ص: ۷۰، پر ازواج الإمام الحسن کے تحت اس کا ذکر کیا ہے۔

اہل بیت اور آل زبیرؓ کے درمیان رشتہ

(۴۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب

حضرت العوام بن خولید نے آپؐ سے نکاح کیا، جن سے زبیر بن العوام پیدا ہوئے، یہ رشتہ تمام مراجع اور کتب انساب کا متفق علیہ ہے، موخرین اور علمائے انساب میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے۔

(۴۲)

ام الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عبد اللہ بن زبیر بن عوام نے اس سے نکاح کیا، اس نکاح کا ذکر شیعہ علماء میں سے عباس قمی نے منتهی الامال [ص: ۳۲۱] اben عنبه نے عمدة الطالب [ص: ۲۸۸] شیخ محمد حسین اعلیٰ حائری نے تراجم اعلام النساء [ص: ۳۲۶] اور ابو الحسن عمری نے المجدی میں کیا ہے، نیز علمائے انساب میں سے بلاذری نے انساب الأشراف [۱۹۳/۲] میں اور مصعب زبیر بن بکاء نے نسب قریش [ص: ۵۰] پر اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۳)

رقیہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عمرو بن زبیر بن عوام نے ان سے نکاح کیا، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ علماء میں سے عباس قمی نے منتهی الامال [ص: ۳۲۲] میں اعلیٰ نے تراجم اعلام النساء [ص: ۳۲۶] ابو حسن عمری نے المجدی میں اور ابن عنبه نے عمدة الطالب [ص: ۸۸] میں کیا ہے، علماء انساب میں سے مصعب زبیری نے نسب قریش [ص: ۵۰] پر اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴)

ملیکہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت جعفر بن مصعب بن زبیر نے ان سے شادی کی جن سے ایک لڑکی فاطمہ پیدا ہوئی، مصعب زبیری کی نسب قریش، ص: ۵۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

(۴۵)

مویں بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے عبیدۃ بنت زبیر بن ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح کیا، جن سے عمر درج، صفیہ اور زینب پیدا ہوئیں، مصعب زبیری کی ”نسب قریش“ ص: ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیے۔

(۶)

جعفر اکبر بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاطمہ بنت عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا، جن سے علی پیدا ہوئے، مصعب زبیری کی نسب قریش [ص: ۲۷] پر ملاحظہ کیجئے۔

(۷)

عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے ام عمر و بنت عروہ بن زبیر بن عروہ بن عمر بن زبیر سے نکاح کیا، جن سے جعفر اور فاطمہ پیدا ہوئے، مصعب زبیری کی نسب قریش [ص: ۳۷، ۷۳] پر ملاحظہ فرمائیے۔

(۸)

محمد بن عوف بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب

آپ نے صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر سے نکاح کیا، جن سے علی اور حسنة پیدا ہوئیں، مصعب زبیری کی نسب قریش [ص: ۷۷] پر ملاحظہ فرمائیے۔

(۹)

بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب

بنت قاسم سے حضرت حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر بن عوام نے نکاح کیا، جن سے ان کی اولاد بھی ہوئیں، مصعب زبیری کی نسب قریش [ص: ۸۲] پر ملاحظہ فرمائیے۔

(۱۰)

محمد بن عبد اللہ الانفس الزکریۃ بن حسن ثنی بن حسن سبط بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاختہ بنت فلیح بن محمد بن منذر بن زبیر سے نکاح فرمایا جن کے بطن سے طاہر پیدا ہوئے، البونصر بخاری نے سر السسلة العلویة، میں [ص: ۱۸] پر ذکر کیا ہے۔

(۱۱)

حسین اصغر بن علی زین العابدین بن حسین

آپ نے خالدہ بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن عوام سے شادی کی، اس کا تذکرہ شیخ محمد حسین علمی شیعی نے تراجم اعلام النساء میں [ص: ۳۶۱] پر کیا ہے۔

(۱۲)

سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب

مصعب بن زبیر بن عوام نے ان سے نکاح کیا، اس کا تذکرہ علم انساب کے دو بڑے شیعی علماء نے کیا ہے، ابن عنبہ کی عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب میں [ص: ۸۲۸]، ابن طقطقی کی الاصیلی فی انساب الطالبین میں ت ۷۰۹ [ص: ۲۵-۲۶]

(۱۳)

حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب

آپ نے امینہ بنت حمزہ بنت منذر بن زبیر عن عوام سے نکاح فرمایا، ابونصر بخاری شیعی نے ”سرالسلسلة العلویۃ“ میں ص: ۱۰۳ پر ذکر کیا ہے، کہ حسین بن حسن کے لڑکے محمد، علی، حسن اور لڑکی فاطمہ تھی، جن کی ماں امینہ بنت حمزہ بن منذر بن زبیر ہیں۔

(۱۴)

علی خرزی بن حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا۔

ابونصر بخاری نے ”سرالسلسلة العلویۃ“ میں [ص: ۱۰۲] پر ذکر کیا ہے، کہ علی بن حسن بن علی معروف بخرزی کے لڑکے حسن ہیں جن کی ماں فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن عوام ہیں۔

اہل بیت اور آل خطاب بن عدی کے درمیان ازدواجی رشته

(۱)

محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب سے نکاح فرمایا تھا، اس نکاح کے بارے میں کسی بھی شیعہ عالم کا کوئی اختلاف نہیں، اگرچہ شیعہ امامیہ کے علماء، حضرت حفصہ پر بھی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی طرح سب و شتم کرتے ہیں۔

(۲)

حسن افطس بن علی بن علی زین العابدین بن حسین

حضرت حسن افطس نے بنت خالد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ سے نکاح کیا تھا، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ عالم ابن عنبه کی کتاب عمدۃ الطالب [ص: ۳۳] اور تراجم اعلام النساء [ص: ۳۶] پر ہے۔

(۳)

حسن شنی بن حسن علی بن ابی طالب

آپ نے رملہ بنت سعید بن زید بن نفیل عدوی سے نکاح کیا، جن سے محمد، رقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں، علمائے شیعہ میں سے ابن عنبه نے عمدۃ الطالب، میں [ص: ۱۲۰] پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اہل بیت اور بنی تمیم کے درمیان رشته

(۱)

حضرت حسن بن علیؑ بن ابی طالب

آپؓ نے امام اسحاق بنت طلحہ بن عبد اللہ تیمی سے نکاح فرمایا، جن سے فاطمہ، ام عبد اللہ اور طلحہ بن حسن پیدا ہوئے، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے کئی ایک مراجع و مأخذ میں ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۱۹۳]

شیخ عباس قمی کی منتهی الامال [ص: ۲۵۱] فصل ۱۲ فی بیان اولاد الحسین.

کشف الغمۃ کی معرفۃ الائمه [۵۷۵/۲] فی ذکر اولاد الحسن] اور الجزری کی الانوار النعمانیة [۳۷۳/۱] و قال:

ھو الحسین الاثرم بن الحسن و طلحہ و فاطمۃ أمہم ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ التیمی

حسین اثرم بن حسن، طلحہ اور فاطمہ کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ التیمی ہیں۔

(۲۰)

حضرت حسین بن علی بن ابی طالب

حضرت حسینؑ نے ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ التیمی سے نکاح فرمایا، اور اپنے انتقال سے پہلے حضرت حسنؑ کو وصیت فرمائی کہ ام اسحاق سے نکاح کریں، چنانچہ حضرت حسنؑ نے ایسا ہی کیا ہوران کے بطن سے فاطمۃ بنت حسین پیدا ہوئیں، اس بات کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے مأخذ میں ملتا ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۱۹۲] شیخ عباس قمی کی منتهی الامال [ص: ۶۵۱]، الفصل ۱۲ فی فصل بیان اولاد الحسین]

الجزائری فی الانوار النعمانیة [۳۷۴/۱] و قال: ھفاطمہ بنت الحسین وأمہا ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ

فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔

اہل بیت اوز بنی امیہ کے درمیان رشتے

(۲۱)

حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم دختر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں دختران مکرم کا نکاح، خلفیہ ثالث حضرت عثمان غنی سے ہوا تھا۔ اس رشتہ کے بارے میں شیعہ امامیہ کے کسی عالم کو کوئی اختلاف نہیں ہے، اس کے باوجود وہ حضرت عثمان بن عفان کو ہمیشہ برا بھلا کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں اگرچہ یہ نکاح ہوا ہے لیکن یہ: ”مناکحة من أظهر الاسلام وأضمر الكفر“ [اس آدمی کا نکاح

جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور کفر کو اپنے دل میں چھپایا] کی طرح ہے، اس کے لئے دیکھئے: شیخ مفید کی المسائل السرویہ علمائے شیعہ کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت رقیہ کی موت عثمان بن عفانؓ کے ان کو مارنے پیشے کی وجہ سے ہوئی تھی، لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رقیہ کی وفات کے بعد، حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیوں کیا؟

﴿۲﴾

حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زینب کا نکاح ابوال العاص بن ربيع سے ہوا تھا، ابوال العاص بن ربيع، حضرت زینب کی خالہ ہالہ بنت خویلد کے لڑکے ہیں، حضرت زینب کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام امامہ تھا، جن سے حضرت علیؓ نے فاطمہ زہراؓ کے انتقال کے بعد نکاح کر لیا تھا، اس رشتہ میں بھی شیعہ امامیہ کے کسی بھی عالم کا اختلاف نہیں۔

﴿۳﴾

علی بن حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

انہوں نے رقیہ بنت عمر عثمانیہ سے نکاح کیا تھا، ابونصر بخاری نے اس کا تذکرہ کیا ہے: و قال: ﴿و على بن الحسن بن على الخزري هو الذي تزوج برقيه بنت عمر العثمانية وكانت من قبل تحت المهدى بن المنصور، فأنكر ذلك الهادى وأمر بطلاقها فأبى على بن الحسن ذلك وقال: ليس المهدى برسول الله حتى تحرّم نساؤه بعده ولا هو المهدى أشرف مني، سر السلسلة العلوية ص: ۱۰۳﴾

علی بن حسن بن علی خرزی نے رقیہ بنت عمر عثمانیہ سے نکاح کیا تھا جو ان سے پہلے مہدی بن منصور کے نکاح میں تھی، چنانچہ ہادی کو یہ ناگوارگزرا اور اس نے طلاق کا حکم دیا لیکن علی بن حسن نے اس کو رد کر دیا، اور فرمایا کہ مہدی کوئی رسول نہیں کہ اس کے بعد اس کی عورتوں سے نکاح حرام ہو جائے اور نہ مہدی ہے جو مجھ سے اشرف ہے۔

﴿۴﴾

حضرت علی بن ابی طالب

حضرت علیؓ نے امامہ بنت ابوال العاص بن ربيع سے نکاح فرمایا، قدم ریبانہ۔

(۴۵)

خدیجہ بنت علی بن ابی طالب

خدیجہ بنت علی کا نکاح عبد الرحمن بن عامر بن کریزاموی سے ہوا تھا، اس کا تذکرہ علمائے شیعہ میں سے ابن عنبہ نے عمدة الطالب [ص: ۸۳] ابو الحسن عمری شیعی کی کتاب المجدی سے نقل کر کے حاشیہ پر ذکر کیا ہے، تراجم اعلام النساء [ص: ۳۲۵] ابن حزم کی جمہرۃ انساب العرب [ص: ۶۸] و قال فی عمدة الطالب: ﴿تزوّجها عبد الرحمن بن عامر الاموی، ولم یذكر اسم کریز﴾

(۴۶)

رمله بنت علی بن ابی طالب

معاویہ بن مروان بن حکم نے ان سے نکاح کیا تھا، نسب قریش [ص: ۳۵] جمہرۃ انساب العرب [ص: ۸۷] جمہرۃ انساب العرب میں یہ مذکور ہے کہ رملہ ابوالہیان حباشی جن کا نام عبد اللہ بن ابی الحارث بن عبدالمطلب ہے کے نکاح میں تھیں، جن سے اولاد بھی ہوئی، اور سفیان بن حارث کے لڑکے کے فوت ہو جانے کے بعد، معاویہ بن مروان بن حکم نے رملہ سے نکاح کیا۔

(۴۷)

زینب بنت حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب

خليفة ولید بن عبد الملک بن مروان نے ان سے نکاح کیا، نسب قریش [ص: ۵۲] جمہرۃ انساب العرب [ص: ۱۰۸]

(۴۸)

نفیسه بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب

خليفة ولید بن عبد الملک بن مروان نے ان سے نکاح کیا، ابن عنبہ جو شیعہ صاحبان کا علم الانساب میں بڑا ماهر عالم ہے، اس نے اس نکاح کا تذکرہ عمدة الطالب [ص: ۶۱] اور [ص: ۹۰] پر کیا ہے۔

(۴۹)

ام لیهہ بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

ان سے خليفة عبد الملک بن مروان نے نکاح کیا تھا، انساب الاشراف [ص: ۵۹، ۶۰] میں لکھا ہے:

﴿وَكَانَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ ابْنَةً يُقَالُ لَهَا أَمْ إِبِيْهَا تَزَوَّجَهَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ﴾
 عبد اللہ کی ام ابیہا نامی ایک لڑکی تھی جس کا نکاح عبد الملک بن مروان سے ہوا تھا۔
 اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ام کلثوم ہے، عبد الملک نے ان سے شادی کی تھی، پھر طلاق دے دی تھی اور اس کے بعد ان سے ابیان بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دو عورتوں کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں، وہ خاتون جن سے پہلے عبد اللہ نے شادی کی، پھر علی بن عبد اللہ بن عباس نے، یہ ام ابیہا کی بہن ہیں۔ محمد حکیمی نے اعيان النساء ص: ۲۰ میں کہا ہے:

﴿وَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ بِدِمْشَقَ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَلَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُلْكَةً عَنْهُ﴾
 عبد الملک بن مروان نے ام ابیہا سے دمشق میں نکاح کیا تھا اور طلاق بھی دیدی تھی، اس کے بعد علی بن عبد اللہ بن عباس نے ان سے نکاح کیا اور تاحیات انہی کے پاس رہی۔ اور یعقوبی کی تاریخ میں ص: ۳۲۲ پر ہے:
 ﴿وَكَانَتْ لِعُلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ثَانَةً وَعِشْرُونَ وَلَدًا... وَعَبْدُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ أُمُّهُ أَبِيهَا بُنْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ أَبِي طَالِبٍ﴾

(۱۰)

فاطمہ بنت حسین شہید بن علی بن ابی طالب

آپ سے حضرت عبد اللہ بن عمر و بن عثمان بن عفان نے نکاح فرمایا تھا، جن سے محمد الدیباج پیدا ہوئے، محمد الدیباج اپنے ماں شریک بھائی، عبد اللہ الحض، حسن المثلث اور دوسرے اہل بیت کے ساتھ منصور دوانقی کے قید میں ۱۳۵ھ میں شہید کئے گئے۔ فاطمہ بنت حسین پہلے حسن المثلث کے نکاح میں تھیں، جن سے عبد اللہ الحض، حسن المثلث، اور ابراہیم الغمر پیدا ہوئے، اگرچہ علمائے شیعہ امامیہ اس نکاح سے تجاذب برتبے ہیں اور اکثر اس کا انکار بھی کرتے ہیں، جیسا کہ علی محمد علی دخیل نے اپنی کتاب ”فاطمة بنت الحسين“ میں لکھا ہے کہ فاطمہ نے صرف حسن شنی بن حسن البسط سے نکاح کیا تھا، جن سے اولاد بھی ہوئیں، ان علمائے شیعہ میں سے جنہوں نے اس نکاح کو نظر انداز کیا ہے شیخ محمد رضا حکیمی ہیں، انہوں نے اپنی کتاب اعيان النساء عبر العصور المختلفة میں فاطمۃ بنت حسین کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ان کا نکاح حسن المثلث سے ہوا، جن سے کئی اولاد ہوئیں، جو منصور دوانقی کی قید میں رہیں اور اسی میں شہید کر دی گئیں۔ لیکن اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ قید میں ان

کے ساتھ ان کے ماں شریک بھائی محمد الدیباج بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفانؑ بھی شہید ہوئے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر علمائے شیعہ امامیہ نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبد اللہ ہیں، اور یہ وہی ام اسحاق ہیں جو حسن البسط کے نکاح میں تھیں اور ان سے پچھلی ہوئے، نیز حضرت حسنؑ نے اپنی وفات سے قبل اپنے بھائی حضرت حسینؑ کو وصیت فرمائی تھی، کہ وفات کے بعد ان سے نکاح کر لیں، چنانچہ حضرت حسینؑ نے نکاح کیا اور ان سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں، یہ بات تمام مراجع و مآخذ میں مذکور ہے۔

شیعہ امامیہ کے مآخذ و مراجع کو ملاحظہ فرمائیے: جیسے شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۱۹۳] نعمت اللہ جزاً ری کی الانوار النعمانیة [۱/۳۷۳] الاصیلی [ص: ۲۵، ۲۶]، عبایی قمی کی متنه الامال ص: ۶۵۱ / الفصل ۱۲، فی بیان اولاد الحسین، تاریخ یعقوبی ۱/۳۷۴، عمدۃ الطالب [ص: ۱۱۸] علم الانساب کی بعض کتابیں: انساب الاشراف [۲۰۷/۲] جمہرة انساب العرب [ص: ۸۳-۹۱] نسب قریش ص: ۵۱ حضرت فاطمہ بنت حسین کی وفات ﷺ میں ہوئی اور اسی سال ان کی بہن سکینہ بنت حسین اور فاطمہ بنت علی بن ابی طالب کی وفات ہوئی۔ اگر قارئین کرام علمائے شیعہ امامیہ کی وہ تصریحات جن سے فاطمہ بنت حسین کی عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفانؑ سے نکاح کا ثبوت ہوتا ہے، پڑھنا چاہیں تو درج ذیل مآخذ سے رجوع کر سکتے ہیں:

الف ابن طقطقی ت: ۷۰۹ھ جواہر علماء شیعہ میں علم الانساب کے بڑے ماہر عالم ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”الاصیلی فی انساب الطالبین“ میں اس نکاح کا ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:
 ﴿خلف فاطمة بنت الحسين عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان فولدت له﴾
 عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے فاطمہ بنت حسین سے بعد میں نکاح کیا جن کے بطن سے اولاد بھی ہوئی۔

ب ابن عنبہ ت: ۸۲۸ھ جو بڑے مشہور شیعی عالم انساب ہیں، اپنی کتاب عمدۃ الطالب کے اندر انساب آل ابی طالب کے تحت اس نکاح کا ذکر کرتے ہیں [ص: ۱۸۸، حاشیۃ کتاب] و قاله المحقق:
 ﴿و كانت فاطمة تزوجت بعد الحسن المشنی عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان﴾

الأموي... فولدت له أولاداً منهم محمد المقتول مع أخيه عبدالله بن الحسن ويقال له الدياج والقاسم ورقية بنت عبدالله بن عمرو" عمدة الطالب [ص: ۱۱، الهاامش]^۱

خلاصة: حاصل بحث یہ ہے کہ حضرت فاطمة بنت حسین کا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ثابت ہے، جس کا تذکرہ شیعہ امامیہ اور اہل سنت والجماعت دونوں کے مآخذ میں مذکور ہے، اس کتاب کے ص: ۲۷ پر مآخذ مذکور ہیں، جن میں تین مآخذ شیعہ امامیہ کے ہیں جو یہ ہیں: (۱) ابن طقطقی کی الأصیلی فی انساب الطالبین [ت: ۰۹۷ ص: ۶۵-۶۶] (۲) ابن عنبہ کی عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب [ت: ۳۸۷ ص: ۱۱۸] (۳) تاریخ الیعقوبی [۲/ ۳۷۳]

تاریخ و انساب کی کتب و مراجع کے لئے ہم مندرجہ ذیل کتب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں:

ابن قتیبه ت: ۲۲۶ کی المعارف۔ ذہبی ص: ۳۲۲ کی تاریخ الاسلام احداث ۱۲۰، ۱۰۱، ابن جوزی ت: ۵۹۷ هـ / ۱۸۲ میں ۲۳۰ کی المنتظم فی تاریخ الامم والملوک.

احمد بن حیجی بلاذری کی انساب الاشراف، [۲/ ۱۹۸] ابن کثیر ت: ۲۷۷ هـ کی البداية والنهاية ت: ۲۷۷ هـ، ابن عبد ربہ کی العقد الفريد، اور ابن حجر عسقلانی کی تقریب التهذیب [۲/ ۳۸۲-۶۰۹] ابن حجر ۸۵۲ ت: ۲۷۷ هـ کی تهذیب التهذیب [۱۲/ ۳۲۲ نمبر ۲۳۸۲۰ اور ۱۰/ ۳۹۶ نمبر ۲۳۲] ابن عساکر کی تاریخ دمشق [۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۲] مصعب زیری کی نسب قریش ت: ۲۳۶ ص: ۵۱، ابن سعد کی الطبقات الکبری [۸/ ۳۲۳-۳۲۲]، ابن معین کی التاریخ [۲/ ۳۹]، ابن حبان کی الثقات [۳/ ۲۱۶] اور المعرفة التاریخ ۲۶۵، ابن اثیر کی الکامل فی التاریخ ت: ۵۲۳-۵۱۸/ ۵/ ۲۱۶، المزتی کی تهذیب الکمال ت: ۲۷۲ هـ / ۱۱۹۲، الذہبی کی کاشف [۳/ ۳۳۲ نمبر: ۱۱۰]، اور جامع التحصیل [۳۹۲ نمبر ۱۰۳]، خلاصہ تهذیب التهذیب [۳۹۳]، التذكرة الحمدونیة [۱/ ۳۸۲]، ابن حزم کی جمہرۃ انساب العرب ص: ۳۱-۸۳ کیا

ان تمام مراجع کے بعد بھی اہل علم کو کوئی شبہ باقی ہے۔

(۱)

حضرت حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے یا آمنہ بنت ابو مررة سے نکاح فرمایا تھا، یہ وزوجہ محترمہ شفیعی اموی تھیں، اس کا ذکر شیخ عباس قمی کی متنہی الامال میں ص: ۲۵۳، ۲۵۴ پر ہے۔

ومن زوجات الحسين ليلی بنت أبي مرة بن عروة بن مسعود الثقفيه وأمها ميمونة بنت أبي سفيان وهي أم على الأكبر وعلى الأكبر هاشمي من جهة أبيه ثقفي أموي من جهة أمها ^{رض} "حضرت حسين ^{رض} كي بيويون میں لیلی بنت ابی مرہ بن عروۃ بن مسعود ثقفي ہیں جن کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان ہیں، نیز یہ علی الکبر کی بھی ماں ہیں جو باپ کی طرف سے ہائی اور ماں کی طرف سے ثقفي اموی ہیں۔

اس کا ذکر نسب قریش میں بھی ہے، ^{رض} ص: ۲۵۵ فصل ولد الحسين وفيه من زوجاته: ليلی او آمنة بنت معتب بن عمرو بن سعد بن مسعود بن عوف بن قيس، وأمها ميمونة بنت أبي سفیان بن حرب بن أمیة ^{رض}

خاندان حضرت علی اور آپ ^{رض} کی پھوپھیوں کے ابناء عباسین کے درمیان رشتے

(۱)

محمد جواد بن علی رضا بن موسی الكاظم

انہوں نے ام جبیب بنت مامون عباسی سے نکاح کیا، یہ نکاح ۲۰۲ھ ماه صفر کے آخر میں ہوا تھا، اس کا ذکر شیعہ امامیہ کے مأخذ میں ہے، جیسے محمد علی الحائری کی تراجم اعلام النساء ص: ۲۳۹، ہاشم حسینی کی سیرۃ الأنئمۃ الاثنی عشرۃ [ص: ۳۰۳، ۳۰۵] شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۳۲۱] و سماها ام الفضل اور ابن شهر آشوب کی المناقب [۱/ ۲۲۲]

(۲)

فاطمة بنت محمد بن علی النقی بن محمد الجواد بن علی الرضا

خلفیہ ہارون رشید العباسی نے ان سے نکاح کیا تھا، مناقب آل ابی طالب [ص: ۲/ ۲۲۲]

(۳)

عبدالله بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابو طالب

انہوں نے ابو جعفر منصور کی پھوپھی سے نکاح کیا تھا، اور اس وقت آپ ۵۶ سال کے تھے، نیز زینب بنت محمد باقر سے بھی نکاح کیا، مأخذ شیعہ میں سے سر السسلۃ العلویۃ [ہامش ص: ۱۲۵] ملاحظہ فرمائیے۔

(۲۳)

ام کلشوم بنت موسی الجون بن عبد اللہ الحضر بن حسن بن علی بن ابی طالب انہوں نے اپنے بھائی منصور عباسی کے لڑکے سے نکاح کیا، محقق نے ابن عنیہ کی عمدة الصالح کے [ص: ۱۳۳] کے حاشیہ پر ابو الحسن عمری کی کتاب المجدی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

﴿ولد موسی بن عبد الله الملقب بالجون، اثني عشر ولداً منهم تسع بنات... و... و ام کلشوم خرجت إلى ابن أخي المنصور﴾

قارئین کرام کو علوی اور عباسی خاندان کے درمیان رشتہ ازدواج کو ملاحظہ فرمانا چاہئے۔

شیعہ بڑے بارہ اماموں کی ماں میں کون کون تھیں؟

شیعہ کتب انساب و تاریخ کا اختلاف

ضد میمہ نمبر (۱)

علماء شیعہ امامیہ کا ائمہ کے ماوں کے اسماء کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے، اور ایسا ہی علماء و فقہاء اور علمائے انساب کے نزدیک ہے، اور یہ بہت ہی حیرت انگیز ہے، جس کی وضاحت سے میں [مؤلف] ناواقف [وقاصر] ہوں۔

یہ نقشہ ان اختلافات کی نشاندہی کرتا ہے۔ (۱)

اعلامہ کے نام	ان کی ماوں کے نام جیسا کہ شیعہ امامیہ کے مأخذ میں مذکور ہیں
علی زین العابدین بن حسین	شاہ زنان بنت یزد جرد بن کسری، شہربانویہ، سلافہ، سلامہ، غزالہ، برۃ، خویلد۔
علی بن ابو طالب	مراجع

اصول کافی / ۵۳۹ باب مولد علی بن الحسین. نفس المنهوم
ص: ۳۲۸، ۳۲۹ متهی الامال / ۹، سر اسلسلة العلوية. ۳۱

(۱) شیخ عباس قمی علی زین العابدین کی ماں کے اسماء کی وضاحت میں کہتے ہیں: شاہ زمان بنت یزد جرد بن کسری ان کا لقب ہے، اور شہربانویہ ان کا نام ہے، جسے حضرت علی نے رکھا تھا، ان کا حقیقی نام سلافہ جس کو سلامہ یا برلنکس سے بدل دیا گیا ہے۔ اور غزالہ یا برہ حسین کے لڑکے کی ماں کا نام ہے، جو علی زین العابدین کی پرورش کرتی تھیں اور وہ ان کو ماں آہا کرتے تھے، تو کیا اس تفسیر اور تعلیل کو قبول کیا جا سکتا ہے۔

محمد باقر بن علی بن حسین

مراجع

جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین

فاطمہ یا ام فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق اور ان کی ماں اسماء

بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ہیں۔ اسی وجہ سے جعفر صادق کہا

کرتے تھے میری ماں نے دو مرتبہ صدیق سے جنم لیا ہے۔

سرالسلسلۃ العلویۃ ص: ۳۴، منتهی الامال ۱۶۰/۲

کشف النعمة ۳۱۹-۳۴۱/۲

مراجع

موی کاظم بن جعفر بن محمد بن علی ام ولد تھیں، جن کو حمیدہ المغربیہ یا حمیدہ البریتیہ کہا جاتا تھا۔ اور کہا گیا

ہے کہ حمیدہ مصفاة جو کہ حجم کے معززلوگوں میں سے تھیں، بیان کیا

گیا ہے کہ صادق نے فرمایا کہ حمیدہ برائیوں سے پاک تھیں، جیسے

کہ سونے چاندی کا ڈلا۔

بن حسین

مراجع

منتهی الامال ۲۳۹/۱، کشف النعمة ۳/۵ عمدة

الطالب ص: ۱۵۶

علی رضا بن موی بن جعفر بن محمد ام ولد تھیں، جن کو تکتم کہا جاتا تھا، خیزان مرسیہ اور شقراء نوبیہ بھی
بن علی بن حسین

ذکور ہے، ان کا نام اروی ہے، نجمہ و سکن، سملة، ام بنین خیزان

صقر ذکر کیا گیا ہے۔

بن علی بن حسین

مراجع

سرالسلسلۃ العلویۃ ص: ۳۸۔ کشف النعمة ۳/۳

منتهی الامال ۲/۳۴

محمد بن جواد بن علی بن موی بن ام ولد جن کا نام خیزان تھا یا سکینتی المریب، یا سبکیۃ تھا، عباس قمی
جعفر بن محمد بن علی بن حسین

سرالسلسلۃ العلویۃ ص: ۳۸۔ کشف النعمة ۳/۳

مراجع

منتهی الامال ۲/۴۱۹

علی النقی بن محمد بن علی بن موسیٰ ام ولد تھیں، جن کا نام سملة المغربیۃ تھا اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے کہ، جیسا کہ کشف النعمة میں مذکور ہے۔

بن جعفر صادق

مراجع

حسن عسکری بن علی بن محمد بن علی ام ولد نوبیہ ہیں جن کا نام ریحانہ تھا، سون، ماجدہ، حدیث، سلیک اور جدہ بھی کہا گیا ہے۔

بن موسیٰ بن جعفر صادق

مراجع

منتھی الامال ۵۱۹/۲۔ سر السلسۃ العلویۃ ص: ۳۹،

کشف النعمة ۱۸۸/۳

ان کے نام کے متعلق کہا گیا ہے کہ زگس ہے، صقل ہے، اور کہا گیا ہے۔ کہ وہ ام ولد تھیں، بناطی عاملی نے کہا ہے کہ یہ سرمن رائی میں حسن [امام منتظر] کے ساتھ ہیں۔ اور زگس اکثر علماء کے قول کے مطابق ان کی والدہ تھیں، اور کہا گیا ہے کہ حکیمہ تھا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ مسیح کے حوارین میں سے ایک کی نسل سے رومی باندی تھیں، جس کا نام شمعون بن جمون بن صفا تھا، اور ان کا نام ملیکہ بنت یثوعا بن قیصر ملک روم تھا، جو کہ شاہ روم تھا، ایسی ہی مختلف روایات ابن بابویہ قمی اور شیخ الطائفہ طوی کے نزدیک ہیں، جو کہ معتبر اسانید کے ذریعہ بشیر بن سلیمان نخاس نے ابوایوب کے لڑکے سے نقل کی ہیں، جیسا کہ عباس قمی نے منتھی الامال میں ذکر کیا ہے، منتھی الامال ۵۵۵/۲۔

مہدی منتظر بن حسن بن علی بن

محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

مراجع

منتھی الامال ۵۵۹/۲، کشف النعمة ۲۲۴/۳۔ الارشاد

ص: ۳۴۶، حق الیقین لشبر ص: ۲۲۲، الصراط المستقیم

لمستحق التقديم ۲۱۷/۲۔ عددة الطالب۔ ص: ۱۵۸

مذکورہ بالا اطلاعات، چند اور پہلوؤں پر بھی غور کی دعوت دیتی ہیں۔ توجہ کیجئے!

- (۱) ائمہ کے ماوؤں کے اسماء کے متعلق اختلاف اور کسی متعین نام پر عدم یقین.
 - (۲) بوسیدہ تاویلات کے ذریعہ اسماء کے تعداد کی تاویل کا اقدام.
 - (۳) قابل دیدہ طرز پر اشارات، یہ کہ ائمہ کے ماوؤں کی اصل تجھی بے، یاروی اور نصرانی، یا برابری۔ یہ عربی اصل سے نہیں ہیں۔
 - (۴) یعنی موسیٰ کاظم کی والدہ، حمیدہ مصفاۃ، اشراف عجم میں سے ہیں۔
 - (۵) علی زین العابدین کی والدہ، شاہ زنان بنت یزد جرد بن کسری، فارس کے عظیم گھرانے سے ہیں۔
 - (۶) علی نقی کی والدہ سمانہ، مراکش سے تعلق رکھتی تھیں۔
 - (۷) حسن کی والدہ ریحانہ، نوبیہ سے ہیں۔
 - (۸) علی رضا شتراء کی والدہ شقراء، توبیہ سے متعلق ہیں۔
 - (۹) محمد جواد کی والدہ نوبیہ سے ہیں اور ماریہ قبطیہ کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔
 - (۱۰) مہدی منتظر کی ماں کا نسب، شمعون بن حمون بن صفا جو کہ مسیح کے حواریں میں سے ایک تھا پر آ کر ختم ہو جاتا ہے، وہ قیصر روم کی لڑکی تھیں۔
- کیا یہ تمام عجیب و غریب نہیں ہے کہ ائمہ کی ماں میں ایسے لوگوں کی اولاد ہیں، جو کہ نوبیہ یا قبطی رومی یا اشراف عجم میں سے ہیں۔

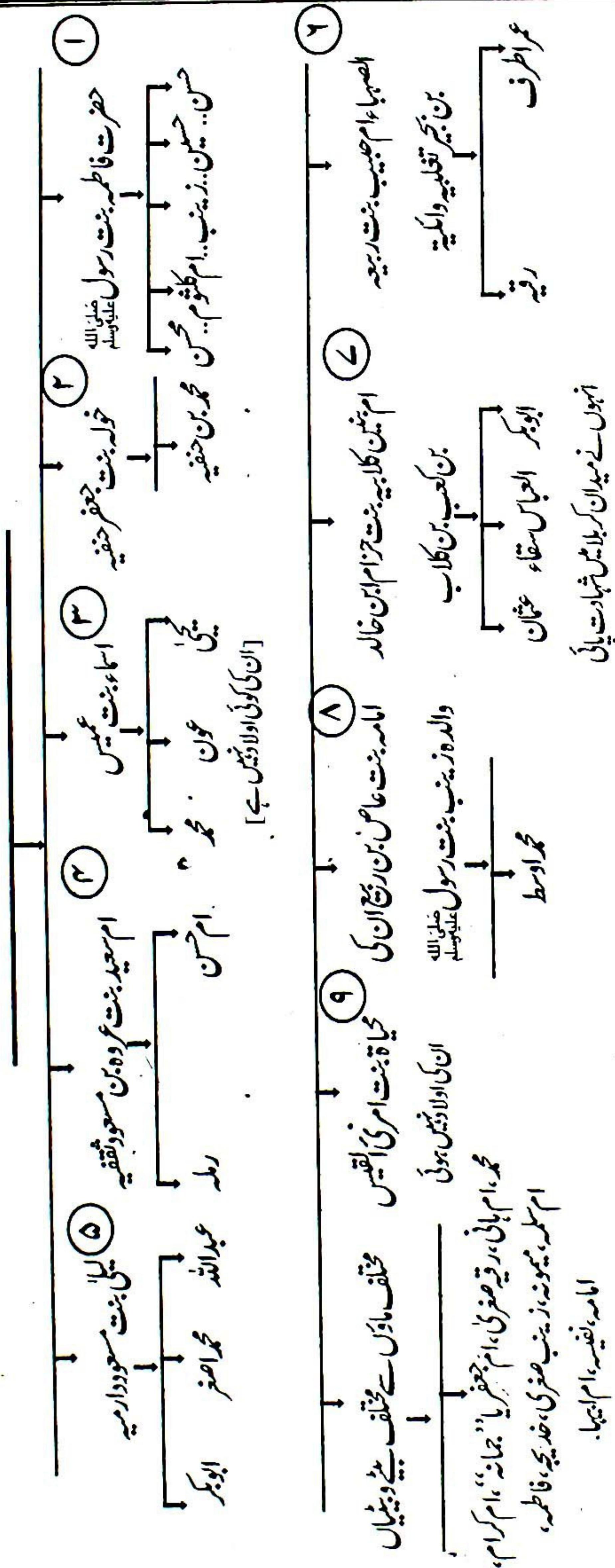
ان میں عربی النسل کوئی ماں نہیں پائی جاتی، سوائے فاطمۃ بنت حسن کے، جو کہ محمد باقر کی ماں ہیں، اور امام فروہ یا فاطمۃ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق، جو کہ عشر صادق کی ماں ہیں۔ غور کیجئے!

ضد میمه نمبر (۲)

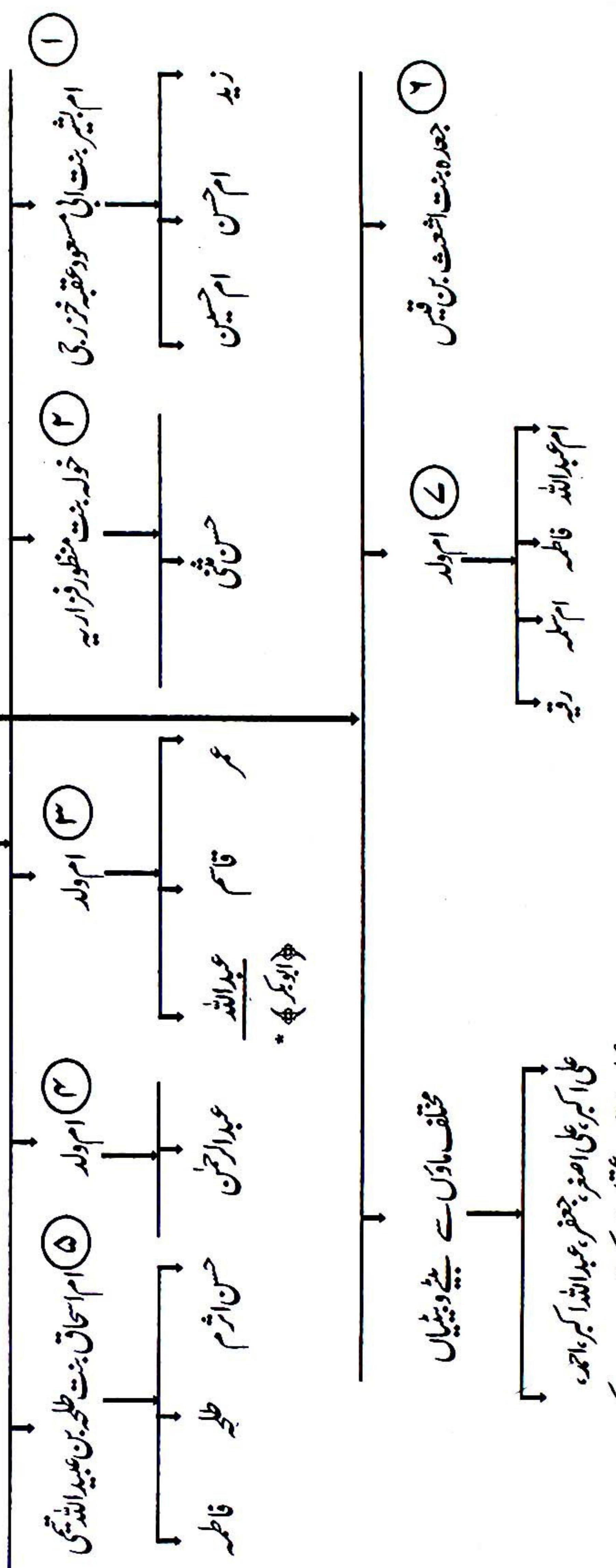
اہل بیت کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ناموں کی فہرست۔ رضوان اللہ علیہم

- (۱) عمر اطرف بن علی بن ابو طالب
- (۲) عمر بن حسین بن عمر اطرف بن اف بن ابو طالب
- (۳) عمر بن حسین الشہید بن علی بن ابو طالب
- (۴) عمر اشرف بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب
- (۵) عمر بن علی اصغر بن عمر اشرف بن علی زین العابدین بن حسین
- (۶) عمر بن حسن افطس بن علی اصغر بن علی زین العابدین بن حسین.
- (۷) عمر بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب
- (۸) عمر بن موسی کاظم بن جعفر صادق
- (۹) عمر بن حسن السبط بن علی بن ابو طالب
- (۱۰) عمر بن جعفر بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابو طالب
- (۱۱) عمر بن محمد بن عمر بن علی بن حسین الشہید
- (۱۲) عمر بن تھجی بن حسین بن زید
- (۱۳) عمر بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب
- (۱۴) ابو بکر بن علی بن ابو طالب
- (۱۵) ابو بکر بن حسین الشہید بن علی بن ابو طالب
- (۱۶) ابو بکر بن حسن السبط بن علی بن ابو طالب
- (۱۷) ابو بکر بن عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب
- (۱۸) ابو بکر مہدی منتظر کے ناموں میں سے ایک ہے
- (۱۹) عثمان بن علی بن ابو طالب
- (۲۰) عثمان بن عقیل بن ابو طالب
- (۲۱) عائشہ بنت موسی کاظم بن جعفر
- (۲۲) عائشہ بنت علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق
- (۲۳) عائشہ بنت علی ابو حسن بن محمد جواد بن علی رضا بن موسی بن جعفر صادق
- (۲۴) معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب
- (۲۵) طلحہ بن حسن بن علی بن ابو طالب

**حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ازدواجی رشیت دار بیان اور ان کی اولاد
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ازدواجی رشیت دار بیان اور ان کی اولاد**

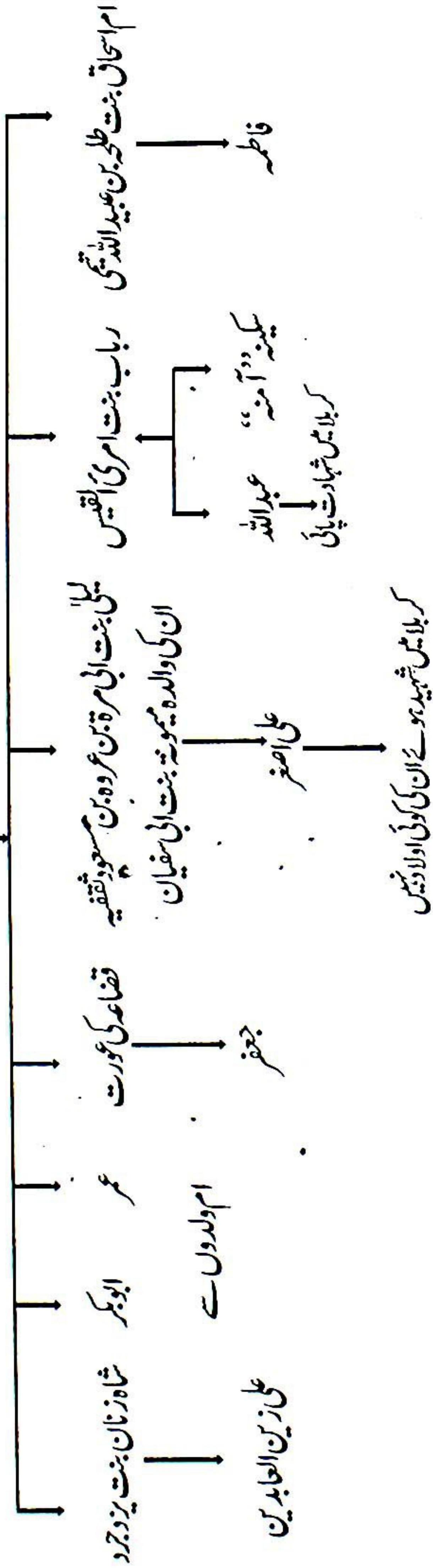


حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد

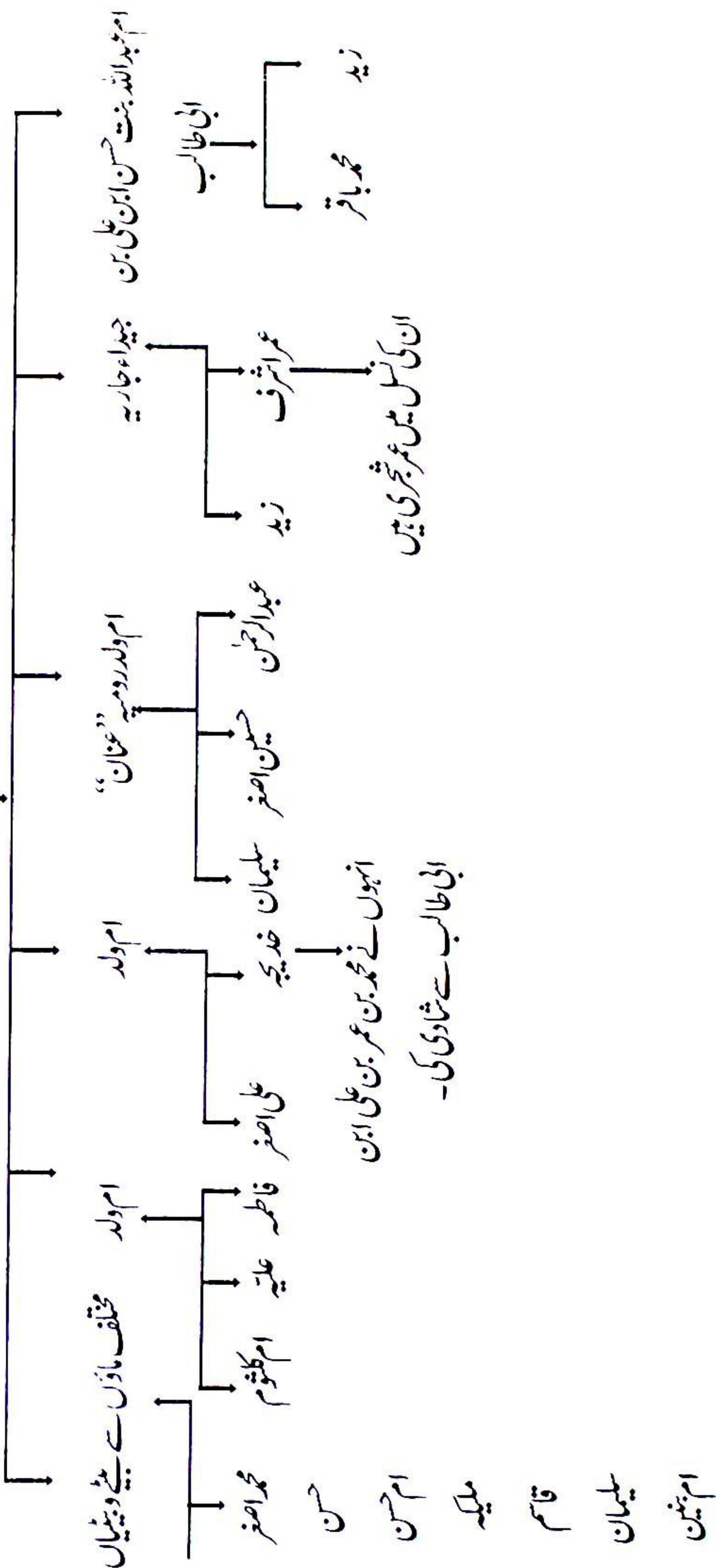


*ابن عینہ نے "عمدة الطالب"، ص: ۲۴۲ پر کہا ہے: "عبد اللہ" ہی ابوکبر ہے

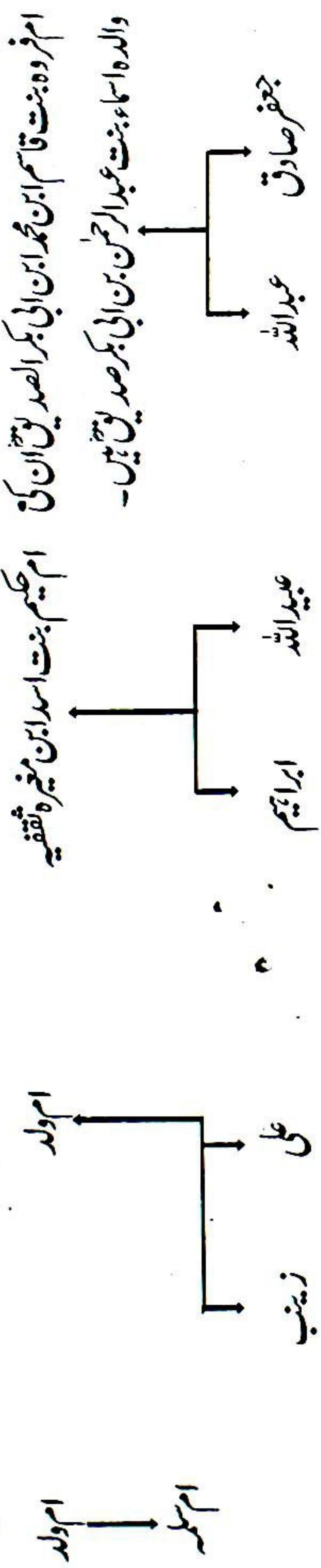
حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بیویاں اور اولاد



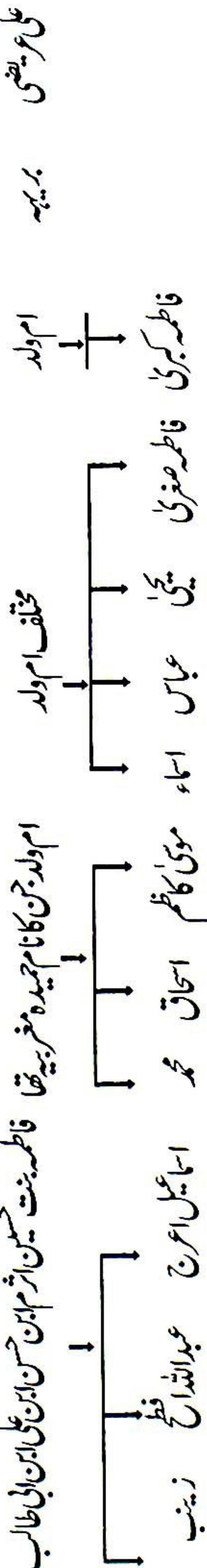
حضرت علی زین العابدین ابن حسینؑ کی بیویاں اور اولاد



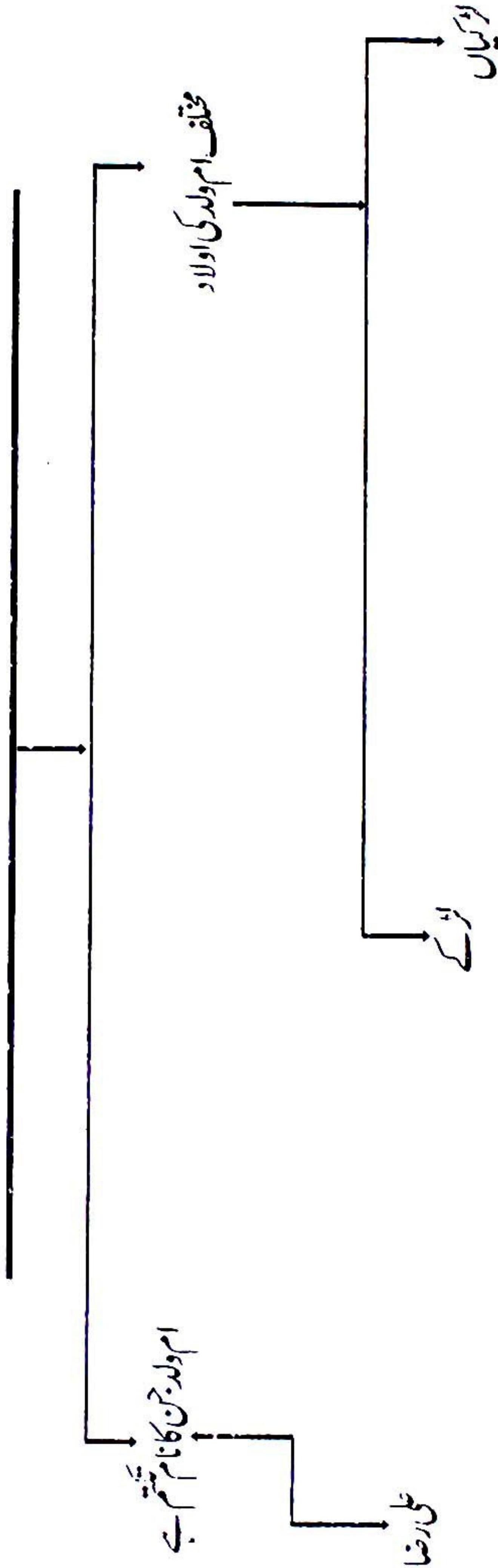
محمد باقر ابن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی ازواج و اولاد



جعفر صادق ابن محمد باقر ابن علی زین العابدین ابن حسین ابن علی ابی طالب کی ازواج و اولاد

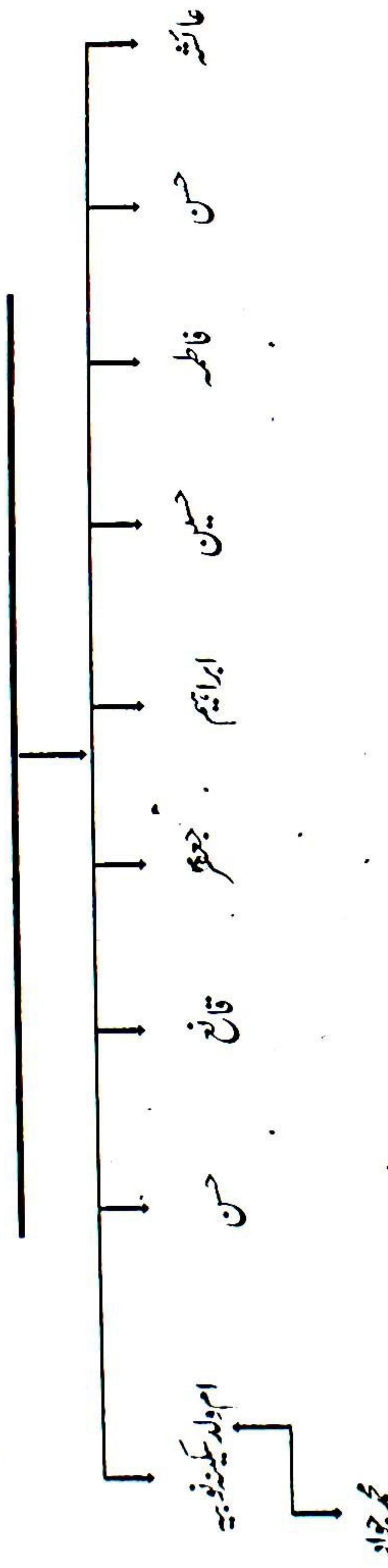


موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر ابن علی زین العابدین کی از واح ایوب اولاد



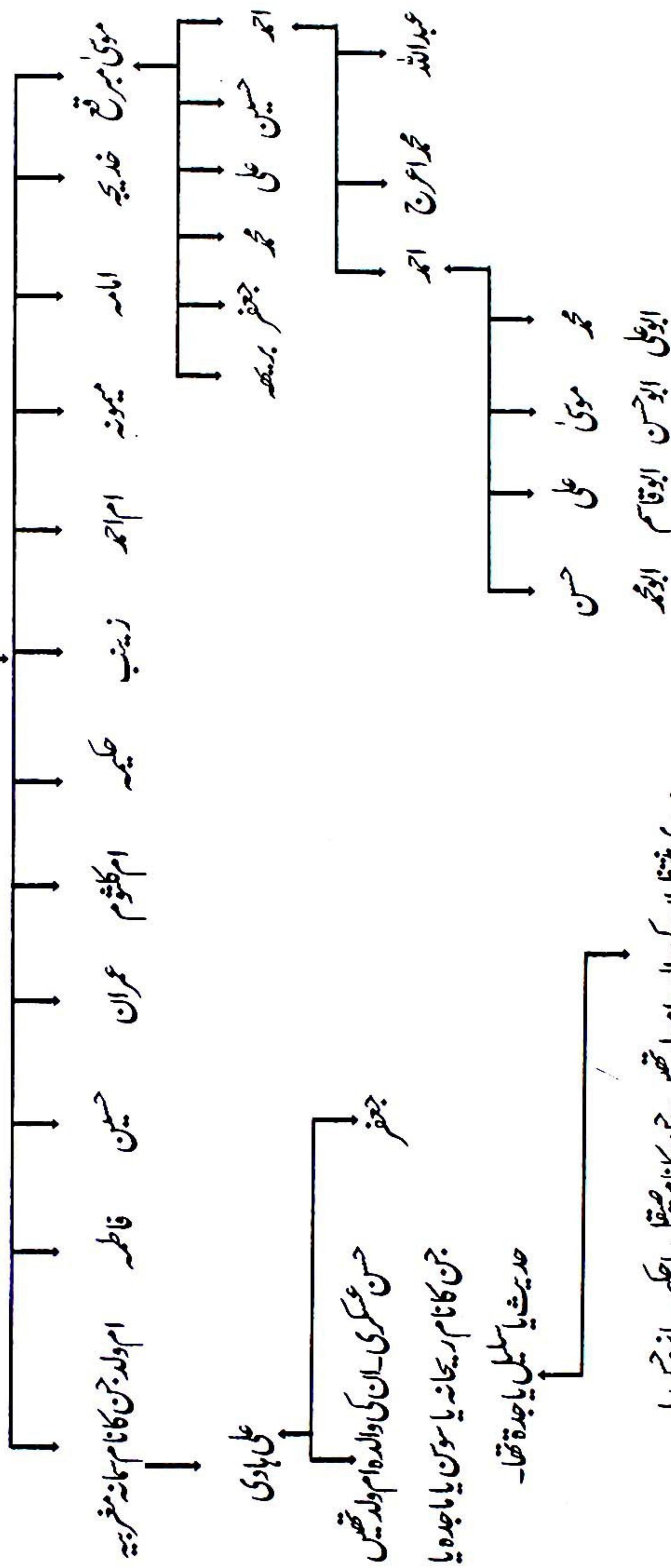
علی، ام کاظم، مسون، ام سلمہ، بد پیغم، حسن، آمنہ، علیہ،
 خدیجہ، زینب، الپاپ، ام جعفر، کلثوم، رقیہ صغیری، ام ابیها،
 عمر، زید نار، سلیمان، فضل، حسن، احسان، عبد اللہ، عبد اللہ،
 همزہ، محمد، احمد، ہارون، اسما علیم، قاسم، عباس، ابراہیم، علی،
 مکی، داؤد، عقیل، ہجر عابد، جعفر، ابراہیم اکبر

حضرت علی رضا ابن موسی کاظم ابن جعفر صادق بن محمد باقر کی اولاد



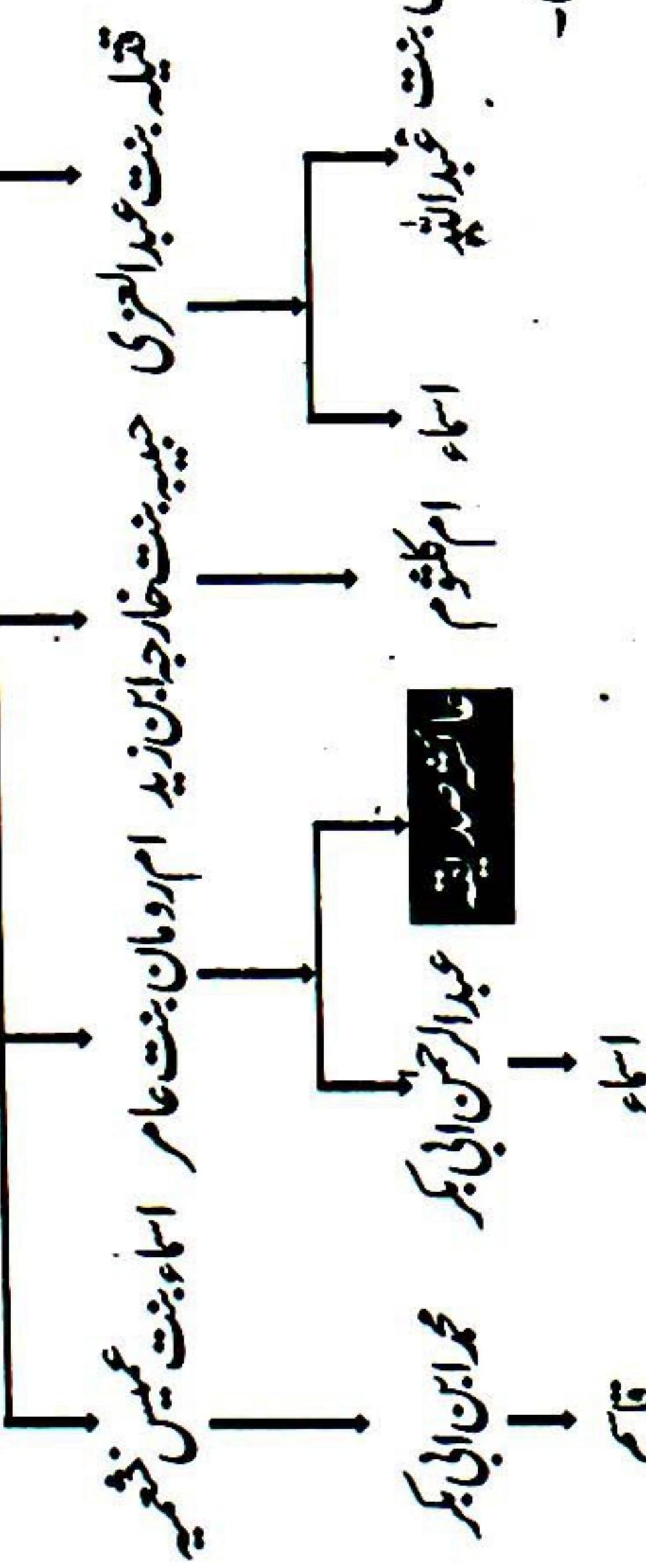
(۱) جن کے بارے میں ”سرالسلسلۃ العلویۃ“ میں بے کار ان کی محمد جواد کے علاوہ کوئی اولاد نہیں ہوئی، ص: ۸۳، اور کشف الغمۃ میں بے کار کے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی عائشہ تھیں کشف الغمۃ / ۹۵ ناموں میں اختلاف کے ساتھ، اور محمد جواد کی ماں کے سلسلے میں اختلاف ہے، اور تمام اختلافات کو منع کر دیا گیا ہے۔

محمد جو اور کی بپویاں اور ان کی اولادی ہادی اور حسن عسکری

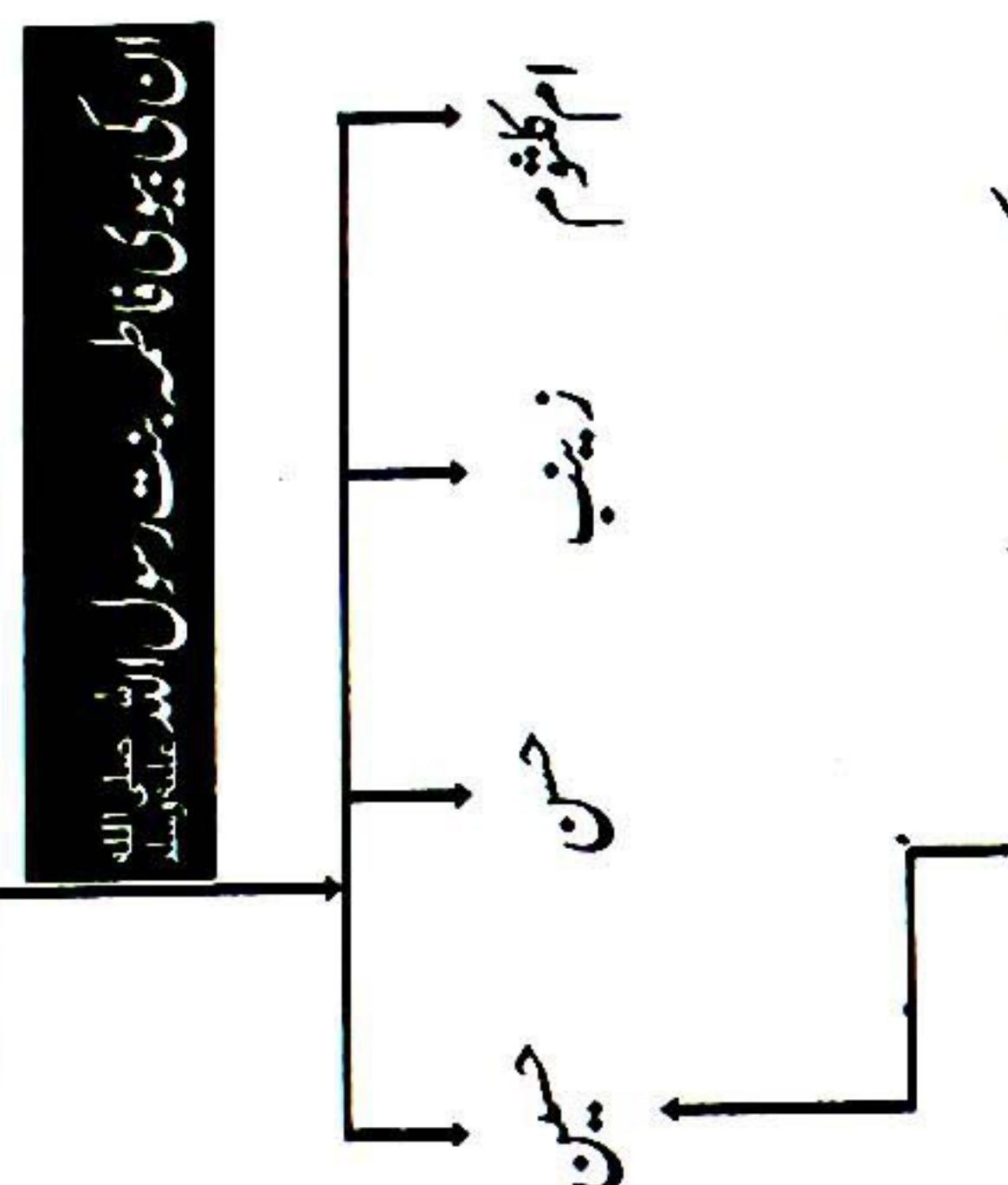


مہدی منتظر ان کی والدہ امام ولد تھیں، جن کا نام صیقلی یا حکیمہ یا زنجیر یا
سوکن یا خنطہ تھا اور کہا گیا ہے کہ پیشواع ابن قیصر روم کی لڑکی ملکیت تھیں۔

حضرت ابو بکر صدیق بن عاصی



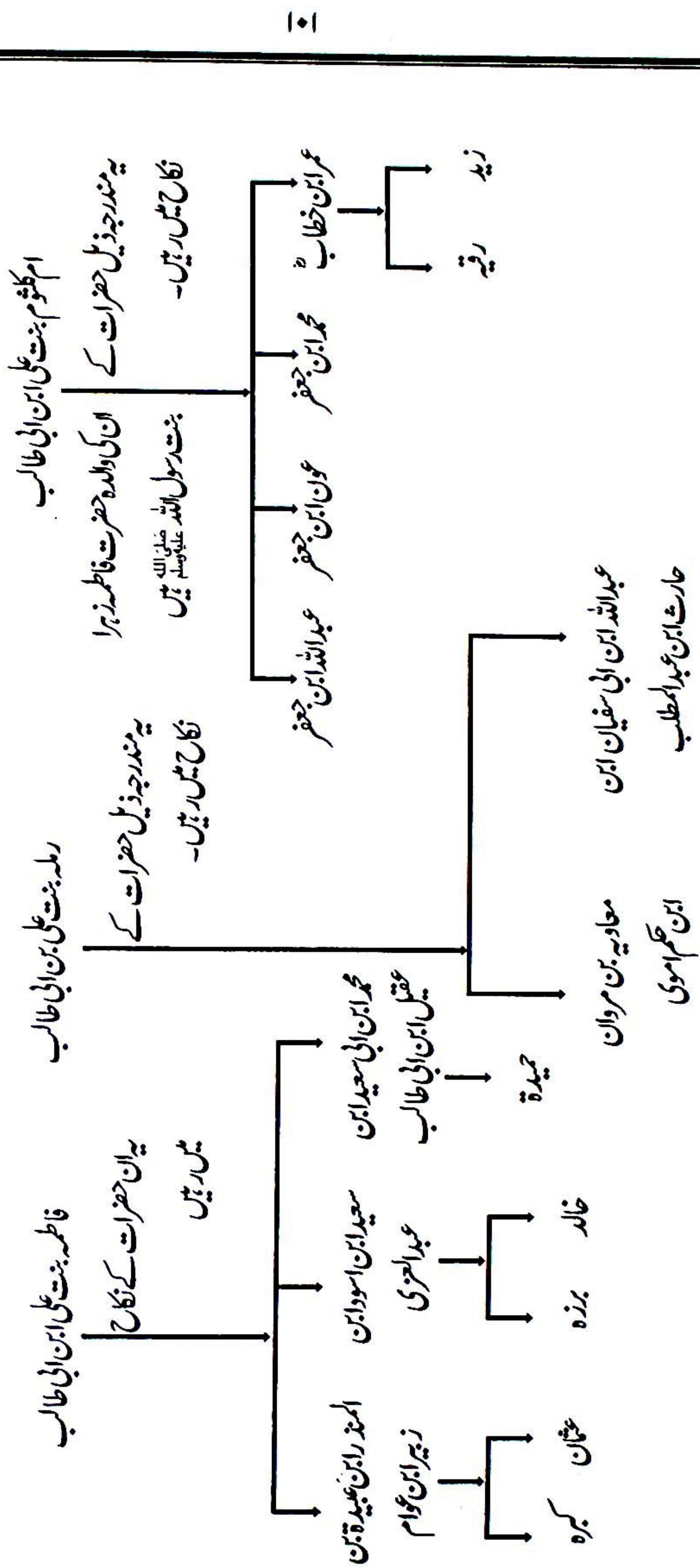
حضرت علی ابن ابی طالبؑ



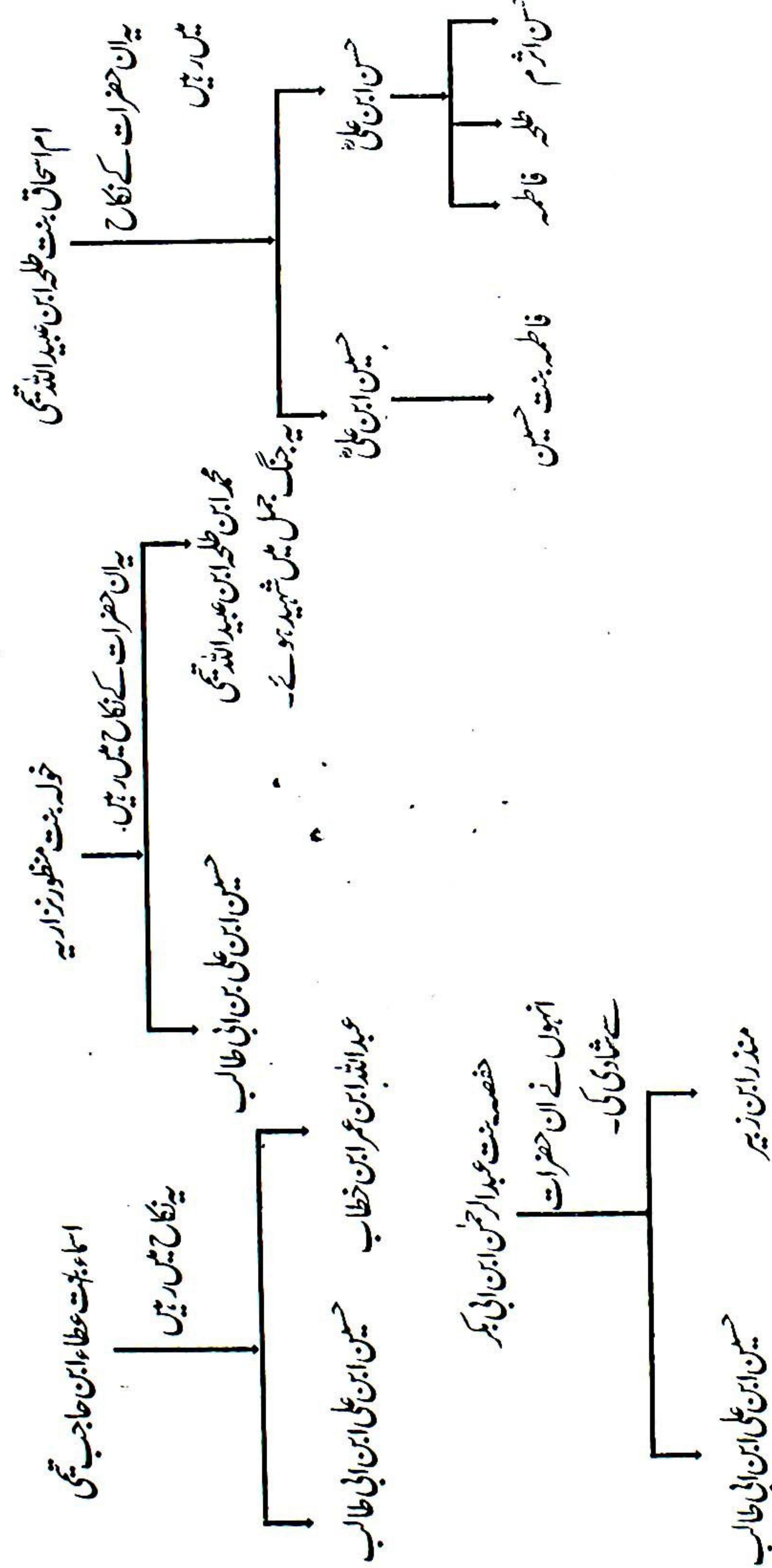
(۱) جعفر صادق نے کہا "ولدنی ابو بکر مرین، اور ان کو شرف و بزرگی کا ستون کہا جاتا تھا، الارشاد للمفید ۰۲، اسماء بنت عبد الرحمن ابن ابی بکر صدیق تھیں۔ اور ام فروہ کی والدہ ان کی والدہ ام فروہ بنت قاسم ابن محمد ابی بکر صدیق تھیں۔ اسما بنت عبد الرحمن ابن ابی بکر صدیق تھیں۔

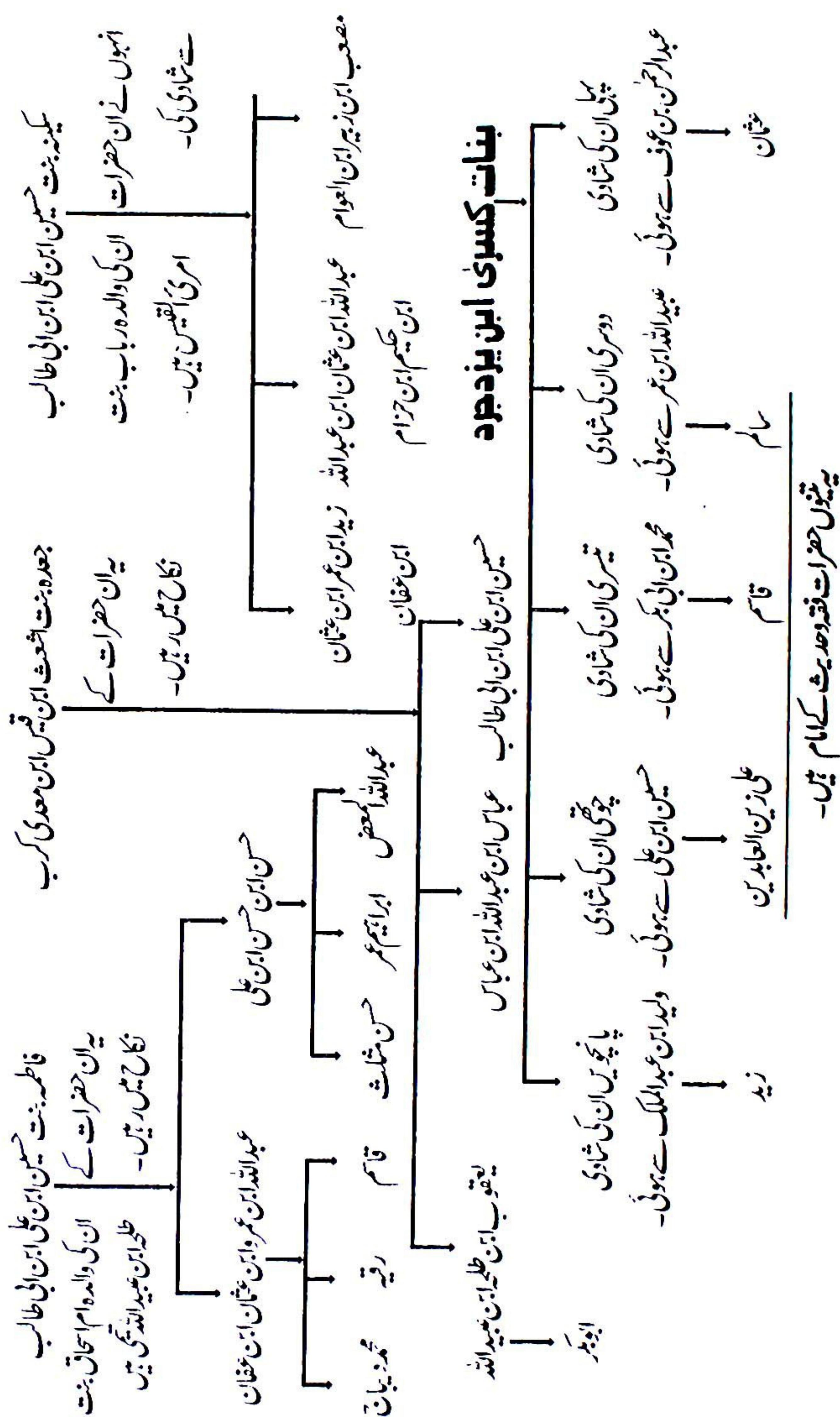
ترجم اعلام النساء ۸۷۳، عمدة الطالب لابن عینہ ۵۲۳، ابن طقطقی کی الاصیلی ۳۲۹۔

حضرت علی کی اولاد اور ان کی بیٹیوں کی ازدواجی رشتہ داریاں



دونوں نو اسول حضرت حسن و حسینؑ کی ازدواجی رشتہ داریاں اور ان کی اولاد





اماء بنت عمیس

یہ فاطمہ از براء کی وفات کے بعد ان کے
کنونوں کی دعویٰ ہوئی تھیں۔

انہوں نے ان حضرات
سے شادی کی۔

ابوکھر صدیق

علی بن ابی طالب

محمد بن مسیب
معون
مکی
محمد

عبداللہ بن علی بن ابی طالب

حضرت علی نے ان کو صراحتاً بنا
قایباً تک رسالتیں ہوتیں۔

فاطمہ بنت حسن ثقی

انہوں نے ان حضرات
سے نکاح کیا

ابو بکر بن مسلم ابن
محمد بن ولید مخزمنی

معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر
علی بن حسن بن حسن
ابوبکر مسلم ابن
محمد بن ولید مخزمنی
حسن صالح زید

عائشہ بنت زید

یہ سعید ابن زید کی بہن اور حضرت عمر بن خطاب
کے پیچا کی اڑکی ہیں، اور ان کا لقب زوجہ
شہداء (شہیدوں کی بیوی) ہے۔

انہوں نے ان حضرات
سے شادی کی۔

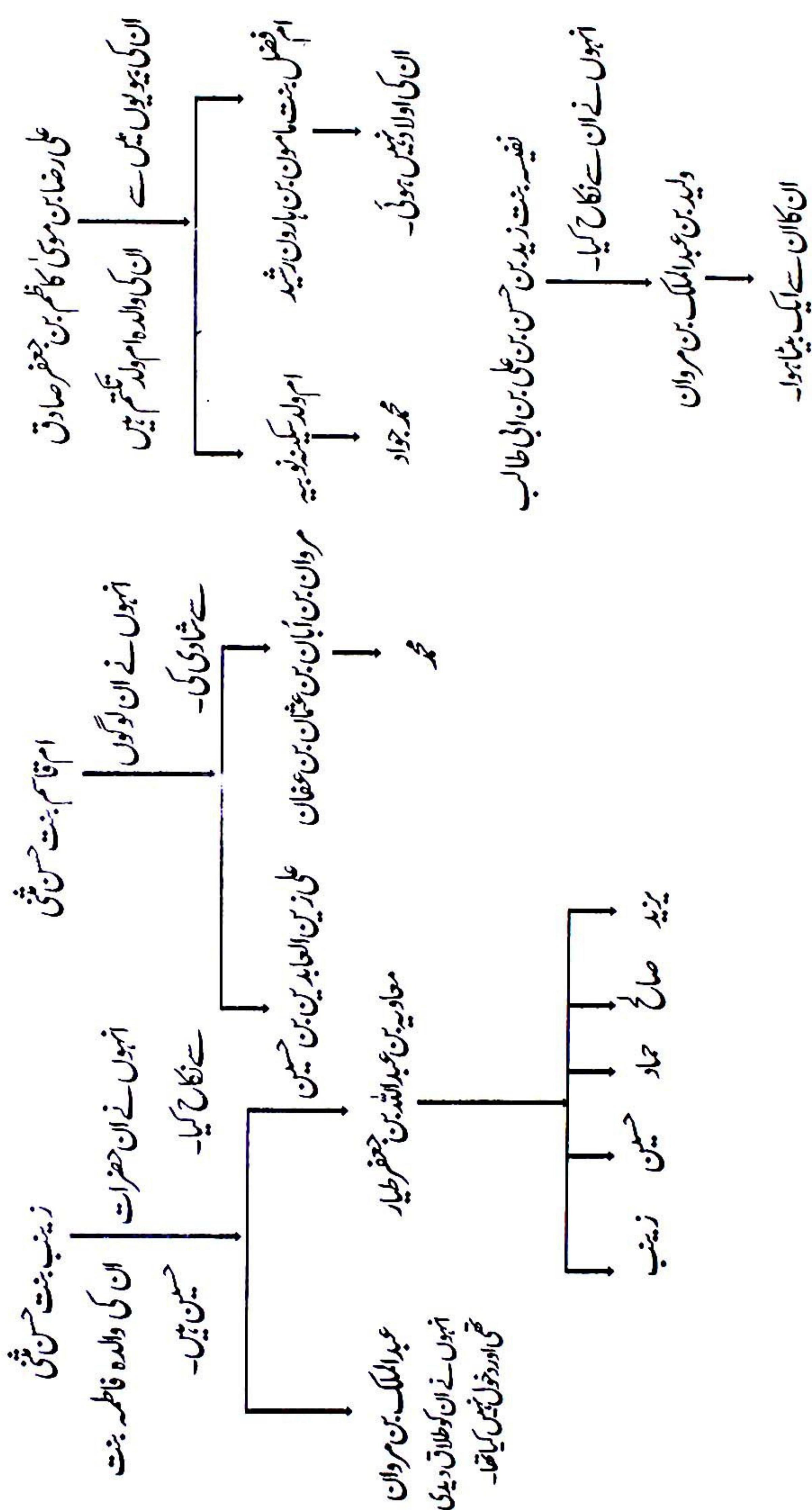
جعفر بن ابی طالب

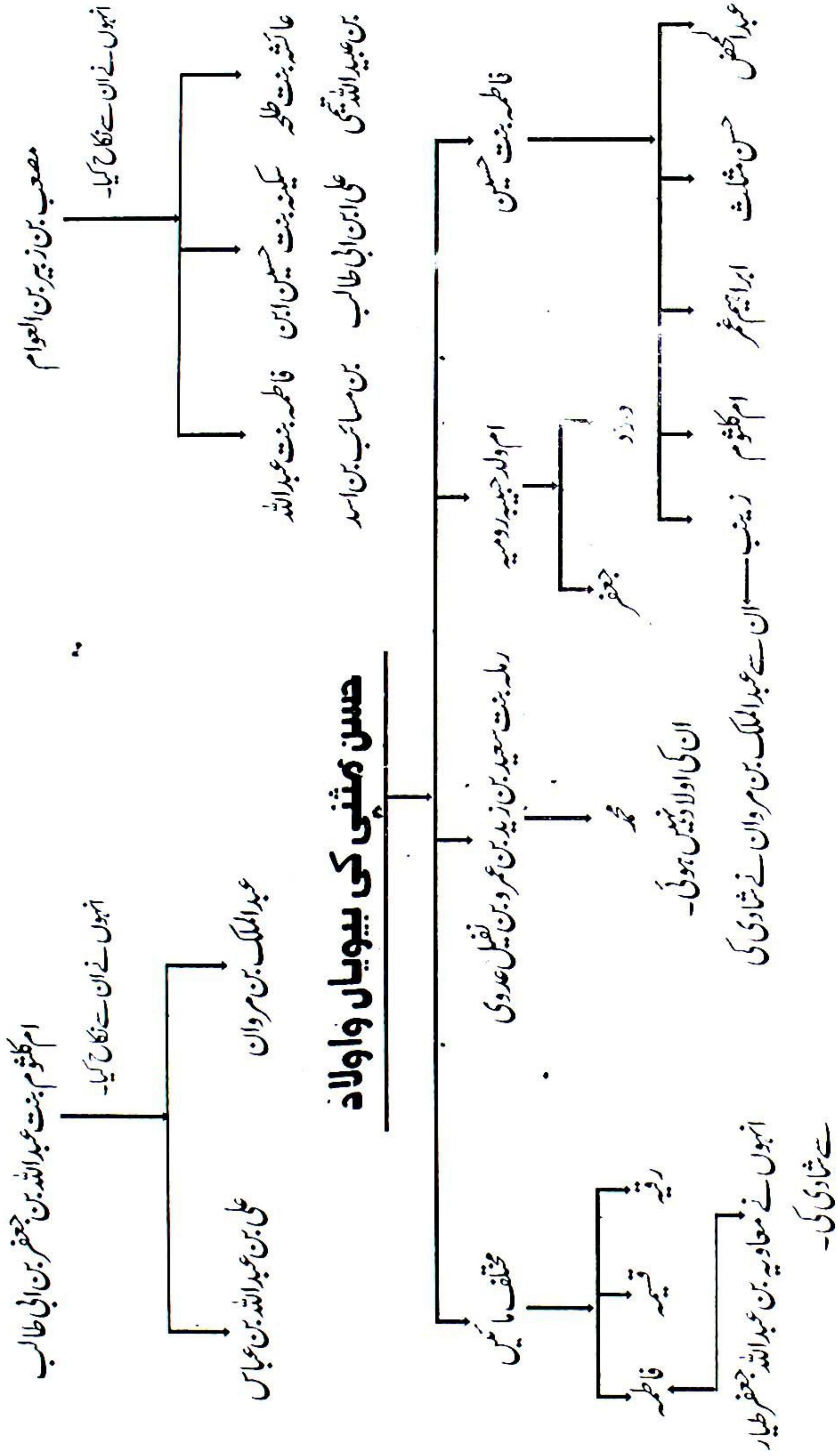
عبداللہ بن ابی بکر
معون بن الخطاب
زبیر بن عوام
محمد بن ابی بکر
حسین بن علی
عبداللہ محمد
معون

عبداللہ بن علی بن ابی طالب

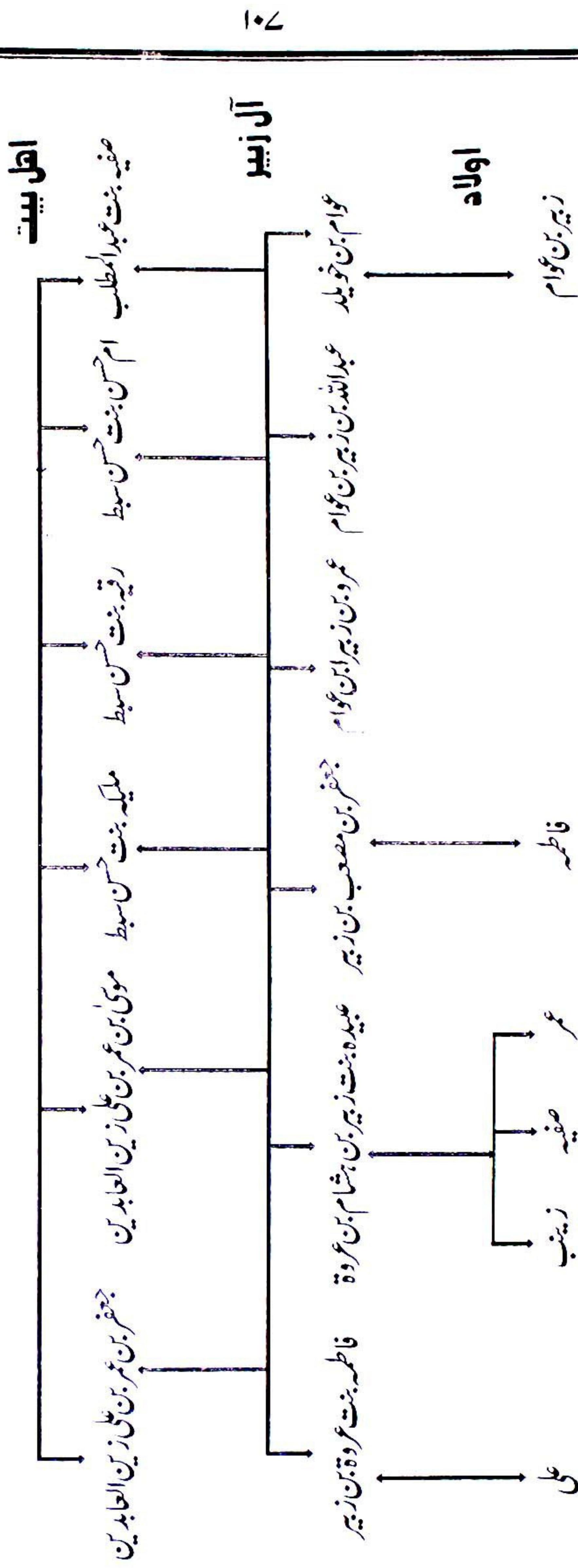
یہ ان حضرات کے
نکاح میں رہیں۔

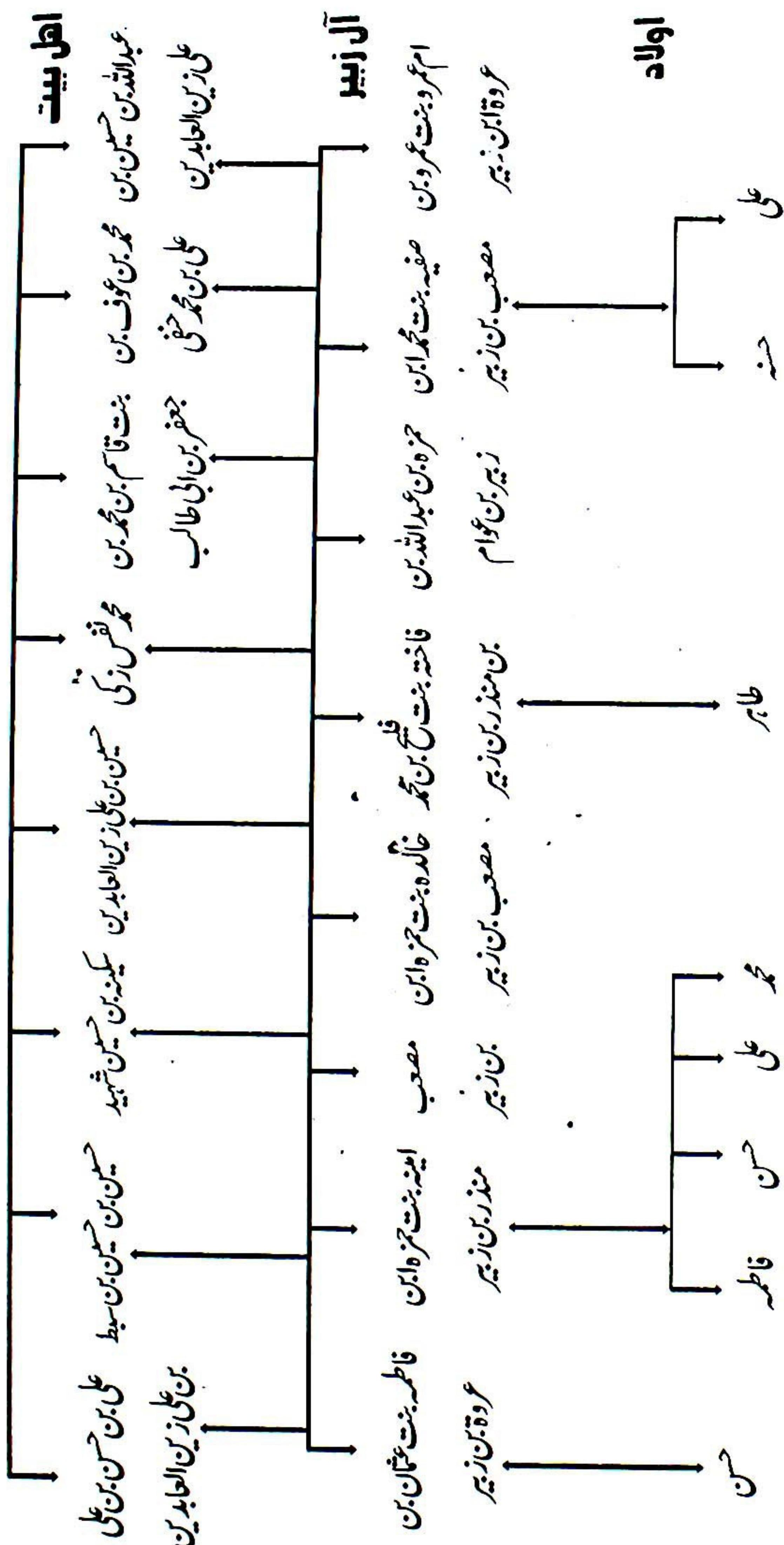
محمد بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر
علی بن حسن بن حسن
ابوبکر مسلم ابن
محمد بن ولید مخزمنی
بن علی بن ابی طالب





اہل بیت کی آل زبیر کے ساتھ رشتہ داریاں





Marfat.com

